100 425 OCD Gork

1

U1
J32E

CHECKED

ما شاء الله لا قوة الا بالله

کلمات طیبات مستعذبه صفات لیاقت آیات جناب سید خواجه میاں صاحب موسوم به

گلزار خیالات

باهتمام و انتظام ضعیف و نحیف عاصی سید عبد اللطیف عفا عنه

در مطبع محبوب شاهی حلیه طبع آراسته گردید

سید خواجہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام
علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۝

امّا بعد یہ عاصی پر معاصی ہیچمدان ژولیدہ بیان
کج مج زبان کمترین عالم و عالمیان خیر خواہ خلق اللہ
عاصی پر معاصی **سیّد خواجہ** تخلّص **دوست** ولد
سیّد حیات علیخان جاگیردار ساکن شہر کڑپہ غفر اللہ الغفار
اپنا حال پر ملال بالاختصار والاجمال اور سبب تالیف دیوان
ونظم خیالات پریشان گزارش کرتا ہے بہر آگہی

احباب توددّ اساس صفحۂ قرطاس پر نگارش کرتا ہے۔ اگرچہ میری داستان قابل بیان نہین تصریحاً و تشریحاً تحریر کا امکان نہین تاہم مشتی نمونۂ خروار و اندکی از بسیار بطور یادگار قلمی ہوتی ہے ؎ حال اپنا کہا نہین جاتا ؎ آہ چپ بھی رہا نہین جاتا - ابتدا اپنی سرگذشت پر صعوبت و صدمات بلینہایت کی یاد کرنے سے اسقدر حیران ہوتا ہون کہ دل پیچ و تاب کھاتا ہے زندگی وبال ہوتی ہے کلیجہ منہہ کو آتا [illegible] پریشانی بدرجۂ کمال ہوتی ہے - اور مجھکو خوف دامنگیر ہے کہ اگر مین اپنی سرگذشت پوری پوری لکھنا چاہون تو ایک قصۂ طول ہوگا ناظرین و سامعین

Allama Iqbal Library
University of Kashmir Libr

کا دل ملول ہوگا۔ احوال تو انصرام نہ پائیگا پر مطلب دلی باقی
رہ جائیگا اس لحاظ سے دو کلمے پر منحصر کرتا ہون قصہ مختصر
کرتا ہون — یہہ ہیچمدان حین انتقال والد ذیشان
نہایت خورد سال تھا اچھّے کا ہوش نہ برے کا خیال
تھا۔ جب کچھہ ہوش سنبھالا اور حضرتہ والدہ ماجدہ
مدظلہا نے بناز و نعمت و تربیت بیغایت آغوش شفقت
و عنایت مین پالا دنیا و مافیہا کا رنگ اور دوست و دشمن
کی ڈہنگ دیکھکر تحیّر بدرجۂ کمال ہونے لگا اپنی یتیمی
کا ملال ہونے لگا پہر باعث ترک وطن انقلاب زمانہ
ہوا سرپرست و غمخوار اپنا نہ بیگانہ ہوا دوستون سنے
بیوفائی کی رفیقون سنے کج ادائی کی جلاء وطن نصیب ہوا

اور یھہ مہجور یار و اغیار سے دور شہر و دیار سے غریب ہو
ملک و املاک لیکر وارد بلدۂ حیدرآباد فرخندہ بنیا
ہوا جس سے دلسوز جلے دشمنون کا دل شاد ہوا —
چندے بخواہش روزگار امیدوار رہا بعد ازان
جاگیرات پر تعلقدار رہا پندرہ سال سے اسمین اپنی
اوقات بسر ہوتی رہی بخیر و عافیت گذر ہوتی رہی
جب تقدیر نے یاوری کی جناب فلک انتساب قمر رکاب
خورشید قباب خلاصۂ اولاد ملوک نامدار نقاوۂ احفاد
سلاطین کامگار مہر سپہر سلطنت و جہانبانی زیور سریر
مملکت و گیتی ستانی آفتاب ذروۂ خلافت و اقتدار گوہر
گرانمایۂ بحر ایالت و افتخار شمع فروزندۂ دودمان تفاخر

عالیجناب نواب آصف یار الملک بہادر دام اقبالہ
و نوالہ و ضاعف اللہ حشمتہ و اجلالہ نے خود اس حقیر کو
یاد فرما کر تقرب ملازمت سے شاد فرما کر ہمچشمون مین
ممتاز فرمایا - حسب استرضای جناب نواب مدار المہام
بہادر سرکار عالی مدظلہ العالی اپنا معتمد و مختار کار
جز و کل بنا کر سرفراز فرمایا ..... مین حیران ہون کہ
کن الفاظ مین شکریہ نواب محتشم الیہ ادا کرون کیونکر اونکی
قدر افزائی اور عزت بخشی کی ثنا کرون - حق تو یہہ ہے
کہ اگر ہر موے تن زبان ہو ایک حرف شکریہ کا نہ بیان
ہو - جو اونکے عہد تودّد مہد مین خاکسار کی عزت و حرمت
ہوئی زندگی آسایش سے گذر رہی ہے خوش گذرانی کی معنی

یہی ہے قاعدہ ہے جب انسان کو فراغت وبیفکری حاصل ہوتی ہے طبیعت طرف شعر گوئی کے مایل ہوتی ہے - اگرچہ خردسالی سے طبیعت کو لاگ شعر وسخن کا چرچا تھا مگر بیشتر یہہ لیاقت نتھی اہل زبانوں سے صحبت نتھی فصاحت وبلاغت کا نام نتھا بندش مضمون کا اہتمام نتھا - استعارے سے عاری تھا حسب حوصلہ کچھہ زبان پر جاری تھا وہی قلم برداشتہ نظم کرتا تھا دریاے فکر مین غوطے کہاتا کبھی ابھرتا تھا - مگر اندنون بباعث خوش نصیبی موفور ایک استاد المتخلص مشہور شاعر بےنظیر شاگرد جناب مرزا دبیر مرحوم سلمہ اللہ القدیر ساکن لکہنؤ معروف بہر سواسن بلدۂ حیدرابا

فرخندہ بنیاد مین مقیم ہین نہایت فصیح و بلیغ اور بغایت حلیم و سلیم ہین۔ بندہ اونکا شاگرد ہوا اونکا فرمان و ارشاد اِس بارے مین وارد ہوا۔ شب و روز اونکی صحبت کے باعث زبان درست بندش مضمون چست محاورہ سلیس استعارہ نفیس روزمرّہ مقبول خاص تلازمات پسند اشخاص مین مہارت کامل ہوئی آئینۂ زبان مین صفائی حاصل ہوئی۔ الغرض اندنون چند احباب لایق و فایق علم و ہنر کے شایق زمانے کے موصوف و ممدوح زندہ دلون کی جان و روح نوخیز و نوجوان خوش تقریر و خوش بیان اعنی مسمی سیدجی میان صاحب امینگڑھی

اور فہمیدہ سنجیدہ جناب سیّد حسن مرزا خانصاحب جاگیردار موضع کیسرہ اور جناب عالیقدر والا منزلت قدردان سیّد سلطان عبداللّطیف خان صاحب میر منشی محکمہ کوتوالی بیرون بلدہ و مشفقی مکرّمی سیّد عبّاس مرزا جاگیردار و محمد سرور سلّمہم اللہ الاکبر وغیرہ اور سب احباب نے بالاتّفاق بصد شوق و اشتیاق یہہ استدعا کی اور بہزار اصرار یہہ تمنّا کی کہ ہم مشتاقون کی یہہ آرزو ہے کہ جو غزلیات آپکے متفرق اور پراگندہ ہین اونکو جمع کرکے اپنی فکر سے ایک چھوٹا سا دیوان سرانجام دو تاکہ ہر ایک مشتاق سیر اِس گلستان مضامین و معانی سے حظّ وافر و لطف متکاثر

اوٹھائے اور نام تمہارا اوپر صفحۂ روزگارِ ناپایدار کے یادگار صغار و کبار کا رہجائے ۔ مین نے عرض کیا ہرچند کہ کلام اس ہیچمدانِ ناکام کا اس لایق نہین کہ بمعرض تحریر و تسطیر آئے توسن قلم مین یہہ طاقت نہین کہ میدان قرطاس پر جوہر تیزروی دکھائے ۔ مگر فرمایشِ احباب سے تعذّر کا یارا نہین بلاتعمیل چارا نہین مجبور ہون ولیکن باعترافِ عجز و قصور تکمیلِ تمنّاے احباب مین ساعی تا مقدور ہون ۔ الغرض ترغیب سے سب احباب بعید و قریب کے خوشیِ خاطر یاران کو سب کام پر مقدّم جان کر ۔ کمرِ ہمت باندہ دامنِ توجّہ گردان کر جو غزلین

متفرق اور پراگندہ تھین اونکو فراہم کیا اور جو غزلین ردیف وار کم تھین بکاوشِ بیشمار و تفکرِ بسیار عرصۂ قلیل مین انجام دیا۔ اور ساتھہ اس جلدی کے انصرام پانا اس کلام کا محال تھا تمام کیا اور نام اس دیوان خجلت دہِ بوستان کا تاریخی **گلزارِ خیالات** رکھا اور چند غزلین اوستاد کی نظرِ فیض اثر سے گذری تھین اور بسا غزلین اور خمسے بلا اصلاح رہے بلکہ نظرِ ثانی کی نوبت بھی نہ آئی احباب کی جلدی نے طبع کرائی۔ اب سب احباب و شائقین و ناظرین کی خدماتِ عالیہ درجات مین یہہ تمنا ہے اور دست بستہ یہہ استدعا ہے۔ اگرچہ بموجب اسکے کہ انسان ملوثٌ

خطا و نسیان سے ہے پس اگر سہو یا خطا اس کلامِ
درد التیام مین نظر آئے قلم عفو رقم سے اپنے
اصلاح فرمائین۔ و اگر ہمتِ بلند و طبعِ ارجمند
بمقتضاے نازک مزاجی متقاضیِ اصلاح بخشی نہو تو
اوپر خطا اس خوردِ حقیر کے خوردہ گیر نہون بلکہ ازروے
علو ہمتی دامنِ چشم پوشی سے عیوب کو اس سراپا عیب
کے چھپائین۔ ع بقدرِ وسع در اصلاح کوشند
اگر اصلاح نتوانند پوشند ع بپوشش گر بخطائے
رسی وطعنہ مزن کہ ہیچ نفسِ بشر خالی از خطا نبود۔

قطعۂ تاریخ در عطائے خلعت و خدمت معتمدی بہ امیر ابن امیر جناب سید خواجہ صاحب دام حشمتہ طبعزاد سید محمد کاظم حسین لکھنوی متخلص شگفتہ

ملی ہی سید خواجہ کو آج معتمدی
ہر ایک دوست نہ کسطرح شاد و خندان ہو

امیر صاحب بخشش رئیس دریادل
کہ جسکی جود سی شرمندہ ابر نیسان ہو

عروج سی نہین کچھہ دور گر قبا کی لئی
سہیل تکمہ ہی ماہ نو گریبان ہو

رئیس و عاقل دوران مدبر و عادل
یہان ارسطو و کسری نکیون پشیمان ہو

فصیح و شاعر و نازکخیال و نکتہ شناس
سنی کلام تو حیرت سی دنگ سحبان ہو

شمار ہو نہین سکتا کہ وصف مین ہیجا
کہان تلک کوئی ممدوح کا ثناخوان ہو

پس اب دعائیہ تاریخ شیفتہ لکھئے
الٰہی نیر دولت بلند و تابان ہو
سنہ ۱۳۰۳ھ

ایضاً

عہدہ ملا ہی سید خواجہ کو اندنون
جاگی نصیب دولت و اقبال و جاہ کی

مصرع ہی شیفتہ سن فصلی مین یہ رقم
ہین معتمد وزیر علی بادشاہ کی
۱۲۹۵ف

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

کلمات طیبات ستودہ صفات لیاقت آیات جناب سید خواجہ میاں صاحب موسوم بہ

گلزار خیالات

باہتمام و انتظام ضعیف و نحیف عاصی سید عبد اللطیف عفی عنہ

در مطبع محبوب شاہی بہ حلیہ طبع آراستہ گردید

جرایم مین ہین آلودہ کرم کی تیری خواہان ہین
بھروسا ہم گنہگارونکو ہی بس تیری رحمت کا
نبی مرسل نہ پہچانی جسے انسان کیا جانے
بس اوتنا ہی سمجھ لے حکم ہی جتنا شریعت کا
زمین و آسمان و شمس و قمر لوح و قلم کیسے
عیان کون کر سکا ممکن نہ ہی اوسکی کرامت کا

تردّد کسلئے کیون ہی شش و پنج اپنی بخشش مین
وسیلہ دوست تجھکو پنجتن سے ہی شفاعت کا

٢ نعتِ سرورِ کائنات ١٣

شوق پھر دلکو ہوا نعتِ شہ لولاک کا
جو حبیبِ خاص پیغمبر ہے ربِّ پاک کا
نعت سے معراجکا رتبہ ملیگا کلک کو
طبع کو حاصل عروج اب ہوویگا افلاک کا
ہو دوات ابرِ مرزم شاخ طوبیٰ کا قلم
ہو رقم جب بھی نہ وصفِ اوس حبیبِ لولاک کا
ذرّہ سے کیا خاک ہو مہرِ منوّر کی ثنا
نور کی کیا کر سکے تعریف پُتلا خاک کا
رفرفِ خامہ رواں ہی مدحتِ معراج مین
پھر فلک پر اوڑکے جاتا ہی براقِ ادراک کا

نور سے خلقت تھی حضرت کی کچھ اسمین شک نہین
اس سبب سے ہی ثابت کہ سایہ تھا نہ جسم پاک کا

حلّہ ہای نور جنّت سی جسیے بھیجے خدا
خانساماں کیون نہ رضوان ہووے اوس پوشاک کا

آل و اصحاب نبی کی کیا صفت ہووے ادا
ذہن کچھ لڑتا نہین یان سست اور چالاک کا

چار یار مصطفےٰ سی جو ہوا یان منحرف
درک اسفل وان ہوا گھر آخر اوس سفّاک کا

دشت نعت احمد مرسل مین دوڑا اسقدر
بنگیا ہر ہر قدم چھالون سے خوشہ تاک کا

ہجر دندان مبارک مین جو وہ دل ریش ہے
ریشہ ریشہ کیون نہو غم سے جگر مسواک کا

جو ہوا حضرت سے منکر ہی وہ مردود خدا
رو سیہ دارین مین ہو کیون نہ اوس ناپاک کا

جوش الفت مین ترے ای دوست بھہ جائینگے جرم
کب پتا دریا مین لگتا ہی خس و خاشاک کا

۳ غزل ۱۰

وہ پری زاد کسی روز جو مہمان ہوگا
گھر مرا غیرت ایوان سلیمان ہوگا

گر مقابل تیرے خورشید درخشان ہوگا
زرد رو ہوگا خجل ہوگا پشیمان ہوگا

گر یہی ظلم تیرا ای شہ خوبان ہوگا
مین تو مین غیر بھی دل دیکی پشیمان ہوگا

سینہ داغون سی ہمارا ہی برنگ گلشن
کوئی سرسبز نہ اسطرح گلستان ہوگا

ہو نہ مفتوح طلسم رخ و کاکل ہرگز
خازن گنج اگر افعی پیچان ہوگا

لینگے احسان نہ ہم دست جنونکا پر
تار تار آپ ہی وحشت مین گریبان ہوگا

تیغ ابرو کو چڑہائی ہین خدا خیر کری
اب کوئی دم مین یہان قتل غریبان ہوگا

تیری خلخال کی پہنچی جو مزارون مین صدا
مردی اٹھہ بیٹھین گی یکبک حشر نمایان ہوگا

یہان جو چاہو سو کر آج کل اوس عالم مین
ہاتھہ ہوگا میرا اور آپ کا دامان ہوگا

سر و سامان جہان پہ ہی عبث ناز ای دل
کیونکہ یکروز نہ سر ہوگا نہ سامان ہوگا

کشتی نوح بھی ہو جائیگی طوفان زدہ
دوست گر حسرت نظارہ مین گریان ہوگا

غزل

تیغ کھینچے ہوئے ترکِ ستم ایجاد آیا
مستعد ہو کے میرے قتل پہ جلّاد آیا

بیڑیان پڑتی ہین منّت کی ہو جوشِ جنون
طوق و زنجیر لیے ہاتھ مین حدّاد آیا

دیکھکر گل کو چہکتی تو بہت ہی بلبل
نغمہ سب بھولیگی گر باغ مین صیّاد آیا

جوش وحشت نے بیابان جو دکھایا مجھکو
دیکھکر قیس پکارا میرا اُستاد آیا

سورۂ جن کا عمل جبکہ پڑھا ہی برسون
دوستو تب میرے قابو مین پریزاد آیا

کر چکے خاک تو جب آئے میری تربت پر
میرا اخلاص اونھین بعد میری یاد آیا

عشق جب ترک کیا راہ حقیقت دیکھی
بھولی اوس بت کو جو اے دوست خدا یاد آیا

غزل

۵ ۱۱

کہانتک یہ جور و ستم کیجیئے گا
کبھی تو نگاہ کرم کیجیئے گا

ماہرزوا

بقیہ غزل

ہزارون ہی ہا ہو جائینگے دم مین بسمل
اگر تیغ ابرو علم کیجیے گا

کبھی وعدہ وصل یار نہ ہوگا
نہ جبتک کہ قول و قسم کیجیے گا

کب اے حور وش آؤگے پاس میرے
کب اس گھر کو رشک ارم کیجیے گا

اوسے دیکے خط قاصدا پوچھہ لینا
جواب اوسکا کب تک رقم کیجیے گا

کمال آپکا ہوگا احسان پیارے
قدم رنجہ گر کوئی دم کیجیے گا

شکایت کا کچھہ لفظ گر منھہ سے نکلے
زبان کو ہماری قلم کیجیے گا

شب وصل دینا زبانکا یہ منھہ مین
میری حقمین آخر کو سم کیجیے گا

جو رونیکا لکھی ہو حوال اوسکو
سیاہی مین اشکونکو ضم کیجیے گا

قلق ہوگا وحشت بڑھیگی زیادہ
اونھین یاد گر دمبدم کیجیے گا

تم اے دوست حج کو چلے تو ہو لیکن
نہ کعبے مین ذکر صنم کیجیے گا

٦ غزل ٩

کیا پوچھتے ہو حال میری انتشار کا
جاتا نہین خیال کبھی دل سی یار کا

تاریکیِ لحد مین بھی چمکیگا داغِ دل
ہوگا وہی چراغ ہماری مزار کا

کھل جاتی ہی برس کے گھٹا بھی مگر سنو
تھمتا نہین ہی تار میری چشم زار کا

گنتا ہون تارے ہجر مین اوس کے رات بھر
شاہد ہی مرغِ صبح میری انتظار کا

کھاکر قسم رقیب کے پھر گھر کو وہ گیا
کیا اعتبار یار کے قول و قرار کا

ای گلعذار ترک کی عین شباب مین
موسم تھا آجکل یہ تمھاری بہار کا

ساقی جھکادی بادۂ گلگونسی پھر مجھی
پھر ولولون پر آیا ہی موسم بہار کا

چھوڑو جفا و ظلم یہ اچھی نہین طریق
دیکھو نہ دل دکھانا کسی دلفگار کا

پھولون کا شوق دیکھکے کہتے ہین باغبان
عاشق ہوا ہی دوست کسی گلعذار کا

٧ غزل ٧

ایکدن آیا نہ تو یہاں اک مہینا ہو گیا
جان دینا سہل اور دشوار جینا ہو گیا

ساری شب گذری تڑپ کر یاد مین اوس مست کے
بادۂ گلگون کے بدلے خون پینا ہو گیا

گنجِ حسنِ خبیہ بل کھاتی ہین جون افعی زلف
چہرہ اوس سیمین بدن کا کیا خزینا ہو گیا

بام پر میری جو آیا وہ مسیحا ناز سے
آسمان چارمی کوٹھے کا زینا ہو گیا

ٹپکا یکقطرہ بھی گر اوسکو اوٹھا کر مل لیا
عطر سے بڑھکر ہمین اوسکا پسینا ہو گیا

اوس کمان ابرو نے مارا اسقدر تیرِ نظر
شکلِ غربال اب مشبک اپنا سینا ہو گیا

غرق بحر عشق مین ای دوست جب جانوں تجھے
پار اِس دریا سے گر اپنا سفینا ہو گیا

٨ غزل ١٢

زلف دکھلا کے یار کیا کھلنا
پیچ ڈالے ہزار کیا کھلنا

ناگنی زلف کس بلا کی ہین
دلکو رکھتے ہین مار کیا کھنا

اوسکو تو دیکھتے ہی صاف ہوا
ایدل پر غبار کیا کہنا

جوش طوفان دکھایا فرقت مین
دیدۂ اشکبار کیا کھنا

دل نہین چاہتا تو کیون آئے
اسکا پھر بار بار کیا کہنا

چمن حسن پر ترے ای گل
آج کل ہی بہار کیا کہنا

خطِ گلزار مین لکھا تھا جو خط
ہی گلے کا وہ ہار کیا کہتا

ربط اغیار سے ہی اوسکو بہت
ہمسے رہتا ہی عار کیا کہنا

ضبط فرقت مین اسقدر تیرا
ایدل بیقرار کیا کھنا

ان بتونکی تلاش مین بخدا
ہمسے چھوٹا دیار کیا کہنا

ایک پردہ نشین کو دل دیکے
ہین بہت شرمسار کیا کہنا

دوست کا حال کچھہ نہ پوچھو تم
سب پہ ہی آشکار کیا کھنا

غزل

۹ غزل ۷

جاتا ہی وقت چیلو نمین جانان شباب کا
چکھواؤ جلد ذائقہ وصل و شراب کا

حاجت گزک کی بادہ کشی مین نہین ہمین
دل جل رہا ہی شوق کرین کیا کباب کا

بیوجہ ہو گئے جو خفا کیا سبب ہوا
ہمپر کھلا نہ حال تمھاری عتاب کا

دیکھا ہی جب سے اوس رخ روشن کے نور کو
پھر آنکھ بھر کے دیکھا نہ منھہ آفتاب کا

اوس بحر حسن سے جو لڑائی تھی آنکھ کچھہ
کیا پانی ہو کی بہہ گیا دیدہ حباب کا

بس اور کیا لکھون او خط دیکے قاصدا
کہنا کہ انتظار بہت ہی جواب کا

ای دوست دوستی ہی تجھے اہلبیت سی
ہی آسرا جناب رسالت مآب کا

۱۰ غزل ۹

ہمنے ہر یک سے دل لگا دیکھا
جسکو دیکھا سو بیوفا دیکھا

عشق مین ان بتون کو کیا دیکھا
دلکو آفت مین مبتلا دیکھا

خود غرض ہین جہان مین سب معشوق
زر کا ہر ایک کو آشنا دیکھا

آزمائین جہان کی باتین
نہ برائی مین کچھہ بھلا دیکھا

ہو حسین کمسنی کا عالم ہی
تمنے کیا ہی ابھی سنا دیکھا

اوسکا کاٹا بچا یہ مر ہی گیا
زلف وافعی کو آزما دیکھا

باغ عالم مین ہی شگفتہ کون
رنگ کسکا یہان جما دیکھا

پیش آتا لکھا ہی قسمت کا
نہ مٹائی سے وہ مٹا دیکھا

بخدا ان بتون سے باز آیا
دوست مینے نکچھہ مزا دیکھا

۱۱ **غزل** ۹

شہ مردان کا جو تو دل سے ثنا خوان ہوتا
مرتبہ تیرا نہ کیون مثل سلیمان ہوتا

نعت کی

نعت گر احمدِ مرسل کی تو کرتا تحریر
مہربان تجھپہ نکیون ایزدِ سبحان ہوتا
اسمِ اعظم تو محمّدؐ کا اگر کرتا ورد
خالقِ ہر دو سرا تیرا نگہبان ہوتا
حرص کو چھوڑکی گر یادِ آلہی کرتا
عمر بھر دہر مین ہرگز نہ پریشان ہوتا
دلسی گر کلمۂ طیب کو تو پڑھتا رہتا
مصحفِ رخ تیرا ایک صفحۂ قران ہوتا
گر ادا فرضِ خدا ہوتی تو پھر وقتِ قضا
سامنے انکھون کی جنّت کا گلستان ہوتا
مدحتِ گوہرِ دندانِ نبی گر لکھتا
نقطہ خامی سے ٹپک کر دُرِ غلطان ہوتا
آلِ احمد سے اگر الفتِ قلبی ہوتی
حشر کو اونکا تیری ہاتھ مین دامان ہوتا

کسی اوستاد سی گر مشورہ لیتا اے دوست
کیون سخن تیرا نہ مقبولِ سخندان ہوتا

۱۲ غزل ۱۱

منھ جو دیکھے ہماری دلبر کا
صاف دھوکا ہو مہرِ انور کا

قدِ رعنا سے اوسکو کیا نسبت
دعوی بیکار ہے صنوبر کا

لاش میری اودھر سے لیجانا
راستہ ہو جو یار کے در کا

پیک ہے خود ہمارا طائرِ دل
کون محتاج ہے کبوتر کا

جب سے وہ سنگدل پڑا پالے
دل بھی اپنا بنا ہے پتھر کا

دوستی جس سے کی ہوا دشمن
کس سے شکوہ کروں مقدّر کا

تنِ لاغر سے اپنے بستر پر
گویا نقشہ ہے تارِ مسطر کا

دل بھی وہ دوست ہے کہ تا دمِ زیست
ایک لحظہ نہ پہلو سے سرکا

غمِ دارین سے وہ ہے فارغ
ورد جسکو ہے نامِ حیدر کا

یا علی حشر میں برائے خدا
دست بخشے مجھکو جام کوثر کا

دوست امت میں ہے محمدؐ کے
خوف اوسکو نہیں ہے محشر کا

١٣

غزل

٧

شب وصال کا قصہ کہا نہین جاتا
کہی بغیر بھی لیکن رہا نہین جاتا

جو شب مسی لب شیرین یار کی چاٹی
مری زبان سی ابھی تک مزا نہین جاتا

ذرا تو ناگنی زلفونکو رخ سی سرکاؤ
تمھاری گالون کو ہمسے چھوا نہین جاتا

نکالو اب کوئی تدبیر وصل کی دلبر
کہ صدمہ ہجر کا دلبر سہا نہین جاتا

جو بوسہ مانگتا ہون مسکرا کی کہتے ہین
دئی تو اتنے کہ ہمسے گنا نہین جاتا

ہوئی ہین زار ہم اب انتظار مین ایسے
جو بیٹھے ضعف مین تہک کر اوٹھا نہین جاتا

قلم بھی رکتا ہی اب مارے شرم کی ای دوست
مزا جو وصل مین پایا لکھا نہین جاتا

١٤

غزل

٩

چرچا جہا مین جسکے ہی حسن و جمال کا
عاشق ہون جان و دل سی اسی خوش خصال کا

رخسار گل ہین غنچہ دہا ہین چشم نرگسی
بوٹا سا قد ہی یار و میری نونہال کا

سنکر پیام وصل وہ خاموش رہتی ہین
ملتا نہین جواب ہمارے سوال کا

راتین تڑپ تڑپ کے جدائی مین کٹتی ہین
آئیگا روز کونسا یارب وصال کا

ایدل خدا بچاے ہی آفت کا سامنا
ہوتا ہی پھر ادھر سے پیام اب وصال کا

اوس ماہ رو کی وصل سی ہر روز عید ہے
طول شب فراق تھا ہر ایک سال کا

آیا نہ پاس جا کے کبھی پھر وہ ایکدم
ہی ایک طور عمر کا اور اوسکی چال کا

روتا ہون جبکہ مین تو یہ کہتا ہی شعلہ رو
گرمی مین موسم آگیا لو برشکال کا

اوس گل کی دوستی مین ثمر کچھ ملا نہ دوست
اب رنگ دیکھو اور کسی نونہال کا

١٥

غزل

٧

ناحق خفا وہ ہمسے ستمگار ہوگیا
صورت سے بھی ہماری وہ بیزار ہوگیا

جب سے

جب سے جدا وہ مجھسے میرا یار ہوگیا
اس زندگی سی دل میرا بیزار ہوگیا

یوسف کیطرح لاکھہ خریدار ہوگئی
یکدن جو وہ کبھی سرِ بازار ہوگیا

،، راتونکی نیند اوڑگئی ہی خواب خور حرام
جانی خدا ایھہ کون آزار ہوگیا

افسوس انقلاب زمانیکا دیکھئے
سمجھے تھی جسکو یار وہ اغیار ہوگیا

عشّاق چھاتی پیٹین گیے دین جان عشقمین
دل لیکی اوسکا نام تو دلدار ہوگیا

دیکھو یھہ دشمنی نہین کرتا وہ ذکرِ دوست
ایسا کچھہ اوسکو ملنے سے انکار ہوگیا

١٦

غزل

٩

کیا کام ہی یہان تیرِ آبدار کا
بسمل ہون مین تیغ دشنۂ مژگانِ یار کا

ای عندلیب تجھکو مبارک ہو وصلِ گل
نظّارہ بس نصیب ہمین گلعذار کا

اشکونسی اپنی ہوگئی سرسبز داغ دل
عالم دیکھایا آنکھہ نے ابر بہار کا

ساقی بھی ہی شراب بھی ہی اور کباب بھی
اب انتظار ہی فقط ابر بہار کا

اوس گل بغیر خاک ہی گلشن کی سب بہار
گر بوستان مین لاکھہ ہو نغمہ ہزار کا

ممکن نہین کہ تار نظر سے ہو اتصال
پہنچا یہہ حال ہجر سے اب جسم زار کا

بس روبرو میرے نہ خدائی مچائیے
ہان ای بتو مین بندہ ہون پروردگار کا

محشر مین بھی نہ خلد کے جانیکا نام لون
جنت مین ہو نہ طرز اگر کوے یار کا

جس نخل جان فزا کی حسین وحسن ہین گل
ہی دوست عندلیب اوسی شاخسار کا

۱۷ غزل ۱۵

ہی ایک رنگ زمانے کی بیوفائی کا
کسی سے قصد نہین اب تو آشنائی کا

کھلا تھا حال ہمیشہ سے کج ادائی کا
عبث خیال کیا اوسکی آشنائی کا

جو دلکو دہیان نتھا اوس بت کی بیوفائی کا
شب وصال بھی کھٹکا رہا جدائی کا

10968

خدای پاک کا ہونا ہی سامنا یکدن
بتو نچاہئی دعوی تمھین خدائی کا

جگر کا میرے نہ جراح بند کر ناسور
اندھیری گھر مین جھروکا ہی روشنائی کا

جنون نے دی مجھے سجادگی بیابان کی
خیال کیون نہو مجنون کو پیشوائی کا

یہ ہمنے پنجہ مرجان کی رنگ سے پایا
کہ یہہ بھی کشتہ ہی اوس پنجہ حنائی کا

لفافہ حسن کا سب کھل گیا خط آنیسے
رہا صحیح نہ مضمون دلربائی کا

جب اوسکے گھر پہ گئے درکو بند ہی پائے
گلہ مین کیا کرون قسمت کی نارسائی

کبھی تو نہ آئی محبس مین بیگناہون کے
کبھی تو قیدیون کو حکم ہو رہائی کا

ہی لینا سہل نہین بوسۂ لب شیرین
جو پوچھو تلخ مزا ہی اسی مٹھائی کا

کبھی نہ باتونسے اوسکے ذرا ہوا برا
برا ہو دل کا خیال آیا جب بھلائی کا

بلانا گھر پہ ہمین اور غیرونسے جلسے
نیا طریق نکالا ہی یہہ صفائی کا

رولا رہی ہو ہمین بہر فرحت اغیار
لحاظ کچھہ تو کرین آپ جگ ہنسائی کا

غزل بھی کہنے سے یک دست لکھی ہی دو بیت
کہ امتحان تھا و نہین طبع آزمائی کا

ردیف باء موحدہ

۱۸ غزل ۱۱

روٹھا ہی ہمسے آج وہ عیار بی سبب
ہر بات مین وہ کرتا ہی تکرار بی سبب

کھینچی نہین ہی اوسنی بھی تلوار بی سبب
منظور قتل کرنی ہی دو چار بی سبب

ہوتا بپا ہی حشر خدا خیر ہی کری
آمادہ ظلم پر ہی ستمگار بی سبب

قسمت کا پیچ دیکھو کہ بی دیکھی زلف کی
دل ہو گیا بلا مین گرفتار بی سبب

الفت کے تب سبب یہی تھے کل تک کی بات ہی
بدلا ہوا ہی آج وہ دلدار بی سبب

دلبر کا کیا گلہ ہی کہ خود مجھسے دل مرا
پہلو مین رہ کے ہو گیا بیزار بی سبب

بوسہ لیا جو رخ کا تو کیا مینے کی خطا
مصحف کی چھونی پہ ہون گنہگار بی سبب

تا چند یہہ جفا و ستم اٹہوے خبر
مرتے ہین تیرے عشق کی بیماری سبب

باغ جہان مین اپنی تمنا بر آئی ہی
وہ گل نہین گلی کا ہوا ہاری سبب

کہتا ہی وہ نہ زردی رخ کی لبونسے آہ
کرتا یہہ کیسا عشق کا اظہاری سبب

ای دوست کیا شگفتہ دل اپنا ہو جو گل
اوس گل کی انکھہ مین ہوئی ہم خاری سبب

۱۹
غزل
۹

کچھہ بادہ خوارونکے نہین پیچہ عیاش شراب
شیشہ سے آپ بھی نہین رہتی نہان شراب

ہین مست فکر پیتی ہین ذرات خون دل
ہم مفلسونکو ملتی ہی ساقی کہان شراب

غیرونکے ساتھہ بادہ کشی رہتی ہی مدام
پلواؤ ہمکو بھی تو کبھی مہربان شراب

پھر شاعری کا شوق ہوا پھر جنون کا جوش
ہون پھر جوان پلادے جو پیر مغان شراب

مضمون نشے سے سوجھے وہ دے مجھکو ساقیا
کر دی زمین شعر کو وہ آسمان شراب

یک شعلہ رو کی یاد مین اپنا جگر ہی خون
دی وہ دو آتشہ کہ جو ہو ارغوان شراب

ہو سیرِ خشک و تر کا جسی شوق وہ پیے
دکھلاتی ہی نشیب و فراز جہان شراب

ساقی وہ جامِ بادۂ وحدت ہون چاہتا
آنکھونمین بس اوسیکا دکھائی سمان شراب

یک خوبرو کا عاشقِ شیدا ہوا ہی دوست
کیونکر نہ ڈھونڈھے پینیکو یہ ارمغان شراب

۲۰ غزل ۵

کسی دن اونکو گھر مین میرے آنا صاحب
رخِ روشن کی تجلی کو دکھانا صاحب

اپنا دم اولجھیگا یک بال اگر ٹوٹیگا
آگے میری نکرو زلف مین شانا صاحب

چشمِ بد دور نہ غیرونکی نظر ہو جائے
دیکھو تم آنکھ کسی سی نہ لڑانا صاحب

پھونکتی آتشِ رخ سی نہ مرا خرمنِ جان
نہین اچھا یہ جلی دل کا جلانا صاحب

دوست کے گھر جو تعذر سے نہین آپ آتے
گھر اوسیکو کسی حیلے سے بلانا صاحب

۲۱۰۶

٢١ غزل ٩

پاس عاشق کی بھی ایجان تم نہ آنا کیا سبب
غیر کے گھر شوق مین خود آپ جانا کیا سبب

دل لگانا جب کسی سے بھی نہین مدِ نظر
ہر گھڑی غیرون سے پھر آنکھین لڑانا کیا سبب

ملتے ہو غیرون سے میری روبرو اے شعلہ رو
اس جلے دلکو ہماری پھر جلانا کیا سبب

ایک بھی وعدہ کیا پورا نہ اے ایمان شکن
قسمین جھوٹی پھر کہو ہر بار کھانا کیا سبب

ہجر کیا کم ہے جو اوسپر اور کرتے ہو جفا
جو کہ خود مجبور ہو اوسکا ستانا کیا سبب

جانتے ہین ہم بھی یکتا باغ عالم مین تمھین
پھر نئے گل اور سے آکر کھلانا کیا سبب

صحبتین غیرون سے رکھنا چھوڑ کر اچھّے طریق
ان بُری باتونکا پھر دل مین سمانا کیا سبب

دلربا کی دوستی کا جب سے دم مارے ہین ہم
دشمنِ جان ہو گیا سارا زمانا کیا سبب

تم تو روتی کو ہنساتے ہو ذرا سی بات مین
دوست کو پھر ہجر مین ہر دم رُلانا کیا سبب

ردیف پای فارسی

٢٢ غزل ١١

پھرتی ہو کہان سیر کو ای رشکِ قمر آپ
مثلِ مہ و خورشید سدا شام و سحر آپ

آنکھون کا اشارا ہی کہ تم سا نہین کوئی
دل کا ہی عقیدہ کہ ہین درمانِ جگر آپ

معدوم جو کہتے ہین کمر کو شعرا سب
ایجان ہی کمر جسم مین رکھتی ہو مگر آپ

قبلے سے کبھی قبلہ نما پھر نہین سکتا
پھرتی ہی اودھر آنکھ کہ پھرتے ہین جدھر آپ

کیا نقشہ ہی کیا رنگ ہی کیا کاہشِ جان ہی
کچھ حال سے عاشق کو بھی رکھتے ہین خبر آپ

ہر رنگ سے زینت کے لئی باغِ جہان کی
نخل آپ ہین شاخ آپ ہین گل آپ ثمر آپ

ہی چاند مین بھی داغ مگر تم مین نہین ہی
کہنا ہی سزاوار کہ ہین رشکِ قمر آپ

کیا سوچ ہی کس بات کا کرتے ہو تردد
گھر آپکا ہی آئی بیخوف و خطر آپ

افسوس ہمین سے ہو تم ای یار ترش رو
اغیار سے رہتی ہو مگر شیر و شکر آپ

غیرون ہی کی صحبت مین سدا آمد و شد ہے
تشریف کبھی تو تو لائین میری گھر آپ

پتلی کی طرح چشم مین رکھتا ہی تمھین دوست
کیا آنکھونکو اسکی ہین سدا مدِ نظر آپ

۲۳ غزل ۱۲

صاف خورشیدِ جہانتاب کی تنویر ہین آپ
پانون تک سر سی غرض نور کی تصویر ہین آپ

خال والنجم ہی رخ شمس تو گیسو واللیل
سورۂ نور کی بس دہر مین تفسیر ہین آپ

ہمسے یہان تلخ کلامی وہان میٹھی باتین
کیسے اغیار ہین باہم شکر و شیر ہین آپ

آپکے آگے بھلا کھول سکے کون زبان
کیا طلاقت ہے عجب صاحبِ تقریر ہین آپ

دیکھکر بزم مین گھٹتی ہین حسینان یکسر
شمع رویانِ جہان کے لئے گلگیر ہین آپ

خواب مین وصل کا کچھہ راتکو آیا تھا خیال
صبح خود آگئی کیا خواب کی تعبیر ہین آپ

دلِ سیماب کو یک آنچ مین کرتی ہو خاک
کیمیا کا ہی فقط نام بس اکسیر ہین آپ

جسکی قسمت مین چمکنا ہی چمک جاتا ہی
چاہنی والون کی بس کو کب تقدیر ہین آپ

دیکھی جس دن نگہ غور سی تیغ ابرو
سر نگون ہو گی کہا صاحب شمشیر ہین آپ

لاکھہ زنجیرونسی نکلی تیرا وحشی لیکن
پاس آتی ہی جکڑ جای وہ زنجیر ہین آپ

دیدی صید کرو تیر و کمان سی کیا کام
خود کمان آپ خدنگ آپ ہین اور تیر ہین آپ

دوست کب ہنستا ہی اور ونسی یہ باتین کیجی
بخدا جان لیا ہی بت بے پیر ہین آپ

ردیف تای فوقانی

غزل

۲۴ ۷

راحت جو شبکو ہمنی نپائی تمام رات
اونکو بھی آج نیند نہ آئی تمام رات

اوجھن ہی مین گذر گئی ساری شب وصال
آخر ہوئی نہ اونسی صفائی تمام رات

وعدہ کیا تھا آنیکا پر حیلہ دیکھئی
مہندی اونہنی شب کو لگائی تمام رات

پایا ۹

پایا جو مینی اوسکو مخاطب شب وصال
فرقت کی داستان سُنائی تمام رات

کیا کیا نہ التجا کی رکھا سر بھی پاؤن پہ
لیکن گئی نہ اوسکی رُکھائی تمام رات

حیرت ہی کسنی وصل کی شب اوس سے کہدیا
مرغ سحر نی دھوم مچائی تمام رات

ای دوست بھولے سارے منانیکے ڈھنگ ہم
بگڑا جو وہ تو کچھ نہ بن آئی تمام رات

۲۵ غزل ۲۵

جب سے دیکھی ہی یار کی صورت
کیا کہون انتشار کی صورت

عمر بھر باغ دھر مین ہمنے
نہین دیکھی بہار کی صورت

ٹھیک دندان تمھارے ہین ای یار
گوہر آبدار کی صورت

ہو گئی کثرتِ تصوّر سے
نقش دلپر نگار کی صورت

لالہ رو کیا تمھین دکھاؤن مین
اس دلِ داغدار کی صورت

تاو کھا کے تن ہوا اپنا
صاف مسطر کے تار کی صورت
بلبل دل اوسیکا ہی خواہان
یون تو دیکھی ہزار کی صورت
لپٹون اوس گنجِ حسن سے تو رقیب
پیچ کھاتا ہی مار کی صورت
زندگی ہی مین ہی بخیلون کا
تنگ تر دل مزار کی صورت
تیر مژگانسی توڑے دلکو
ہی یہ اچھی شکار کی صورت
ابر بھی بھاگ جای گر دیکھے
دیدۂ اشکبار کی صورت
زخم تن کیا کھلی ہین دیکھو تو
تختۂ لالہ زار کی صورت
بلبل جان ہی دیکھکر شیدا
اوس میری گلعذار کی صورت
ظاہرا ملتے ہین بصدق و صفا
پر ہی دل مین غبار کی صورت
کر گیا رم رقیب یار و نسے
شتر بی مہار کی صورت
بیدلی کی یہ باتین ای گلرو
دل مین چُبھتی ہین خار کی صورت

تیری مژگان ہین بخنجر آشتی مین
تبر آبدار کی صورت

ق
رات تھی آپ میکشی مین کہین
ہین چھپتی خمار کی صورت

کیون مکرتی ہو پر کہین چھپتی
مست اور ہوشیار کی صورت

ہم سے تم بھی گریز کرتے ہو
عمر ناپایدار کی صورت

کھینچتا ہون جو انتظار مین آہ
نظر آتی ہی دار کی صورت

ق
رخ سے تیری جو ہی نقاب افگن
حاجب و پردہ دار کی صورت

آشکارا ہی معنی واللیل
سورۂ والنہار کی صورت

ہین چھپتی کبھی بناوٹ سے
دشمن اور دوستدار کی صورت

کیا کہون کیسی ہو گئی ای دوست
ہجر مین جسم زار کی صورت

ردیف تاۓ ہندی

۲۶ غزل مستزاد ۹

بعد مدت کے رفیق اپنا وہ عیار ہوا
نرہی کچھ کھٹ پٹ
دیکھتے ہی وہ میرا دل سے طلبگار ہوا
خود گیا آکے لپٹ
شب کو آتے ہی بہت کرتا تھا وہ شرم و حجاب
جو چلا دور شراب
خود بخود نشئہ مین کچھ ایسا وہ سرشار ہوا
گیا سینے سے چپٹ
بال بال اپنا گنہگار تو پہلے ہی سی تھا
نہین فرق اسمین ذرا
زلف کو چھو کے مین ناحق کو خطاوار ہوا
گئی تقدیر پلٹ
ای مسیحا میرے بالین پہ تو آ بھر خدا
کچھ تو کر اسکی دوا
دل بیمار کو یہ کون آزار ہوا
جو گئی نیند اچٹ
سیر کو جاتے تھے وہ غول لئے یار نکا
مین بھی تھا وانپہ کھڑا
راستہ چلنا مجھے دیکھ کے دشوار ہوا
گیا یک جا پہ سمٹ

تیرا میخوار و نپہ ہی پیرِ مغان لطفِ مدام
ہمکو می دینے سے اتنا تجھے انکار ہوا

کل بڑی فکر سے مین انکو اُن تک پھنچا
جا کے پھنچا تھا کہ وہ نیند سے بیدار ہوا

فکر کیا کیجئے کیا اسمین غزل ہو اعلیٰ
شعر کہنا ہمین اس بحر مین دشوار ہوا

نہین لازم ہی تمھین دوست کو کہنا عیّار
کیون زبان سے تیری کلمہ یہ ہی اکبار ہوا

ہی ادھین جام چہ جام
نہ کبھی دی تلچھٹ

نہ ملا پر بوسہ
میری پا کر آہٹ

کہ نہین دل لگت
قافیہ ہی جو بکٹ

وہ تو ہی دل سے نثار
وہ بڑا ہی نٹکھٹ

غزل

آسان ہی تیر و خنجر و تیغ و تبر کی چوٹ
یارب لگی کسیکو نہ برقِ نظر کی چوٹ

رخ سے بچے تو زلف کی پھندے مین پھنس گئے
کب تک بچائے دل میرا شام و سحر کی چوٹ

تیغِ نگھہ کی زد پہ ہمین ٹھہری سچ کہو
دل کو بچائی آہ جگر کو کہ سینہ کو
ایسا پھکیت ہے کہ وہ لڑتا ہی گھات سے
پتلی ہی ڈھال ابرو ہی تلوارِ جانستان
بیٹھے بٹھای آفتِ عشق اپنی سر پڑی
ابرو کا کاٹ الگ ہی نگھہ کی ادا جُدا
اپنا ہی مُنھہ ہی آہ کی شُعلے سنبھالنا
کام اپنا دلمین کرکی جگر تک در آتی ہی
وہ سرو قد لگا کی کلیجہ سی چھاتیان

کیسی کڑی اوٹھائی ہی دلکی جگر کی چوٹ
آتی ہی وہ برس پڑے رو کون کدھر کی چوٹ
روکی جو پالٹ اوسنے لگائی کمر کی چوٹ
ہر دم لگاتی ہین اسی تیغ و سپر کی چوٹ
پہلے ہی دردِ سر تھا لگی اُسپہ سر کی چوٹ
روکون ادھر کی یا کہ بچاؤن ادھر کی چوٹ
کھسار کیا اوٹھائیگا ایسی شرر کی چوٹ
پڑتی ہی کیسی گھات سی بیدادگر کی چوٹ
کہتا ہی سچ کہو یہ نئی ہی ثمر کی چوٹ

اپنا کلام سُنکے یہ کہتے ہین اہلِ فہم
ہان اب لگی ہی دوستمکے دلکو ہنر کی چوٹ

تتمہ ردیف تاء فوقانی

۲۶ غزل ۱۱

کم زمانے مین ہین دلدار دل آزار بہت
یار تھوڑی نظر آتی ہین پہ عیّار بہت

قدردانونکا نہین کال بھرا ہی بازار
جنس اچّھی ہی تو کیا فکر خریدار بہت

اونکی ضد اس دلِ نازک سے کہانتک اوٹھے
روز کرتی ہین ہر اک بات پہ اصرار بہت

گئی عیسے جو فلک پر بہت اچّھی سوجھی
کم علاج ہو سکا تھا اور عشق کی بیمار بہت

حق و باطل کی عبث فکر ہی کرتی تحقیق
کیا کمی پوچھ لی ہین کافر و دیندار بہت

کبھی اقرار بھی تو بھول کے پورا کیجی
یا فقط یاد ہی ہی آپکو انکار بہت

مانئے کہنی کو عادت یہ ذرا کم کیجے
خوب سیکھی ہی ہر اک بات پہ تکرار بہت

حال سُنکر میرا کہتے ہین رُکھائی سے وہ
کم ہی فرصت مجھی اور تیرا ہی اظہار بہت

اِسعد اپنی جو بیقدری ہی اِس جاکی تو خیر
سر سلامت ہے تو ہین آپ سے سرکار بہت

طالب بوسہ میں اوس بحرِ کرم سی جو ہوا
پھر تو دشنام کی ہونی لگی بوچھار بہت

چھوڑ ای دوست اوسے اور کسیکو تاکو
جب اسی بات پہ آئے تو طرحدار بہت

ردیف ثاءِ مثلثہ

۲۹ غزل ۱۲

اوس بیوفا سی وصل کی ہی آرزو عبث
پھرتا ہی اس خیال و توہم مین تو عبث

غوّاص کیون بنا دُرِ مقصود کے لئی
اوس بحرِ حسن کی ہی تجھی جستجو عبث

پھیلی ہی اک جہان مین اوسکی شمیم زلف
بیکار نافہ مُشکِ ختن کی ہی بو عبث

ای عندلیب گل کی نہ پژمردگی گئی
کرتا ہی نغمہ سنجیان تو دوبدو عبث

اوس خودغرض سی کرکی محبت نکچھ ملا
رسوا ہوئی ذلیل ہوئے کوبکو عبث

دیوانہ ہونا عشق مین بی وصل یار کے
کھوتا ہی اپنے ہاتو نسے خود آبرو عبث

ایکھین

آنکھین جو عین ہون تو دیکھہ وہ ہر وقت دلمین ہے
کیون ڈہونڈتا ہی یار کو تو چارسو عبث

ہوتا ہے سُنکے اور پریشان وہ کج ادا
کھتی ہی زلف حال میرا مو بمو عبث

کسکو ملا ہی وہ کہ جو تو اوسکو پائیگا
سوچا ہی اپنے وہم مین کیہہ آرزو عبث

ہوتی نہین نماز جو ابرو کے طاق مین
کرتا ہی آبِ تیغِ نگہہ سے وضو عبث

دم سی اوسکے ہتی تھی رندونکی میکشی
پیرِ مغان نے رکھی ہی می کی سُبو عبث

بارِیکیِ سخن سے جو واقف نہین ہی دوست
کرتا ہی ایسے شخص سے پھر گفتگو عبث

٣٠ غزل ٩

ملتا نہین رخ اونکا خریدار کی باعث
سودا ہی گران گرمیِ بازار کے باعث

سُنتے نہین اسوجہ سے حالِ دلِ عاشق
شرماتے ہین وہ عشق کے اظہار کے باعث

سوچو نہ دوا اور کوئی اپنی طبیبو
جیتا ہون فقط شربتِ دیدار کے باعث

عاشق کو جو سولی ہو تو معراج وہ سمجھی
منصور کا ہی نام فقط دار کے باعث

دلبر نہین بر مین تو ہی دل بر مین تڑپتا
دلکو نہین آرام ہی دلدار کے باعث

سُن لیتی ہین قاصد کے زبانی ہی کچھ احوال
پڑھتے ہی نہین خط اپنا وہ طومار کے باعث

سیدھی تو ہی یہ بات میری کچھ نہین تقصیر
وہ آپھی کشیدہ ہوئے تکرار کے باعث

کیا جائین وہان بادہ کشی کیا کرین رندو
میخانہ تھا آباد اوسی میخوار کے باعث

ای دوست غزل کیا کہین کیا سوجھی مضامین
لگتا نہین دل آجکل افکار کے باعث

۳۱ غزل ے

اپنی نگاہ زلف سے اوسکے لڑی عبث
بیٹھے بٹھائی سر پہ بلا یہ پڑی عبث

لاکھی ہی یہ جمای مسی کی دھڑی عبث
یاقوت پر یہ تختی نیلم جڑی عبث

ناحق خفا ہو سوچیئے تو مینے کیا کہا
کرتی ہین آپ رنج یہ کیون ہر گھڑی عبث

کیسا پہاڑ ہوگیا اوس سنگدل کا عشق
ہمنے اوٹھائی دلپہ یہ پہاڑ گھڑی عبث

منھہ چھوٹی آئی بیٹھتے ہی اوٹھہ کھڑے ہوئے
آنا تھا آپکو یہان پھر دو گھڑی عبث

کیون پڑ گئی نگاہ ہوا تازہ پھر جنون
رستے مین گاڑی آنکھے اونکی لڑی عبث

ای دوست ہجر یار مین اچھے نہین فغان
ہر وقت ہی یہ دیدہ تر کی جھڑی عبث

ردیف جیم عربی

غزل

۳۲ ۱۶

نظم سب وصف مہ تابان ہی آج
نور کا مطلع میرا دیوان ہی آج

نور سے سارا مکان رخشان ہی آج
کونسا خورشید رو مہمان ہی آج

باغ ہو ساقی ہو اور ہو گلبدن
میرے دلمین بس یہی ارمان ہی آج

صاف اوسکے رخ سی ہی ظاہر ملال
مثل آئینہ وہ کیون حیران ہی آج

کل تو ای دلبر تمھین دل دے چکے
لیجئے حاضر ہماری جان ہے آج

یاد مین اوس گل کی ای گلچین میرا
بلبلِ دل کسقدر نالان ہے آج

کیا پھر اوس گلرو کو عزمِ قتل ہے
کیون خوشی سے زخمِ دل خندان ہے آج

تیغِ ابرو کب کھنچی ہے بے سبب
عاشقون کے قتل کا سامان ہے آج

کسلئے بل کھا رہی ہے دوش پر
زلف ہے یا افعیِ پیچان ہے آج

چشمِ بد دور ایسے نکھرے ہو میان
بس جو دعوے کیجئے شایان ہے آج

ہے وہ شاہِ حسن مہمان اپنے گھر
قصرِ سلطانی میرا ایوان ہے آج

دوستو اوس شعلہ رو کی یاد مین
پھنک رہا اپنا دلِ سوزان ہے آج

تھی تمنا جسکی وہ سروِ حسین
بعد مدت تابعِ فرمان ہے آج

تم کہان جاتے ہو آؤ تو سہی
ہاتھ میرا آپ کا دامان ہے آج

شاید آتا ہے وہ گل رو اپنے گھر
دل کچھ آپھی آپ جو شادان ہے آج

بیٹھے بیٹھے نظم کی ساری غزل
ذہن تیرا دوست کیا جولان ہی آج

۳۳ غزل ۱۱

کچھ اندنون تو اور ہی پیدا کیا مزاج آگے تو آپکا کبھی ایسا نتھا مزاج
دریافت کرنا چاہئی ایدل ضرور اسے کیون برخلاف رہتا ہی اوس یار کا مزاج
پوچھو نہ حال یار کی صحبت کا دوستو غیرونسے ہی ملا ہوا ہمسے رُکا مزاج
کیا کیجے کرکی خوشامد بھی تھک گئے منت سے اور ہوتا ہی اوسکا سوا مزاج
پوچھا یہ کیون مزاج ہی ایسا تو کہتے ہین رہتا نہین ہی ایکطرح پر سدا مزاج
دیکھا جو اوسمین پایا کسیمین نہ آجتک غمزہ کرشمہ ناز و نخرا ادا مزاج
یہہ صحبتین یہ ڈھنگ یہ بیباکیان نتھین آگے تو آپکا تھا بہت پارسا مزاج
معشوق تو جہانمین ہزار ہین پُرفسون سب سے نرالا رکھتا ہی وہ بیوفا مزاج

ایدل جو کم سنی مین ہین اوسکی یہ حرکتین — کچھ کیا ہی آگے ابھی دیکھنا مزاج
کم خشم ہوگا اسلیے لکھا تھا حالِ زار — احوال سنکی اور ہی برہم ہوا مزاج

سیر زمانہ ہمنے بھی ای دوست کی بہت
دیکھا تو ہمنے آپ ہی کا بیریا مزاج

۳۴ غزل ۱۱

اوس وقت سے قابو مین نہ دل ہی نہ جگر آج — کیا جانیے رستہ مین پڑی کسپہ نظر آج
جانبازونکا ہی معرکہ قاتل کی گلی مین — دیکھین تو کہ کس کس نے کیا سینہ سپر آج
کیا کھینچتا تھا وصل کی شب پچھلے پہر سے — ہان تجھکو بھی موت آگئی ای مرغِ سحر آج
دیکھین نظری کون ہوا اور کسکی بحالی — ہی جایزہ عشاق کا وہان مدّنظر آج
بیجرمونکا خون دیکھیے کیا رنگ دکھائے — باندھی ہی پئے قتل یہ قاتل نے کمر آج
ہوتا ہو جو کچھ جھگڑا ہی کر لیتے ہین فیصل — کیون ورکی رسوائی وہ جاتا ہی کدھر آج

ہم ما

ہر بار یہ کیون ہوتا ہی چاند ابر مین پنہان
کیا بام پہ ہی جلوہ نما رشک قمر آج

مدت سے یہ مشتاق ور ندیکھا کبھی طوفان
دریا کی روانی کو دکھا دیدۂ تر آج

چین ایک گھڑی بھی نہین دلکو کسی پہلو
اوٹھتا ہی نئے رنگ سے کچھ درد جگر آج

پان خوردہ جو خندان ہوا وہ شوخ تو آیا
اوس دم جک مرجانمین نظر سلک گہر آج

کل سنتا ہون جلسی مین یہ بیساختہ بولی
ہو لطف بڑا دوست بھی آجای اگر آج

۳۵ غزل ۱۱

ہی اوس پری کو سایۂ دامانکی احتیاج
ہمکو نہین ہی تخت سلیمانکی احتیاج

ابرو کی تیغکو نہین کچھ باڑ ہی ضرور
تیر نگاہ کو نہین پیکان کی احتیاج

دیوانگی نی عشق کی پرزی کیا کبار
جوش جنون مین کچھ نہین دامانکی احتیاج

دولت سے فقر کی ہی غنا اسقدر حصول
خواہش مال کی ہی نہ سامانکی احتیاج

اپنا تو جوشِ عشق مین مسکن ہی کوی یار
گلشن سے کچھ غرض نہ بیابانکی احتیاج

آنکھ اپنی اوس نگار کی دانتونسی ہی لڑی
ہی کسکو لعل و گوہر و مرجانکی احتیاج

ظلمت کدہ مین اپنے ہی وہ ماہ جلوہ گر
کیا چاندنی مین شمعِ شبستانکی احتیاج

بڑتی ہی شوقِ دشت نوردی مین اپنے پانون
ہی آبلونکو خارِ مغیلان کی احتیاج

رہتی ہی اپنی اشکونسی سرسبز کشتِ دل
ہی ابر سی غرض نہ ہی بارانکی احتیاج

رکھا ہی جسنے مرحلۂ عشق مین قدم
سر سی ہی کام اوسکو نہ سامانکی احتیاج

اوسوقت یاد کرتی ہین وہ دوست کو ضرور
ہو جاتی ہی کبھی جو غزلخوان کی احتیاج

۳۶ غزل ۹

ہو بحرِ حسن تم دل گرداب جاے موج
تڑپاتی کیون ہو دل مرا ہر دم بسانِ موج

ایسا حباب روتی ہین کیون پھوٹ پھوٹ کر
ہین پوچھتا مگر نہین گویا زبانِ موج

نایاب

نایاب کیون نہو گہر اوس بحرِ حسن کی
دیکھا ہی کسنے آب گہر مین نشانِ موج

ساحل پہ جب وہ تیر فگن آیا بہرِ سیر
دریانی آگے نذر دی اوسکو کمانِ موج

بحرِ جہان مین ڈوبتی تِرتی ہین سیکڑون
کیا غوطہ زن ہی فکر مین سُن لے بیانِ موج

نسبت ہے بیقراری عاشق سے کب اوسے
ہمنے ہزار بار کیا امتحانِ موج

او بحرِ حسن چین بجبین دیکھکر تمھین
ہوتا ہی آشنا کو تمھاری گمانِ موج

شب مضطرب کنار مین اپنی وہ کیون رہے
ساحل سی جیسے ہوتی ہی بُعد و قرانِ موج

ہم خود ہی دوست بحرِ تمنا مین بہہ گئے
ہی ناخدا کو جسم پہ اپنے گمانِ موج

غزل

میری طرف سے غیر سُناتی ہین جھوٹ سچ
کانونمین اوسکے جاکی لگاتی ہین جھوٹ سچ

کس روز دیکھین کرتی ہین وعدے کو وہ وفا
پیغام اونکی روز ہی آتے ہین جھوٹ سچ

عیاریان کو اونکی ہمین جانتی ہین خوب
ظاہر کو لوح دلسے مٹاتی ہین جھوٹ سچ

یہ بھی ہی یک کرشمہ جہان و غمزی ہین
دکھلانیکو وہ اشک بہاتے ہین جھوٹ سچ

اغیار جاکے اوس گل رعنا کی بزم مین
کس کس طرح سے رنگ جماتے ہین جھوٹ سچ

ویسے تو پردہ کرتی ہین ظاہر مین ہی یہ بات
غرفیسے خیر شکل دکھاتی ہین جھوٹ سچ

جو بات است ہو رہی پوشیدہ تا کجا
ہر یکسے گو ہم اونکے چھپاتے ہین جھوٹ سچ

کہتا ہون جب کہ وعدۂ وصل کا کرین
وہ در جواب سر ہی ہلاتے ہین جھوٹ سچ

ای دوست سچ تو یہ ہی تکلف نہین ذرا
تیری کلام مین نہین پاتے ہین جھوٹ سچ

۳۸ غزل ۱۱

ملتجی ہونا ہی بس ہر بار ہیچ
گفتگو ہی آپسے بیکار ہیچ

اپنے عاشق کی گلے ملجائی
ہی میان آپس کی لکھتے تکرار ہیچ

پہن

کیا کہین اوس مدّعی کی سامنی
دعوی اپنا ہیچ ہی اظہار ہیچ

جب نہ اپنی ساتھہ ہو وہ گلبدن
سیر دریا ہیچ ہی گلزار ہیچ

چاہیے انسان کو فکرِ مآل
ہی یہہ باقی سب جہان کار ہیچ

ساتھہ صحبت کے ہی لطفِ میکشی
شغل تنہا کا ہی ای میخوار ہیچ

پھل نپایا نخلِ الفت سے ذرا
دل لگانا تمسی ہی ای یار ہیچ

تیری آنکھین سحر کی ہین پتلیان
ہی یہان پر نرگسِ بیمار ہیچ

بانکپن جبتک طبیعت مین نہو
باندھنا پھر سر پہ ہی دستار ہیچ

پاس او سکے جو ہوا سرمستِ عشق
ہی عبث تسبیح اور زنّار ہیچ

چاہیے ای دوست خالق کی ولا
ہی فضول اور الفت دلدار ہیچ

ردیف حائے حطی

٣٥ غزل ١١

کب مکین رہتی ہی قصرِ بدنِ زار مین روح
رہتی ہی آٹھ پہر روزنِ دیوار مین روح

اوس سہی قد کے تصوّر مین رہا کرتی ہی
کبھی دریا کبھی صحرا کبھی گلزار مین روح

ایکدن سیر کو نکلا تھا وہ یوسف جب سے
کوچہ گردی کو رہا کرتی ہی بازار مین روح

اوسکے زلفون کے ہی سودے مین پریشان پھرتی
کبھی جاتی ہی ختن مین کبھی تاتار مین روح

ہم ہین مخموریِ وحدت ساقیِ جہان
مست رہتی ہی یہان نشۂ اسرار مین روح

تیرا گلزار مبارک رہی بلبل کو سدا
باغبان اپنی تو ہی اوس گلِ بیخار مین روح

ایکدم عاشقِ جانباز کے بالین پہ تو آ
اب اولجھتی ہی مسیحا تنِ بیمار مین روح

نہ تو ہوتی ہی شفا اور نہ جاتی ہی جان
مبتلا ہوویگی کیا جانیے کس آزار مین روح

وقتِ مرگ آنکھون مین اوسکے رہی باغِ جنّت
گردمِ نزع رہی احمدِ مختار مین روح

لفظِ تحسینِ سخن فہم سے ایدل گویا
جان ابیات مین پڑ جاتی ہی اشعار مین روح

کب سماتی ہین حسینانِ جہان نظرون مین
رہتی ہی اپنی تو ای دوست اوسی یار پہ روح

غزل

وہ خود پرست اپنا ہو غمخوار کسطرح
قابو مین اپنے آئے وہ دلدار کسطرح

ثابت ہی اوسپہ عشق کا آزار کسطرح
کہتے ہین اوسکو نرگسِ بیمار کسطرح

اوس بانکپن کی چال پہ ہو کیون نہ مفتون
رکھتا ہی اپنے دوش پہ تلوار کسطرح

یہ تو سدا الجھتا تھا باتون سے پیچ کی
دل اوسکی زلف مین ہی گرفتار کسطرح

رات آئی ہی بہت یہین آرام کیجئے
جائینگے آپ نشہ مین سرشار کسطرح

اوسکو بلا کی خوب ہی حسرت نکالیون
آجای میکدہ مین وہ میخوار کسطرح

چلمن سے جھانکتے تھے نہ پردہ وہ الٹتے
آج آپ نکلی ہین سرِ بازار کسطرح

یادِ خدا تو بھولی سب اوس بت کی یاد مین
نخلِ دعا مین اپنے لگے بار کسطرح

آتا ہی کب وہ راہ پر ای دوست دیکھئے
اپنا وہ یار ہوتا ہی عیار کسطرح

غزل ۱۱

اشک جاری آنکھہ سی بہتی ہین باران کیطرح
غم کا دریا جوش پر رہتا ہی طوفان کیطرح

گُھای گل معشوق کی چھلون کی پہنتا ہی جسم
لہلہاتا ہی بدن اپنا گلستان کیطرح

مصحف رخ کی تلاوت کرتی ہین آٹھون پہر
دلمین رکھتی ہین محبت اوسکی ایمان کیطرح

کیا زمانہ ہی جسی دیکھو وہ منھہ پر صاف ہی
خاک اڑتی ہی مگر دلمین بیابان کیطرح

ای زہی وحشت وہ کی صحرانوردی عشقمین
دھجیان اڑتی ہین اپنی تن کی دامان کیطرح

نی بتون سی نی برہمن سی رکھی کچھہ ارتباط
دیر مین بھی چاہیی رہنا مسلمان کیطرح

کسکو حاجت روشنی کی ہی شب تاریک مین
دل جلا کرتا ہی یہان شمع شبستان کیطرح

اتنی جلدی کسلئی جانیکی ہی ای جانِ جان
آپ میری گھر مین بھی آئی تو مہمان کیطرح

تیرگیِ بخت کی کس سی شکایت کیجیے
یہان سحر ہوتی ہی ہر دن شام ہجران کی طرح
پیچ یہہ ہی بال کھولی جسنی دیکھا ہی اوسی
دل پریشان رہتا ہی زلف پریشان کی طرح

دوستون سی بزم یہہ گلشن نظر آتی ہی دوست
نغمہ سنجی کر یہان مرغِ خوش الحان کی طرح

ردیف خاء معجمہ

غزل ۴۲ ۱۱

رُخ کی بہار خط ہی تو خط کی بہار رخ
سبزے سی صاف بنگیا اب سبزہ زار رخ
پہنی ہین پھول کانون مین اوس گلعذار نی
دکھلا رہا ہی آج چمن کی بہار رخ
غیرون سی ارتباط ہی ایسا کچھ ان دنون
کرتا نہین ہماریطرف اب وہ یار رخ
پیدا ہوئی ہین ظلم اوٹھانی کیواسطے
پھرتی نہین ہم اونسی وہ پھیری ہزار رخ
کیون مُنھ سر چڑھا ہی چھپاؤ سحاب مین
پوشیدہ اب نقاب مین رکھو نہ یار رخ

کیا کم کیا ہی ناوکِ مژگان نی اپنا کام
دکھلا کی قتل کرتی ہو جو بار بار رخ

اِک بار منھہ تو پھیر چکے آفتاب کا
باہر کیا نقاب سے پھر تمنے یار رخ

عشّاق آنکھین روزنِ در سے لگائی ہین
غرفے سے اِک ذرا تو کرو آشکار رخ

دشمن سبھی ہماری رہین تا کہ زرد رو
ہمسے کبھی نہ پھیرین تم ای دوستدار رخ

کیونکر نہ اوسکو رشکِ مہ و مہر ہم کہین
اوس سیمتن کا دوستو ہی زرنگار رخ

رکھتا ہی دوست ہر گھڑی اوسکی یاد مین
دکھلا دی پھیر برای خدا ایکبار رخ

۴۳ غزل ۷

دِکھلاتا ہی کسکو شفق ای چرخ کہن سرخ
خونِ جگری سی ہی نہان سارا بدن سرخ

بیجرمونکا خون جوش سی ہی بعدِ فنا بھی
کُشتے کا تیری کیون نہو تابان کفن سرخ

دیوان کین لکھی سرخیِ لب کے وہ مضامین
بالکل ہوئی اوراق مع شرح و متن سرخ

بولادہ

بولا وہ صنم سرخیِ دندان کو دکھا کر دکھلاتی ہین ہم آج تمھین درِ عدن سرخ
وہ سرخ لباس اپنے پہن کر جو چمن مین پوشاک کی پرتو سے ہوا سارا بدن سرخ
کیا بات ہی دیکھو تو کہ بی سرخیِ پان کے رہتا ہی سدا اوس گلِ رعنا کا دہن سرخ

ای دوست عجب اوس گلِ رعنا کی صفت
رنگینیِ مضمون نے کیا سارا سخن سرخ

ردیف دال مہملہ

۴۴ غزل ۱۱

نہ کوئی بات نہ آتا ہی کوئی کام پسند دلسی رہتا ہی اوسی دوست کا پیغام پسند
نہ کبھی وصل ہوا لکھہ بتایا تو نے ای منجّم تیری کسطور ہوا احکام پسند
چشمِ انصاف سے دیکھا جو نظر یارون نے دفترِ عشق مین میرا ہی کیا نام پسند
سرو قمری کو مبارک رہی بلبل کو گل ہمکو بس باغِ جہانمین ہی وہ گلفام پسند

کیا کرین تیری صراحی و سبو ایساقی
ہی اوسی مست کے ہاتھو نسی ہمین جام پسند

چادرِ ابر مین ہین شرم سے پنہان انجم
جبسے اوس غیرتِ مہتاب کو ہی بام پسند

اعتبار اوسکی محبت پہ نکر تو اے دل
نظر آغاز پہ کرتی نہین انجام پسند

جبسے عاشق ہوئی کچھ دلکو نہین اوپنا خیال
زلف و رخ کا ہی تصور سحر و شام پسند

ذبح کرنیکو ہی موجود تو کرلے تکبیر
قاتلا ہمکو ہی آوازۂ اسلام پسند

غیر کے ہاتھ تو اچھی بھی نہین خوش آتی
جیسے ہی اوسکے دہن سے ہمین دشنام پسند

کیا کہین دوست نہین فکرِ مضامین ہوتی
ہی طبیعت ان دنون کچھ آرام پسند

۲۵ غزل ۷

ہر امر مین وہ کرتا ہی تکرار خود پسند
اپنی ہی بات کرتا ہی وہ یار خود پسند

کیا کہی ہی بڑا ہی وہ بدعہد و حیلہ جو
قابو مین کب وہ آتا ہی مکار خود پسند

بادہ کشی

بادہ کشی سے ہیتی ہی نفرت اوسے مدام
اپنی ہی نشہ مین ہی وہ سرشار خود پسند

ہر بات پر جو بگڑی کہو اوس سے گیا ہی
سنتا نہین کسیکی ستمگار خود پسند

پھٹتے ہین روز کپڑی لڑائی ہی ہر گھڑی
ناحق کی جھگڑی کرتا ہی ہر بار خود پسند

ای باغبان یقین ہی کھلی کوئی گل نیا
آتا ہی آج جانب گلزار خود پسند

جاتی ہو دوست میکدہ اوس مست کے لئے
ہو کس نشہ مین چھوڑ وہ میخوار خود پسند

غزل

٩٦ ٩

کھینچ تصویر صنم ایسی تو بہزاد کی بعد
نام شاگرد بھی ہو دہر مین استاد کی بعد

اس ستم کی بھی کہین حد ہی کہ وہ سنگین دل
قتل کرتا ہی مگر سیکڑون بیداد کی بعد

ہان خبردار ہو بلبل کہ ہین دو دو دشمن
پھنچا گلچین بھی ہی گلزار مین صیاد کی بعد

عاشق رخ بھی ہوئی زلف کے بھی دیوانے
پڑ گئی اور یک افتاد یہ افتاد کی بعد

چاہئے بندہ کو خالق کی عبادت کے لئی
گری مسجد کی بنا قصر کی بنیاد کی بعد

ہو تو وارفتہ مزاج ایسا کہ سب لوگ کہین
پھر نہ آزاد کوئی ہوگا اس آزاد کی بعد

ایسا خونریز ہمین سفّاکی مین ہی مستثنے!
ذکر چنگیز کا ہی اوس ستم ایجاد کی بعد

کیون خفا ہوتی ہو ایسا نہ ملیگا خادم
کب ہوا مجھسے عدول آپکی ارشاد کی بعد

نام ایسا تو بھلا عشقمین کرلی ای دوست
تیرا چرچا بھی رہی وامق و فرہاد کی بعد

غزل

۴۷ ۱۱

ہی جرم کیا جبسی ہمین اوسنی نظر بند
جاری ہی لہو آنکھ سی ہی دیدۂ تر بند

کیون آنکھ سی ای جان جہان ہمکو گرایا
چشمک ہوئی مردم کی کیا جبسی نظر بند

سمجھون اوسی تعویذ کمر دلسی لگاؤن
آجای اگر ہاتھ میری اوسکا کمر بند

پہلو سی کیا اوسنی بھی فرقت مین کنارہ
ہم دلکو سدا جانتی تھی اپنا جگر بند

عاشق

عاشق کوئی رخ کا کوئی دیوانہ گیسو
رہتا ہی سدا راستہ وہان شام و سحر بند

ق

وحشت مین لکھا حال ہی عریانیٔ تن کا
قاصد نہین رکا ہی نامہ پہ کمر بند

اُٹھہ دینا پڑا اتنا کہ نہین طاقتِ پرواز
جنبش نہین جیسی ہو کوئی طائرِ پر بند

کیا سوچتا ہی ہاتھہ لگا تیغ کا قاتل
سر دینے کو مقتل مین ہم آئی ہین کمر بند

چشمک سے وہ دل لیتی ہین طرفہ ہی تماشا
ہی شعبدہ یا سحر ہی جادو کہ نظر بند

رخ کو تیری حسرت کی نظر سی جو وہ دیکھی
ہو آنکھہ نکیون شمس کی از رشکِ قمر بند

ملتا نہین احوال کچھہ اوس دوست کا ای دوست
آتی نہین ان روزون کچھہ ایسی ہی خبر بند

ردیف ذال معجمہ

غزل

۳۸ ۱۳

نامہ لکھنی کو لیا ہمنی جو دم بھر کاغذ
چشمِ گریان ہو گیا رو دیکے سبب تر کاغذ

مصحفِ روی منور کی ثنا لکھنے کو — چاہتا ہون یہ کہ بہتر سی ہو بہتر کاغذ
جب لکھی شوقیہ مضمون تو اوڑ جائی کو — پرِ طاؤس بنا کلک تو شہپر کاغذ
نکہتِ زلفِ معنبر کی ہین مضمون سارے — اپنے دیوان کا رہتا ہی معطر کاغذ
نامہ لکھنے سی اوسی کچھ نہین حاصل ای دل — لے جواب آتا ہی رکھدیتا ہی پڑہکر کاغذ
کچھ شکایت کے جو مضمون لکھی تھی مینی — دیکھکر بولا غلط ہی یہ سراسر کاغذ
کچھ جواب آیا نہ اوس شوخ کا کیونکر گلا ہو — آجتک بھیجی آئی ہین برابر کاغذ
دلِ مضطر کو یہی لکھ کی مین سمجھاتا ہون — آج قاصد مرا لائیگا مقرر کاغذ
دیکھکر ظلم کی مضمون ہوا چاک جگر — ہو گیا اس دلِ مجروح کو خنجر کاغذ
اوسنی خط مین جو لکھی سنگدلی کی مضمون — ہو گیا ہاتھ مین آتے ہی وہ پتھر کاغذ
تیر و تلوار ہی اک حرف ہی دشمن کے لئی — فوجِ مضمون ہے میدان ہی یکسر کاغذ
اوسکو نامہ جو لکھا ہجر مین اسقدر شوق — اوڑ گیا ہاتھ سی مانندِ کبوتر کاغذ

سلسلہ

سلسلہ رسل و رسایل کا ہوا پھر ای دوست
اندنون ہاتھہ مین ہتا ہی جو اکثر کاغذ

۴۹

غزل

۹

بوس و کنار وصل مین تھا بیشتر لذیذ
فرقت مین کیون نہو ہمین خون جگر لذیذ

صہبای خون دل ہی مجھی اسقدر لذیذ
کھاتو نہین جسطرح ہی کباب جگر لذیذ

نعمت جہان کی تجھکو مبارک ہو ناصحا
یہان ہجر یار کا ہی الم عمر بھر لذیذ

کیا ذایقہ ہی دونون طرف اکل و شرب مین
وان خمر بامزہ یہان لخت جگر لذیذ

ملتا ہی کچھہ مزا لب شیرین یار کا
اسواسطی ہی ہمکو بہت نیشکر لذیذ

لیل و نہار ایسا بھی کھلائیگا فلک
شیرین دہن کی بوسی ہون شام و سحر لذیذ

انسانکو ضبط چاہئی ہر ایک حال مین
ملتی صبر سی جہان مین غذا ہی مگر لذیذ

بوسہ لبون کا ہو تو لعاب دہان یار
اس سی نہین جہان مین شیر و شکر لذیذ

پختہ تیر کلام ہی کیونکر مزا ندے
ای دوست سبکو ہوتا ہی پختہ ثمر لذیذ

ردیف راء مہملہ

غزل ۵۰ ۱۲

ہوا سرخیِ پانسی اور جوبن وی جانان پر
لبِ لعلین نے شبخون دیکھہ او مارا بدخشان پر

گمان گل کا ہوا اوس سرو قد وی دہن خندان پر
ہوا اس پیچ مین گیسو کا دہوکا سنبلستان پر

دل اوسکی زلف سے ہوکر پہرا چاہِ زنخدان پر
گیا ظلمات کی رہ سی سکندر آبِ حیوان پر

ہوئی اتنی سند آہون کے صدمے سے دل و جان پر
عجب کیا اوڑ گئی پارہ دامن گریبان پر

جنون نے کر دیا گستاخ مجھہ وحشی کو غربت مین
پڑا ہر ہر قدم پاون سے خارِ مغیلان پر

یقین ہی اسطرح ہے عمر تا جنّت کی جو الفت مین
ہی عاشق زاہد او بھی بلا شک حور و غلمان پر

یہ گنجِ حسن پر بیٹھا ہی بل اوٹھائی ہوئی افعی
ہمین کھٹکتی سوجھی خواب اوسکی زلفِ پیچان پر

ہمین

نہین سو ٹھہیاں مین جاتی ہوئی اوس جوں کو دیکھا
پری دیکھی سو آج انکھہ سی تختِ سلیمان پر

اوڑائین دھجیاں وحشت نے ایسی اپنی جامی کی
عجب کیا اوڑ کی آئی پارہ دامن گریبان پر

جدہر وہ ماہرو نکلا وہین خلقِ خدا پہنچی
نکیونکر ماہِ نو کا ہو گمان اوسکی گریبان پر

گیا جب قصدِ سیر اوس رشکِ گل کی باغ کی جانب
پڑی اوس آمد آمد کی خبر سُنکر گلستان پر

جلا شعلہ رخونکی دوستی مین دوستان اب
ہوئی ہین داغِ دل شعلہ فگن شمعِ شبستان پر

غزل ١٥

زلف مین اوسکی پھنسایا دلِ نادان کیونکر
کیجے اب کیا یہ ہے خود کردہ کا درمان کیونکر

دامنِ ہم تلک ہاتھہ نہ جسکے پہنچے
ہون جیسے اوس سے بھلا دستِ گریبان کیونکر

کل کی ہی بات کہ ہر بات مین شرماتا تھا
آج یارب وہ ہوا فتنۂ دوران کیونکر

گر گیا اوسمین میرا یوسفِ دل ہای عزیز
چاہِ کنعان ہی ہوا تیرا زنخدان کیونکر

گھر جو آیا وہ میری جان بھی دی دل بھی دیا
اور کرتا ہی کوئی خاطرِ مہمان کیونکر

ہمکو تو رنج حسینانِ جہان دیتی ہین
خوش پریزادونسی رہتی تھی سلیمان کیونکر

جب سے دیکھا ہی وہ گلرو چمن انکھونمین ہی خار
دل ہی پژمردہ کرون سیرِ گلستان کیونکر

کام جانبازی کا ہی کوچۂ محبوب مین آج
دیکھین بڑھتی ہین قدم اب سرِ میدان کیونکر

دلِ عُشّاق ہین پابند بخاطر جمعی
ہی یہ جمعیّتِ گیسوی پریشان کیونکر

موم سی نرم تر آگے تھا دلیکن انکو
قلب اوس بت کا خدایا ہوا سندان کیونکر

جبکہ ہمدست نہو کوچۂ دلدار کی خاک
چھان مارین نہ طلبگار بیابان کیونکر

تیری دانتون نی کیا دلمین گھر کی برما
لب تیری دیکھ کی مر جاے نہ مرجان کیونکر

تیری پہلو مین بھلا او دلِ نالان ہی بلا
راتدن زخمِ جگر رہتا ہی خندان کیونکر

چونکہ دلچسپ زمانہ ہین ہماری باتین
نہون محظوظ اسی سُنکی سخندان کیونکر

آپ تو دوست کی باتون پہ سدا مائل تھے
آج صحبت سے ہوئی اوسکی گریزان کیونکر

غزل

٥٢ غزل ر

عیان ہی نالۂ جانکاہ اپنا کہکشان ہوکر
فلک پر کوندتی ہین میری آہین بجلیان ہوکر

اولٹ پھیر اپنی قسمت کا نہ وصلت مین بھی جائیگا
جو بوسہ مانگتا ہون تو نہین ہوتی ہی ہان ہوکر

ذرا احوال جا کر دیکھہ لیلا اپنی مجنون کا
گُسا ہی لاکھہ زنجیرونمین مشتِ استخوان ہوکر

وہ کون ایسا ہی نورِ چشمِ مردم ہم بھی دیکھین گے
یہ جسکی منتظر بیٹھی ہین انکھونمین نہان ہوکر

کہو کیونکر کرین ترکِ تعشق اور کہان جائین
پڑا ہی سلسلہ الفت کا پا مین بیڑیان ہوکر

بہت کچھہ ہم نی چاہا تا رہین گمنام عالم مین
ولی شہرہ ہوا شہرونمین اپنا بی نشان ہوکر

اجی وڈھو زمینِ شعر آباد اب کرو چل کر
پڑی ہو دوست کیون خاموش تم آتش زبان ہوکر

٥٣ غزل ر

تغافل یار کا برسا ہی کیا گرزِ گران ہوکر
نگہہ جب کی تو گزری صاف سینی سی سنان ہوکر

ہوا ہی دشتِ وحشت مین جنونکا دستبرد ایسا
کہ خود دامانِ صحرا اوڑ رہا ہی دھجیان ہو کر

تو اپنی دلمین کر انصاف او غارتگرِ لندن
رقیبِ روسیہ کیا منھ چڑھا ہی قلتبان ہو کر

میری نالونسی دلِ روئین تیغ رنکا چھوٹ جاتا ہی
اوٹھاتا ہون مجلی سر پہ اپنے ناتوان ہو کر

مین وہ جادو بیان ہون ہاتھ مین جب لون قلم اپنے
ڈسی جا کر دلِ حاسد مین مارِ دو زبان ہو کر

سدہاری منزلِ ہستی سے اپنی ہمسفر ہاتھ ملتے
رہا تنہا مین گریان نقشِ پائی رفتگان ہو کر

محیط ای دوست ہین الطاف سے استادِ عالی کی
زمینِ شعر پر اپنی مضامین آسمان ہو کر

۵۴ غزل ۹

بنائی تاج وہان نوچکر وہ سر کیے پر
ہما کی ہاتھ لگین گر تیری جنور کیے پر

جو میری نامی کو لایا کبوتر اوسکے پاس
تو توڑی کی بال اور کاٹی پری کیے پر

جو اوسکی شعلۂ رخ کیطرف کوئی دیکھی
ہون خائف جلکی وہین طائرِ نظر کیے پر

کہا یہ بلبلِ نالان نی رحم کر صیاد
تو چھوڑ دی مجھی گلزار مین کتر کے پر
خیال کیجی کہان ہی کہان پہنچتی ہی
عیان نہین ہی بلاشک ہمین پر خبر کی پر
ضرور اوسکی دلِ سخت پر کری تاثیر
دعا مین اپنی جو پیدا ہون کچھہ اثر کی پر
ہی دینا زلف سے تشبیہ اوڑانا ہی پر کی
کجا وہ گیسو کہان بال و رکد ہد کی پر
اوڑی ہی وہ ایسا ہنرمند دیکھکر شل ہون
جو قسمت اچھی ہون لگ جائین ہنر کی پر

کچھہ اپنا حال جو کہنا ہی اوس سے کہہ دوست
مگر قریب ہے اوسکی رقیب سر کے پر

غزل

٥٥ ١١

مفتون ہون ایک فتنۂ دوران کو دیکھکر
اولجھن پڑی ہی زلفِ پریشان کو دیکھکر
سکتا نکیون ہو اوس لب و دندان کو دیکھکر
غش جوہری ہو حسن دُر و مرجان کو دیکھکر
پوشیدہ دُر صدف مین ہی دندان کو دیکھکر
حیران ہی آئینہ رخِ جانان کو دیکھکر

اوس گل بغیر خاک ہی گلگشت کا مزا
کانٹون پہ لوٹتا ہون گلستان کو دیکھکر

مژدہ ہو ای جنون تیری پوری ہوئی مراد
پھر ولولہ ہوا ہی بیابان کو دیکھکر

پیری بہت سے قلزم زخّار مین مگر
کھائی ہین غوطی چاہِ زنخدان کو دیکھکر

مجنون نے تیری دشت نوردی کی شوق مین
پڑتی ہین پاؤن خارِ مغیلان کو دیکھکر

پژمردہ گل چمن مین ہی رخسار یار سے
سنبل خجل ہی کاکلِ پیچان کو دیکھکر

لازم نہین ہر ایک سے بھہ گرم جوشیان
صحبت بڑانی چاہی انسان کو دیکھکر

جاتا ہی آج یار کی یکتائی کا غرور
حیران کیون نہو مہِ تابان کو دیکھکر

دہوکا ہر اک کو ہوتا ہی طوفان نوح کا
ای دوست اپنی دیدۂ گریان کو دیکھکر

٥٦ غزل ٩

کل نہین ہی آجتک راحت کو کھویا اسقدر
کبھی ہوا اوس پرکالۂ آفت کا جویا اسقدر

مخافر

نخلِ قد پر شاخِ مرجانکا گُماں سبکو ہوا
جامۂ تن اشکِ خونی سی بھگویا اسقدر
چشم سی اُمڈا سمندر بن گئی آنسو گہر
یاد مین اوس گوہر دنداں کی رویا اسقدر
منھہ نہین کھلتا کسیکا اوسکی باتونکی حضور
دیکھی شانِ خدا بُت اور گویا اسقدر
ہو گیا سبز زمین عاشقی کا اپنی نام
تخمِ الفت کشتِ دلمین ہمنی بویا اسقدر
رشتۂ تارِ نظر مین سبحۂ مرجان بنی
دانہای اشکِ خونی کو پرویا اسقدر
آشنائی کی یہ معنی ہین نہ مطلق تھہ ملی
آنکھو بحرِ محبت مین ڈبویا اسقدر
خون ہو کر بہہ گیا آنکھونسی اپنی ای صنم
نشترِ نوکِ مژہ دل مین چبھویا اسقدر
جان اک ذرّہ ہوئی اوس سیمتن کی قلب مین
نقدِ دل ای دوست تمنی مفت کھویا اسقدر

٥٧

غزل

اب لطف کی نظر جو نہین خاکسار پر
آوےگی بعد خاک اوڑانی مزار پر

ہر روز وعدہ کرتی ہو آئی نہ ایکدن
کیا اعتبار آپ کے قول و قرار پر

برپا ہی اپنی چشم سی طوفان نوح کا
گرتا ہی ابر رشک میری چشم زار پر

ارمان نہ نکلا رخ پہ وہان خط بھی آگیا
پہنچی خزان ہی حسن کے باغ و بہار پر

قسمت کا ہی بگاڑ لڑی اسمین ذہن کیا
آمادہ روز رہتا ہی وہ کارزار پر

کیون عاشقونکو جوشِ جنون ہو نہ آجکل
اِن روزون باغِ حسن ہی اونکا بہار پر

کب دوست کی نظر مین سماتی ہی کوئی شکل
گرتا ہی صدقی حور و پری کو وہ یار پر

۵۸ غزل ۷

غرقِ حیرت ہو گیا چاہِ زنخدان دیکھ کر
یوسفِ کنعان ہوا دل مین پشیمان دیکھ کر

مار کا ہوتا ہی دہوکا زلفِ پیچان دیکھکر
مثلِ سنبل کیون نہو ہی دل پریشان دیکھکر

بہہ گئی آنکھون سی دریا ایسی ہجرِ یار مین
ابر کو ہی رشک میری چشمِ گریان دیکھکر

خانہ تن

خانہ تمین نکیونکر رشک سے تڑپے جگر
غیر کی گھر آنکو ہر روز مہمان دیکھکر

عشق مین او غیرتِ لیلے کی ہون مجنون صفت
جوشِ وحشت کیون نہو دلکو بیابان دیکھکر

بوسۂ رخسار کیا لو تیغِ ابرو ہی کھنچی
دل لرزتا ہی تیری شمشیر بران دیکھکر

دوست تو شاگرد ہی مشہور سے استاد کا
کیون سخن سے خوش نہو تیری سخندان دیکھکر

غزل ٥٩

خاموش رہا ابروی خمدار سے ڈرکر
بوسہ نلیا گال کا تلوار سے ڈرکر

اسوجہ سے رخسار پہ وہ رکھتا ہی زلفین
بوسے کا نہ طالب ہو کوئی مار سے ڈرکر

دیکھا جو علاجِ مرضِ عشقکو مشکل
چھپ بیٹھی مسیحا تیری بیمار سے ڈرکر

تیری چمنِ حسن پہ باغی ہین مسلط
کیون دور نہو بلبلِ دل خار سے ڈرکر

ہی خوف رقیبونکا بھی میری بھی ہی الفت
گھر آتا ہی وہ یار پر اغیار سے ڈرکر

ہونسی خفا اوسکے زبان روک لی اپنی
کچھ کہہ نسکا شکوہٴ دلدار سے ڈر کر

ای دوست نہ الجھا پہ کسینے اوسے دیکھا
ہی برق گریزان وسی خسار سے ڈر کر

۶۰ غزل ۹

پابند زلف ہوں مجھے زنجیر کیا ضرور
ابرو ہی بس ہی قتل کو شمشیر کیا ضرور

مجروح دل ہوا ہی میرا چشم یار سے
مژگان ہین پار سینے کی اب تیر کیا ضرور

کیوں جستجوی وصل میں حیران ہی روز و شب
تقدیر مین نہین ہی تو تدبیر کیا ضرور

پیش آتا ہی وہی جو مقدر کا ہی لکھا
پھر آدمی کو شکوہٴ تقدیر کیا ضرور

فوٹوگراف دل ہی تصور سے یار کے
گھر مین میرے حسینوں کی تصویر کیا ضرور

بوسہ وہ دیتی ہی نہین تکرار کیئے
سائل کی التجا مین ہی تقریر کیا ضرور

موجود وہان ہی تیغ تو حاضر یہان گلا
پھر قتل مین ہمارے ہی تاخیر کیا ضرور

ہی آج اوس سی تخلیہ ایدل بس ایکدم
حسرت نکال لینی مین تقصیر کیا ضرور

دشمن نہین یہ دوست قدیمی ہی آپ کا
دنیا پھر ایسے دوست کو تعذیر کیا ضرور

۶۱ غزل ۹

گل کو نہ دیکھین عارضِ جانان کو چھوڑ کر
سنبل چھوین نہ کاکلِ پیچان کو چھوڑ کر

تا صبح سُنی ہوئی ہین خیابان کی حکایتین
جاتا ہی کون کوچۂ جانان کو چھوڑ کر

برقِ نگہ سی اوسکو بھی کردی جلا کے خاک
قاتل کہان چلا تنِ بیجان کو چھوڑ کر

رہنی دو اک بُری کو بھی اچھی تو ہین بہت
جاؤن کہان مین اپنی اداؤنکو چھوڑ کر

منعم نشست ہی دولتِ دنیا پہ کچھ غرور
جاتا ہی ایکدن سر و سامانکو چھوڑ کر

اوس رشکِ گل کے کوچمین گزری تمام عمر
جائی نہ عندلیب گلستان کو چھوڑ کر

بوسی لبون کے لیتے ہوئی رنسیہ کی نظر
آئی حلب کی سمت بدخشان کو چھوڑ کر

آئی کی ہیری دشت مین پائی جو کچھہ خبر
مجنون ہوا فرار بیابان کو چھوڑ کر

ای دوست یون حسین تو دنیا مین ہین بہت
پر کون جائے اِس شہِ خوبان کو چھوڑ کر

ردیف زائے معجمہ

۶۲ غزل ۱۱

نہ غمزدون کو دکھا دلکو دمبدم ہرگز
خدا کیواسطے ای بت نکر ستم ہرگز

ہو جس مقام پہ جانی سے مفت بدنامی
نرکھنا چاہئے ایسی جگھہ قدم ہرگز

ہزارون وعدے کئی ایک بھی ہوا پورا
خطا معاف نہ اب کھائی قسم ہرگز

گراؤ کوہ جدائی نہ مجھپہ بہر خدا
ہون ناتوان نہ اوٹھیگا بارِ غم ہرگز

خدا کو بھولی بنی کافر اور بت پوجی
مگر نہ رام ہوا اپنا وہ صنم ہرگز

دکھائی دیتی ہی نشہ مین اوسکی سیر جہان
نہ بدلون ساغرِ بادہ سی جامِ جم ہرگز

مس تیا

مین تیری یاد کا قائل ہون ای بت سفاک
کبھی نہ بھولونگی تونے کیا کرم ہرگز
کہون مین کس سی بتاؤ جواب اسکا کیا
وہ کہتی ہین کہ سُنینگے نہ اوسکی ہم ہرگز
فروتنون سی تکبّر دلا حماقت ہی
نگرنی چاہئی سر کش سی پشت خم ہرگز
چڑہاتی طالب بوسہ پہ آپ ہین تیوری
گرو گدا پہ نہ شمشیر کو علم ہرگز

ہو تم بھی دوست گڑی ہمنی خوب دیکھ لیا
کبھی نہ یاد مین کی اوسکے چشم نم ہرگز

غزل

پھر آدمی کو بھیجتی ہین صبح و شام روز
آتی ہین پھر اوس آفت جان کی پیام روز
رہتی ہین جمع دیکھنی کو خاص عام روز
اوسکی گلی مین رہتا ہی اک اژدہام روز
بھولینگی نغمہ بلبلین گل ہوگا زرد رو
گلزار مین پھر آتا ہی وہ لالہ فام روز
اوس تب سے ایک بھی نہ ملا آجتک جواب
موسی خدا سی کرتی تھے کیونکر کلام روز

فرقت مین یونہی ہوویگا اک دن عدم کا کوچ
وحشت دکھا رہی ہی نیا اک مقام روز

گن گن کی تارے کٹتی ہی یان رات ہجر کی
آنیکا اوسکی رہتا ہی وہان اہتمام روز

فرقت نے اوسکی ہمپہ کیا آب و خور حرام
اپنے مکان مین رہتا ہی ماہِ صیام روز

واعظ یہہ تیری پند کو کب مانتی ہین رند
چلتا ہی میکدہ مین وہان دورِ جام روز

ایشاہِ حسن گھر تیری دربارِ عام ہی
عشاق جمع رہتے ہین بہرِ سلام روز

ای بت نہ روند پھر خدا ایسی چال سے
پامال مجھکو کرتا ہی تیرا خرام روز

ہو دوست پر کبھی تو نگہہ مہر و لطف کی
رہتا ہی دستبستہ یہہ حاضر غلام روز

ردیف سین مہملہ

۶۴ غزل ۱۳

خالِ مشکین نہین اوس ابروی خمدار کی پاس
ڈھال رکھی ہی سفاک نی تلوار کی پاس

جان

جان بخشی کی نہین کچھ نظر آتے آثار
پھر لئے جاتا ہی دل ہمکو دل آزار کی پاس

جبسے اوس آفت دوران سی ہوئین چار آنکھین
آنکھ رہتی ہی میری روزن دیوار کی پاس

خندہ روئی پہ گلونکی نہ چہک اے بلبل
دیکھہ گلچین بھی لگا رہتا ہی گلزار کی پاس

پتیان ہون گل مہتاب کے جیسے جو گرد
سبزہ آتا ہی نظر یون گل رخسار کی پاس

کون آتا ہی مگر یاس و غشی و درد و الم
رہتی ہین آٹھہ پہر بھی تیری بیمار کی پاس

خیر ہی دوستو کیا موت بھی آنیکی نہین
وہ مسیحا نہ اگر آئیگا بیمار کی پاس

ہین جو کم سن تو وہ زنجیر کی سنکر آواز
آتی ہین ڈرتی ہوئی تازہ گرفتار کی پاس

جسکو دیکھو ہی رخ و زلف کا اوسکی شیدا
جائی کونسی پھر کافر و دیندار کی پاس

روی جانان سی بھلا سبزۂ خط کیا ہٹے
پھر وہ آئینہ ہی رہتا نہین زنگار کی پاس

بادہ خوار مین گئی جان ہی اپنی رندو
ہووے مدفن بھی میرا خانۂ خمار کی پاس

باغ عالم مین نہ تھا پھولی وہ رنگ و بو پر
اسلئی گل کو خدا نی ہی رکھا خار کی پاس

جن کی نزدیک ہی اکسیر قناعت ای دوست
کب وہ جاتی ہین کسی منعم و زردار کے پاس

٦٥ غزل ١١

چاہئی ای خضر تجھکو آبِ حیوان کی ہوس
ہمکو سیب ذقنی ہی چاہِ زنخدان کی ہوس

زاہدا تجھکو مبارک باغِ رضوان کی ہوس
رہتی ہی عاشق تنونکو کوی جانان کی ہوس

پھر بہار آئی ہوئی دلکو بیابان کی ہوس
جوشِ وحشت مین ہوئی چاک گریبان کی ہوس

پھر سمایا سر مین سودا پھر ہوا جوشِ جنون
پھر ہوئی آبلۂ پانون کو خارِ مغیلان کی ہوس

شمع سان جلتا ہی دل روشن ہی گھر جسکی سبب
ہی شبِ فرقت مین کسکو ماہِ تابان کی ہوس

پھر ہی رستہ بند پھر ہی شور و غوغا ای پری
پھر ہی دیوانہ کو تیری طوق و زندان کی ہوس

اوس گلِ رخسار کی فرقت نے پژمردہ کیا
آرزو ہی گلرخون کی کب گلستان کی ہوس

کام رکھتی ہین لب و دندانِ جانان سی مدام
نی گہر کا شوق نی لعلِ بدخشان کی ہوس

ہاتھ بھی اوس زلف عنبر بیز کا شانہ نہین
ہی یہی ہر وقت اس خاطر پریشان کی ہوس

زاہدا ہو مصحف رخ کی تلاوت ہر گھڑی
رہتی ہی ہم جاہلونکو بسکہ قرآن کی ہوس

ہمکو ہی ای دوست اوس در کی فقیری سی غرض
مدعا طبل و علم سی اور نہ سامان کی ہوس

غزل

۶۶ ۷

ہر امر مین ضرر در پڑا ہی خیال بس
انسانکو ہی فعل پہ ہی انفعال بس

ناحق کی جاہلون کی بھی ہین قیل و قال بس
ہی آدمی کا جوہر ذاتی خیال بس

بس بات پہ بھی ناز بھی غصہ بھی بیرخی
ہان اسکا ہی گھمنڈ کہ ہو خوش جمال بس

کب آپکے خلاف کیا مین نی آج تک
ناحق عدول حکمی کا ہی احتمال بس

یا اوسکو ساتھ لاتے ہین یا چھوڑتے ہین ساتھ
آج اوس سے دو ہی بات تو نہ ہی انفصال بس

فرقت مین تیری جان چلی اور ہوا نہ وصل
عاشق کا ٹھہرا مر گئے سے آخر وصال بس

جس جا پہ مثل اشک گرے بس وہین رہے
فرقت مین تیری دوست کا پہنچا یہ حال بس

ردیف شین معجمہ

غزل ۶۷ ۱۵

دیکھتی ہین ذوسخن طبعِ سخنور کی تلاش
کیون نہو دلکو سدا مضمونِ بہتر کی تلاش

کرتی ہین عشّاق سیم اندام دلبر کی تلاش
اہلِ دنیا کو ہمیشہ رہتی ہی زر کی تلاش

خنجرِ مژگان ہی تیرا کارگر یہان ہوگیا
قتل کرنیکو عبث کرتا ہی خنجر کی تلاش

جو درِ دندان لعلِ لب کی مایل ہوگئی
لعل سی اونکو سروکار اور نہ گوہر کی تلاش

ناتوانی سی نظر آیا نہ اپنا جسم زار
کی اجل نی بارہا آکی بستر کی تلاش

خارِ غم سی جسم ہی غربال جاری ہی لہو
کسلئی کرتا ہی ای فصّاد نشتر کی تلاش

سبزۂ خط روی جانان پہ نہین ہی بی سبب
ہی وہ شاہِ حسن کیونکر ہو نہ لشکر کی تلاش

وادی الغربہ
۱

وادیِ الفت مین جب رکھا قدم کیسا وطن رہتی ہی خانہ بدوشونکو کہین گھر کی تلاش
ہم صفاے باطنی کو اسطرح ہین ڈہونڈتے جوہری کو جسطرح رہتی ہی گوہر کی تلاش
شوقِ آرایش کا ہی رہتا ہی زیور کا خیال رہتی ہی اونکو مرصع کار و زرگر کی تلاش
دل ہمارا خود خبر لاتا ہی اوسکی دمبدم خواہشِ قاصد نہ ہی ہمکو کبوتر کی تلاش
سال آپہچی عید ملنی کی لئی ای رشکِ ماہ ائیسی مسجد مین تیری اللہ و اکبر کی تلاش
دیکھا نیرنگِ جہان کیا کیا آنکھون نی مگر رہتی ہی مدِنظر چشمِ فسونگر کی تلاش
مجھسا عاشق اونکو ایسا مجھکو ظالم سنگدل ڈہونڈا دونون نی پایا بلکہ اکثر کی تلاش

فکر کرنی ہی عبث اوڑا اوڑ کی مضمون آئینگی
طائرِ دلکو ہوئی پھر دوست شہر کی تلاش

۶۸ غزل ۹

تڑپاتی ہی جگر کو دلِ زار کی کشش پھر لیچلی ہی اوس بتِ عیار کی کشش

ڈرتی ہی قتل ابروی خمدار کی کشش
تاثیر ایسی دیکھی نہ تلوار کی کشش

بھر عیادت آپ نہ آتے یہان مسیح
لائی ہی ہمکو عاشقِ بیمار کی کشش

فرقت زدونکو سیرِ گلستان سے کیا غرض
لیجاتی ہی مگر گلِ رخسار کی کشش

پھر زخم تازہ ہوگئے فصل بہار مین
پھر گل نئے کھلاتی ہی گلزار کی کشش

دینا نچاہئے تھا برہمن بچے کو دل
کافر کرے نہ دیکھئے زنار کی کشش

آتا نہ وہ جہانمین یقین تھا ہمین مگر
محشر بلائیگا تیری قتا کی کشش

آئی بہار پھر تیری وحشی کو لیچلی
غربت کی خاک جنگل و کہسار کی کشش

کیا پوچھتے ہو دوست سے آنیکا ماجرا
خادم کو کھینچ لاتی ہی سرکار کی کشش

ردیف صاد مہملہ

۶۹

۱۱

غزل

یارب کوئی جہان مین نہو مبتلای حرص
ہی آدمی وہی جو قناعت کا ہو حریص
گھٹتے ہین وہ کہ وصل کی اتنی طمع نکر
پژمردہ کرتی ہی گل توقیر و آبرو
عریان تنی قبول کری ننگ شاہ مین کیا
اوسکو نہین ہی نقش و عمائی کی کچھ احتیاج
بوسی پہ جو مانگی تو شرما کی یون کہا
عاجز ہین اس مرض سی حکیم و طبیب سب
ہر شی کی انتہا ہی اسی کی نہین اخیر
کیونکر رہی حریص نہ گردش مین عمر بھر
کیونکر نہ غرق چاہِ ملامت مین ہو وہ دوست

سر مین کسیکی بھی نسمائی ہوای حرص
ہو دوست صبر کا ہی نا آشنای حرص
تو نی سُنا نہین کہ بُری ہی بلای حرص
دلمین کسیکی رنگ نہ اپنا جمای حرص
پھبتی کبھی نہ جسم پہ لیکن قبای حرص
دنیا مین لوحِ دلسی جو اپنا مٹای حرص
اتنی تو آدمی کی نہ سر مین سمای حرص
ممکن نہین کہ ہووی کسی سی دوای حرص
دیکھی بھی ہی کسینی کہین انتہای حرص
خود پیستی ہی اوسکو سدا آسیای حرص
جسکی محیطِ قلب مین طوفان اوٹھای حرص

٧٠ غزل ٩

آزار و رنج و صدمۂ و جور و جفا قصاص
نسبت مین عاشقون کے یہ ہی ناروا قصاص

یک بوسی کا نہ جرم تھا اتنا جو دی سزا
شاید لیا یہہ تمنی کسیو قت کا قصاص

کیا اوسکا مارنا کہ جو ہو خود مرا ہوا
اتنا نہ چاہیے تھا جو تمنی لیا قصاص

آخر کو تونی جان لی بیمار عشق کی
ای ظالم اب تو کچھ نہین باقی رہا قصاص

خود رفتگی مین لی لیا بوسہ خطا معاف
دیوانہ بیگناہ ہی لیتے ہو کیا قصاص

گھایل کیا نگاہ سی پامال چال سے
فرمائی کچھ اور بھی باقی رہا قصاص

یکبار قتل کیجیے جھگڑا ہی پاک ہو
ہر بات پر یہ چاہیے بیجا قصاص

ہر اک کا دل جلاتی ہو آزار دیتے ہو
معلوم ہو تمھین بھی جو لیوے خدا قصاص

رحمت کا آسرا ہی بھروسا کرم کا ہی
ای دوست عاصیونسی خدا لیگا کیا قصاص

ردیف ضاد

ردیف ضاد معجمہ

١٠ غزل ٩

ساتھہ غیرونکی رہا کرتا ہی وہ یار غرض
کچھہ برے اوسکی نظر آتی ہین آثار غرض

آئینہ اوس رخِ روشن کے برابر کیا ہو
ہو جہان شمس و قمر آئینہ بردار غرض

لب دوپٹی کا اوٹھی بوجھہ کمر سی اوسکی
زلف کا عکس نزاکت سے ہی وہان بار غرض

باتین اس پیچ کی وہ وعدہ شکن کرتا ہی
ثابت اقرار سی ہو جاتا ہی انکار غرض

مین جو کہتا ہون کبھی وعدیکو پورا تو کرو
کہتے ہین یہہ تو کہو کب کیا اقرار غرض

اونکی بد عہدیکا شکوہ جو کیا وہ بولے
ختم بھی ہوگا کبھی تیرا یہہ طومار غرض

دل نہ دینا تھا اوسے مفت کی بدنامی لی
دیکھا آخر کو تو پایا اوسے عیّار غرض

اوسکی باتین ہین معمّا کہ ہر اک پہلو سے
اپنی مطلب کی وہ کہہ جاتا ہی مکّار غرض

دوست مینے جو کہا آوگی البتہ تو کہو
بولا اپنی ہی کہی جاتی ہو ہر بار غرض

۷۲ غزل ۹

روکش کوکب تابندہ ہی سارا عارض
چاند کا صاف نمونہ ہی تمہارا عارض

صاف تو یہ ہی کہ جب دیکھ لیا عید ہوئی
عاشقوں کی ہی مقدر کا ستارا عارض

چھپ گیا ابر مین وہ اور یہ بازی جیتا
چاند سی بھی نہ کسی بات مین ہارا عارض

دیکھکر چاند کا ہوتا ہی گمان ہر یک کو
حق نی کیا نور کی سانچی مین اتارا عارض

چاند کی گرد ہوا عقد ثریا کا گمان
چن کی افشانکو جو پھر تمنی سنوارا عارض

ہو وی صحبت بھی اس چاندنی کی ماری کو
مجھکو یکبار دکھادی جو دوبارا عارض

سرو قد غنچہ دہن اور ہین آنکھین نرگس
درِ دندان ہین جو نایاب تو پیارا عارض

مرضِ ہجر مین بیمار ہون صورت دکھلا
زندگی کا ہی فقط اپنی سہارا عارض

دوست مشتاق ہی یکعمر سی تیرا اے بت
اپنی عاشق کو تو دکھلادی خدارا عارض

۷۳۱۰۶

ردیف طاءِ مہملہ

٦٣ غزل ١١

اوس فانوسکا دیکھئے کس روز آئی خط
فرقت زدونکو دیکھین خدا کب دکھائی خط

فرقت نی زعفرانی کیا رنگ جسم کا
ہو اس تپی کو زرد ہی کاغذ برائی خط

فقرہ نہین ہی لکھون غلامی کا خط واسطے
جو میری یار کا مجھی لاکر سُنائے خط

خط دیکھنی سی نصف ملاقات ہو گئی
کیونکر نہ اپنی آنکھہ سی عاشق لگائی خط

دل چھین لیکے بیٹھی ہو اکدم کیواسطے
بھیجو کسیکے ہاتھہ اوسیکو بچائی خط

حسن و جمالِ یار کی دونی بہار ہو
جدولکی طرح مصحفِ رخ پر جو آئی خط

راتین شبِ فراقکی کتنی پہاڑ ہین
دن کونسا وہ ہوویگا قاصد جو لائی خط

خط بھیجتا نہین ہی وہ عیار اسلئے
ایسا نہو کہ یاد کو جاکر بھلائی خط

اونکی ہماری رسل و رسایل کا ہی یہ حال
وہان ابتدا محال ہی جہان انتہائے خط

رہتا ہی روزنامہ و پیغام غیر سے
درپردہ دیکھہ لیتی ہین ہم بھی پراے خط

دل بیقرار رہتا ہی دن رات دوست کا
بھیجا کرو خبر بھی زبانی سواے خط

۴۲ غزل ٩

اونکے ہمارے کچھہ نہین جاودان کا ربط
اب حال مین ہوا ہی یہی درمیان کا ربط

دیکھا جسنے نگاہ سے بس صید کرلیا
ہی آجکل اونھین سی تیر و کمان کا ربط

اپنی درشتی چھوڑ کے نرمی سے پیش آئیے
اوس سنگدل سی ہمسے ہی ایسا کہا زبانکا ربط

اوس سے بڑھا ہوا ہمین آتا ہی پر نظر
دلکا جگر کا روح کا اور جسم و جانکا ربط

مین قطرہ ازرہ عجز مین خاکالودہ ہوا
کیونکر نبھے زمین سے بھلا آسمان کا ربط

چھوکے بلائی سے ہوئی ساقی کی دوستی
بادہ کشی سے ہوگیا پیر مغان کا ربط

دل کہتا ہی کہ اوس سے ملیگا تو ای عزیز
یوسف کو کسطرح سے ہوا کاروان کا ربط

سمایا ہی وہ چھپ چھپ کیتی اوس گلبدن کے ساتھ
اب عندلیب دلکو ہوا ہی فغان کا ربط

ان روزون دوست کو نہین عشق کا کچھ بھی خیال
دیوانگی ہی فکر اسی داستان کا ربط

٨٥ غزل ١٢

ہمین اولجھن مین اوسکا آیا خط
آنکھ سے دیکھکر لگایا خط

بیقراری مین اوسکا پایا خط
ہوئی تسکین سے گلے لگایا خط

ہوا الہام یا کہ وحی آئی
آکے قاصد کیا دکھایا خط

سوزش دل کا حال تھا جو رقم
جلکے اوسنے میرا جلایا خط

نہوا ختم بیقراری سے
کبھی لکھا کبھی مٹایا خط

ہاتھ مین اوسکے جاکی بھول گیا
نہ لفافے مین پھر سمایا خط

گیا غرض سرنوشت سے میری
آپ کیون پڑھتی ہین پرایا خط

قاصد جلد جا کے بہر خدا لا تو پیغام یار کا یا خط

ق

مرض عشق یار کے عامل نے بدلے تعویذ کے پلایا خط

نہ فتیلے کی سوچا وہ دہونی شعلۂ رو کا میرے جلایا خط

زیست مشکل ہے ضبط ہی دشوار آئے اوس یار کا خدایا خط

دوست تیری زبان کے صدقے مجھکو اوس یار کا سنایا خط

ردیف ظاء معجمہ

غزل

۷۶ ۹

اونکو اگر نہین ہے کچھ بھی القاب کا لحاظ ایدل تجھے تو چاہیئے آداب کا لحاظ

وہ بات کر نہ تجھپہ جہانمین کوئی ہنسے ہے پر ضرور عالم اسباب کا لحاظ

مین ہون مریض لعل لب یار ای طبیب نسخے مین ہووے شربت عناب کا لحاظ

ردی

رکھو کبھی تو ہاتھہ میری جان سینے پر
کیجے ذرا تو اس دلِ بیتاب کا لحاظ

ہی نازِ حسن کوٹھی آتے ہو بیدھڑک
کچھہ تمکو چاندنی کا نہ مہتاب کا لحاظ

رہتی ہین انتظار مین وا رات بھر مدام
انکھونکو اندنون نہین کچھہ خواب کا لحاظ

خود اپنی بحرِ اشک مین رہتی ہین اشنا
کچھہ جھیل کا خیال نہ تالاب کا لحاظ

دل پارہ کر کسیکا نہ اکسیر ہی یہ
ہی کیمیا جو ایسی ہو سیماب کا لحاظ

بزمِ جہان مین وہ نہین ہی دوست آدمی
محفل مین جسکو ہووی نہ احباب کا لحاظ

۷۷ غزل ۹

شہِ لولاک و مرتضے حافظ
جائیے آپ کا خدا حافظ

اپنا ہر حال مین خدا حافظ
گُندہ ہی اپنے دل پہ یا حافظ

عشق مین آخرش کو جان گئی
ہم چلے آپ کا خدا حافظ

دیکھتے دیکھتے مین روی صنم | مصحف رخ کا ہو گیا حافظ
اسطرح وصل کی بنی صورت | یہان حمیت وہان حیا حافظ
کوہ و صحرا مین تیری وحشی کا | غم مددگار رہے ہے بلا حافظ
مصحف رخ کا کب ملا قاری | گو کہ اکثر ہین جابجا حافظ
اوس صنم کا لحاظ و پاس سدا | وہ نگہبان تو یہہ رہا حافظ

کیا کہون داد کس سے لون اے دوست
ہاے افسوس مر گیا حافظ

ردیف عین مہملہ

غزل

۷۸ ۱۱

اسکی نہین فقط دل مضطر کو اطلاع | ظالم تیری جفا کی ہی داور کو اطلاع
کیا پوچھتا ہی میری پریشانیوں کا حال | ہی بال بال زلف معنبر کو اطلاع

لچھمن

تجھمین اثر نہین کشش دل عجب یہ ہے
تڑپے تو اور ہووے نہ دلبر کو اطلاع

ترچھی ہوئی نگھہ وہان یہان قتل ہو گئے
مجروح کی ہوئی نہ ستمگر کو اطلاع

تو قتل کر کی مکر ہی تو کیا ای جفا شعار
ہی خونِ بیگناہ کی خنجر کو اطلاع

ہو گی ہزار آفتین دنیا مین آن کے
روزِ ازل نتھی مقدّر کو اطلاع

بیمارِ ہجر کی نہ خبر تو نے لی مسیح
ہی اوسکی حالِ زار کی بستر کو اطلاع

یہان کچھہ نہین ہی روزِ قیامت کو دیکھنا
ہوویگی تیری چال سی محشر کو اطلاع

حیرت ہی اپنی رونیکی اوسکو نہین خبر
سیلابِ چشم کی ہی سمندر کو اطلاع

مکتوب تنے لکھے کہ مثلین بنی ضخیم
ہی منشی و محافظ دفتر کو اطلاع

ای دوست طبع ہووے تو دیوان ہی تیرا
پھر ہوویگی ہر ایک سخنور کو اطلاع

۷۹ غزل ۱۱

دلبر نہ اپنا آہ ہوا کوئی دم مطیع
اوسکے رہی ہمیشہ دل و جانسے ہم مطیع

کتنی ہی کج ادائی کری تو کہ ہو خفا
ای بت تیری تو ہم ہین خدا کی قسم مطیع

برآئی آرزو عجب اک لطف سے کٹے
جو ہمسے وہ ہم اونسے ہوئے دونون بہم مطیع

بیمارِ ہجر کا کوئی مونس نہین مگر
درد و غشی ہمارے ہین دونون بہم مطیع

تنہائی مین شفیق و رفیق اپنا کون ہی
مایوسی ہمجلیس ہے درد و الم مطیع

قاصد کچھ اور کیفیت اسمین نہین مگر
لکھا ہی خط مین کیہ ہین یکقلم مطیع

الفت بتونسی کام خدا سی ہین رکھتے ہم
کیون اپنے ہون نہ ساکنِ دیر و حرم مطیع

ایمان کھو یا بت کی محبت مین جان بھی
کب دیکھئے وہ ہوتا ہی اپنا صنم مطیع

کیا ذکرِ کبک اوس ستم آرا کی چال پر
ہوتی ہین راہ گیر بھی ہر ہر قدم مطیع

شہرہ ہی تیغِ ابروی خمدار یار کا
اوس ترک کے نگیون سی ہین اہلِ عجم مطیع

ای دوست کچھ اوسی پہ نہین ہی وفا کی ختم
معشوق ہمنی دیکھی ہین دنیا مین کم مطیع

ردیف غین معجمہ

ردیف غین معجمہ

غزل

۸۰ ۱۱

اپنا کسیطرح نہوا دلربا دریغ
اوسکی فراق مین گئی جان اپنی وا دریغ

حالت یہ ہوگئی ہی تیری بیمار ہجر کی
کرتی نہین طبیب بھی اوسکی دوا دریغ

دل بھی جگر بھی جان بھی ایمان بھی دیا
فرمائی کہ ہمنی کیا تمسے کیا دریغ

ہمنے بھی کچھہ سنا ہی کہ غیرونکی بزم مین
کرتی ہی تیغ زجا کی وہ اپنا گلا دریغ

سوتا ہی ساتھہ بھی تو چرائی ہوئی بدن
ہر بات مین وہ کرتا ہی ہمسے حیا دریغ

ایجان ہی ہر ایکدم تمھین دینی مین جانتک
بتلاؤ تو کہ ہمنی بھلا کب کیا دریغ

جیتے مقدمہ نہ کبھی وصل یار کا
اوس مدعی سی کچھہ نہ ملا مدعا دریغ

ساری وہ رسم ہمسی گئی صحبتین گئین اور
غیرونسی ربط رکھتا ہی وہ بیوفا دریغ

فصل بہار بھی گئی اور آگئی خزان
اوس گل سی اپنا رنگ نہ لیکن چھپا دریغ

کیا پوچھتی ہو دوستو کیون غیر حال ہی
جب سے جدا ہوا ہی نہ وہ ہمسی ملا دریغ

ای دوست کیون نہ آنکھونمین اندھیر ہو جہان
ہی داغ دلمین وہ نملا مہ لقا دریغ

٨١ ## غزل ٧

آجتک مخفی تھا لیکن اب ہوا ظاہر دروغ
کل رقیبونکا کھلا اوس یار پر آخر دروغ

مجھسے کہتا ہی کہ اب تو بھی لگا غیبانی
باندھتی ہین جسطرح دیوانمین شاعر دروغ

حال جو دلپر گزرتا ہی تمہارے ہجر مین
کچھہ کہونمین گر نسمجھی آپکی خاطر دروغ

جمع ہونگی جب حسین کہدونگا تم بیمثل ہو
محفل خوبانمین بولونگا تیری خاطر دروغ

حال دل اپنی کہا سچ سچ تو بولا سنکی یون
جھوٹی قسمین پھر لگی کھانی بنایا پھر دروغ

دعوے کیون کرتا ہی آتا ہی نہین تجھکو اگر
بولتا ہی کسلئی تو ہمسی ای کافر دروغ

دوست دیکھا ہمنی کل خود اسکو بزم غیر مین
سب حقیقت کھل گئی ہو گیا ظاہر دروغ

ردیف فا

ردیف فا

٨٢ ١١

غزل

پھر کشش دلکو ہوئی ہی کوئی جانان کی طرف
لیچلا ہی پھر مقدر باغِ رضوان کی طرف

دلنی پھینچایا مجھی چاہِ زنخدان کی طرف
راہبر اپنا ہوا خضر آبِ حیوان کی طرف

ہاتھ پھر جانی لگی اپنی گریبان کی طرف
پھر قدم بڑھنی لگی خارِ مغیلان کی طرف

خوب رخسار و لبِ لعلین کا نظارہ کیا
ہم چلت ہوتی ہوئی آئی بدخشان کی طرف

پھر جگر سی آہِ سوزان منہہ تلک آنی لگی
اشک پھر جاری ہوا انکھوں سی دامان کی طرف

پھر بہار آئی تیری وحشی کو پھر سودا ہوا
لیچلا جوشِ جنون اوسکو بیابان کی طرف

ہنستی ہین گل بلبلین گاتی ہین نغمی چار سو
دھوم ہی آنیکی تیری اب گلستان کی طرف

اوس پری رو کا چھپر کھٹ دیکھلی جو اک نظر
پھر نہ دیکھی عمر بھر تختِ سلیمان کی طرف

پھر جنون کی ہاتھ سی تازہ گرفتار آئی ہین
پھر مچی ہی شور دیوانونکا زندان کی طرف

ہین فقط تیری خوشی چاہان کچھ نہین دنیا سی کام
طبع راغب ہی نہ دولت پرستان کیطرف

یا الٰہی دوست کو توفیق کر ایسی عطا
جز ثواب اُسکا نہ دل مایل ہو عصیان کے طرف

۹۳ غزل ۹

چلتا ہی چال پیر فلک کج ادا خلاف
رہتا ہی پھر کچھ اِندنون وہ بیوفا خلاف

ہوتی ہی مستجاب تو غیرون کے واسطے
پڑتی ہی اپنی واسطے اکثر دعا خلاف

قسمین نکھاؤ آپکی بس ہو خطا معاف
پیمان و عہد ہوتی ہین تمسی سدا خلاف

یہ بھی اک اتّفاق زمانہ ہی اور کیا
جو ہمسی اندنون ہوا وہ دلربا خلاف

خط بھی گئی ہو ابھی حقیقت سی مُطّلع
المختصر جواب جو اوسنی لکھا خلاف

مجھپر گمان غیرونسی ملنے کا واہ وا
کچھ امر فتنہ سازون نی بالکل کہا خلاف

کیون آپ مجھسی ہوتی ہین ہربات مین خفا
کچھ تو بتائیے کہ ہوا مجھسی کیا خلاف

قسمیہ

قسمیہ کل نہ آنیکی وعدی یہ ہی عجب
وعدی تو آپسے ہی ہوی یون رہا خلاف

ای دوست اوسکی عشق مین بدنام ہو گئی
پوچھو تو اپنی وضع کہ یہہ بھی ہوا خلاف

۹۴ غزل ۱۲

چھٹ گیا پھر ہمسی وہ دلدار حیف
زندگی پھر ہو گئی دشوار حیف

ایک جا ہم اور وہ رہنی پاے
پھر گیا کیا چرخِ کجرفتار حیف

ہم اکیلی ہجر مین تڑپا کرین
اور صحبت مین تیری اغیار حیف

یاد کیجے چاند پورا ہو گیا
لب ملا تھا بوسۂ رخسار حیف

رفتہ رفتہ پھر ہوا جوشِ جنون
بڑ گیا پھر عشقکا آزار حیف

کس سے کہئی حالِ دل سنتا ہی کون
نی کوئی مونس ہی نی غمخوار حیف

منہہ ہزارون بار برسا کھل گیا
اپنی اشکونکا نہ ٹوٹا تار حیف

کب عیادت کو وہ آیا بیوفا
ہوگئی جب موت کے آثار حیف
پھنس گئی وہ دام مین صیاد کے
بند بلبل کی ہوئی منقار حیف
اب تو پتھر پڑتے ہین ای سنگدل
تیری وحشی پر سر بازار حیف
اپنا گھر اکوچ کب ای دوستو
جب وہ ملنے پر ہوا تیار حیف

دوست تمنے توبہ کی تھی عشق سے
عاشقانہ پھر لکھے اشعار حیف

ردیف قاف

غزل

۸۵ ۱۱

لیجاتا ہی گھر اوسکی یہان لگا اشتیاق
جیسے تھکی ہوئی کو ہو منزل کا اشتیاق
جوشِ جنون مین ڈھونڈتا پھرتا ہی چارسو
مجنونکو تیری رہتا ہی محمل کا اشتیاق
ہی اوسکے جلوے دیکھنے کی ایسی آرزو
جیسے چکور کو مہ کامل کا اشتیاق

[illegible]

کس روز دیکھین تہ شہادت کا ہو حصول
دلکو سدا ہی خنجر قاتل کا اشتیاق

مڑتے ہین قتل کرکی وہ کشتی کی سیر کو
لاتا ہی کھینچکر اونھین بسمل کا اشتیاق

اور جان جان کی لینی کا رکھتا ہی کیون خیال
ہشیار ہو دلا یہ ہی مشکل کا اشتیاق

دلکو کنار یار کا ہی شوق اسقدر
جسطرح ڈوبتی کو ہو ساحل کا اشتیاق

ناصح کی صحبتونمین نہ پایا ذرا مزا
رہتا ہی دلکو رندونکی محفل کا اشتیاق

دیوانگی تیری ہوئی پھر جوشش جنون
پھر کھینچتا ہی طوق و سلاسل کا اشتیاق

ہاروت اوسکا چاہ زنخدان جو دیکھتے
ہوتا نہ پھر کبھی چہ بابل کا اشتیاق

اوس گل کی ہون نثار اے دوست جی سے مین
شوق چمن ہی اب نہ عنادل کا اشتیاق

۸۶ غزل ۱۱

غمکا ہی رنج نہ کچھ حسرت آرام گہ عشق
دلکو اب رہتا ہی وصلت کے سرانجام کا شوق

ان بتونکی تو محبت بخدا ہی جھوٹی
عشق صادق جو اگر ہووے تو ہی کام کا عشق

بوی گل کی نہ ہوس ہی نہ گلستان سے غرض
خار غم دلمین چبھتا ہی گل اندام کا عشق

دیکھیو سر پہ نہ بلا اٹھی بٹھلائے ڈالو
پیچ مین لائیگا اوس زلف سیہ فام کا عشق

کسلئے گیسو و رخسار کی ہو دیوانی
دیکھو اچھا یہ نہین ہی سحر و شام کا عشق

روز پوشاک بدلتی ہین لگاتی ہین عطر
روز ہی صبح اونھین بہنا ہی حمام کا عشق

غیر کی چشم سی کبھی ہم بند نہین ہوتی مست
ہاتھ سے تیری ہی ساقی فقط اک جام کا عشق

اور کی منھ کی دعا بھی نہین اچھی لگتی
اوس پریرو کے دہن سے ہی جو دشنام کا عشق

نقد دل کھوئے نہ الفت مین بتون کی ہرگز
مول لے کوئی نہ آفاقمین بدنام کا عشق

اپنی بھی عشقکے اب ہوتے ہین چرچے سب مین
قیس و فرہاد کا کیا ذکر وہ تھا نام کا عشق

نتو ہی نام بھی معلوم نہ کچھ گھر کا پتا
دوست اچھا ہی کیا اوس بت گلفام کا عشق

ردیف کاف

ردیف کاف تازی

٨٧ غزل ٩

خار دیتا ہی نیا لالہ عذار ایک نہ ایک
داغ دیتی ہی ہمین فصلِ بہار ایک نہ ایک

دلِ سوزان سی جو ایسی ہی اُٹھینگی ہین آہ
پھونک دیویگا کلیجی کو شرار ایک نہ ایک

کہتے ہین وہ کہ مین کس کس کے سیون زخمِ جگر
روز آتا ہی نیا سینہ فگار ایک نہ ایک

دام لیکر چمنستان مین تو جا اے صیاد
پھنس ہی جائیگی کوئی بلبلِ زار ایک نہ ایک

نجد کی راہ مین مت تنگ ہو نا اے مجنون
مل ہی جائیگا تجھی ناقہ سوار ایک نہ ایک

کیا کمی باغِ جہان مین ہی گل اندامون کی
ہو ہی رہتا ہی گلی کا میری ہار ایک نہ ایک

قاصدِ دوست کے گھر کا پتا ہی حسن لیے
بنتا ہی کوچے مین وزا اوسکی قرار ایک نہ ایک

دام گیسو ہین ہو جہ بچھا رہتا ہی
سوچتی ہین کہ پھنسیگا شکار ایک نہ ایک

دوست معشوقونسے دنیا مین کہانتک بچیے

٨٨ کھو ہی دیتا ہی میری دلکا قرار ایک نہ ایک ٩

غزل

دیکھیں قسمت کو ہی منظور رولانا کب تک
چشم سی اشک کا ہتا ہی بہانا کبتک

وصل کی رات ہی عاشق کا ستانا کب تک
منھہ دوپٹی سی میریجان چھپانا کب تک

دولتِ حسن بھی کچھہ مال ہی جو نازان ہو
یہہ تو کہئی کہ رہیگا یہ زمانا کب تک

کبھی ٹھنڈا تو ذرا سینۂ سوزانکو کرو
اس جلی دلکو میریجان جلانا کبتک

آج شہرہ تو ہی پر کل نہ کوئی لیگا نام
حسن کا تیری رہیگا یہ فسانا کبتک

دیکھئی جاتا ہی کب خط میرا کب آئی خبر
قاصد اوس سمت کو ہوتا ہی روانا کبتک

اوڑتی اوڑتی خبرین ہمنی بھی کچھہ پائی ہین
صحبتِ غیر کا یارو سی بہانا کب تک

دیکھئی اوس قدرانداز کو کب آتا ہی رحم
رہتا ہی تودۂ دل اپنا نشانا کبتک

دوست چھوڑو بھی اوسی لوٹ چکی خوب مزی

۸۹ عشق بازی کا رہیگا یہ زمانا کب تک ۱۳

غزل

عاشقونسی یہ تمھین رہتی ہی نفرت کبتک
پارسائی کی ہوا رہتی ہی حضرت کبتک

دل لگانی کی اوٹھانی ہی مصیبت کبتک
دیکھین رہتی ہی بھیہ اب جوشش وحشت کبتک

بھیہ تپاک اور یہ ربط اور یہ رغبت کبتک
دیکھین رہتی ہی رقیبونسی یہ الفت کبتک

بنتی ہی اوس بت سفاک سے دیکھین کیونکر
اب تو بگڑی ہوئی ہی لڑتی ہی قسمت کبتک

چند روزہ ہی یہ حسن اور جوانی پیارے
بھیہ غرور اور یہ غرّہ یہ حکومت کبتک

ایک صورت پہ نہ دنیا مین کسیکی گذری
رنج کا بھی ہی کچھہ مشق یہ راحت کبتک

گرم جوشی کرو غیرونسی ہمین دکھلاکر
یار بھی دیکھین کیہ رہتی ہی یہ صحبت کبتک

سائل اک بوسی کی ہین دینکر اوپنا سوال
دیکھو پچتاوگی بھیہ حسن کی دولت کبتک

شوق مین عمر گذاری نہوا وصل نصیب
دل مایوس مین رہتی ہی یہ حسرت کبتک

وضعدار ہی پہ وہ غش کرتی ہین ہم بھی دیکھین
رہتی ہی وعدہ خلافی کی ندامت کب تک

جتنا جی چاہی کرین ناز ابھی کمسن ہین
مقتضا وقت کا پھر بھی ہی شرارت کب تک

جان جان چاہنی والون کو غنیمت جانو
دیکھئے حسن دو روزہ ہی یہ نخوت کب تک

یاد کرنا تیرا کیا اونکا چلے آنا کیا
دیکھین ای دوست یہ رہتی ہی کرامت کب تک

ردیف کاف پارسی

۹ غزل ۱۱

نکہت تھی اسمین وہ اورونکی پھبن الگ
یوسف کا جامہ اور تھا یہ پیرہن الگ

رہتا ہی عاشقون سی وہ غنچہ دہن الگ
پوشیدہ پھر بنائی ہی اک انجمن الگ

چھنواتی خاک گلیونکی ہی یہان نہین جدا
وہان کجروی پہ رہتا ہی چرخ کہن الگ

باریک بین پرکھتے ہین جوہر کمال کا
بندش پہ غور کرتی ہین اہل سخن الگ

اوس کا دن

اوس کافرِ زمانہ کے حسن و جمال کا
آشفتہ دل ہی شیخ جدا برہمن الگ

دکھلا کی باغ سبز وہ باتونکا غنچہ لب
بولا یہ رنگ اور ہی یہہ ہی چمن الگ

پامال کر کی چال سے باتون مین لیکی دل
دکھلاتا ہی وہ ناز و کرشمی کی فن الگ

اونسی تو چھٹنا سہل ہی اس سے محال ہی
پھندی ہین اور زلفِ سیاہ کی رسن الگ

کب چشم جوہری مین ہوئے دونون ایک سے
دندان کے موتی اور ہین دُرِّ عدن الگ

خارِ الم سے کیون نہ جگر اپنا ہو فگار
جاتا ہی سیرِ باغکو وہ گلبدن الگ

ای دوست سیم و مس بھی ہین یکسان کہین ہوئے
کھوٹی علیحدہ ہین کھرون کا چلن الگ

غزل

۹۱ ۱۱

ہی منقلب اسی زمین و زمان کا رنگ
کیونکر ہو ایک رنگ یہ اہلِ جہان کا رنگ

ایسا ہی جوش زن کہ ہین طوفانِ اشک یان
شکل حباب دیکھتا ہون آسمان کا رنگ

اوس گل پہ کس روش ہے عیان اپنی بیکلی
کسطرح پھیلے نکہت راز نہان کا رنگ
اوس ماہ رو کے آگے جو خورشید زرد ہو
کافور کیون نہ بنکے اوڑے زعفران کا رنگ
کل باغ مین جو سیر کو آیا وہ رشکِ گل
گلزار کیطرح سی اوڑا باغبان کا رنگ
کچھ باغِ زندگی سے کسیکو نہ پھل ملا
اس عشق نے مٹا دیا ہر نوجوان کا رنگ
اوس ماہ رو کی مانگ جو سیدھی نظر پڑی
جادیکی طرح صاف مٹا کہکشان کا رنگ
انکھونسے خون ٹپکے بڑھا ایسا دودِ آہ
سطحِ زمین ہے سرخ سیاہ آسمانکا رنگ
اوس گل کی عشق مین ہوئی تائب جہان سے
کیسی فضا بہار کجا اور کہانکا رنگ
زاہد ہمین یہین ہے بہارِ ارم نصیب
حاصل ہے کوی یار مین باغِ جنان کا رنگ

اے دوست کیا کہین وہ چھٹا جبسے لالہ فام
انکھون مین جا رہے چمن و بوستان کا رنگ

ردیف لام

غزل ۹۳

۹۲ غزل ۱۰

تیرِ نگہہ سی کسکے ہوا ہی فگار دل
قابو سی پھر نکل گیا ہی اختیار دل
اور ونکی تحفے لیتی ہو یہہ بھی قبول ہو
بھولا ہی وہ تجھی تو اوسی تو بھی بھول جا
کیا دلکا حال پوچھتی ہو مجھسی دوستو
کسکو ہوس ہی سیرِ گلستان کی ہجر مین
سیماب وار رہتا ہی کسکے فراق مین
اونسی تو آج ترکِ ملاقات ہو گئی
اقرار سیکڑون کئی پورا نہ یک ہوا
تمنی تو اوسکو رکھا تھا سبسے چھپا کی دوست

رہتا ہی آپھی آپ جو کچھہ بیقرار دل
پھر جان پر بنی ہو الہی بیقرار دل
لایا ہی پھر نذر فقط جانثار دل
کیون اتنا یاد کرتا ہی تو بار بار دل
یھان جان پر بنی ہی وہان درکنار دل
داغونسی بن رہا ہی یہان لالہ زار دل
جاتا رہا یہ کیون تیرا صبر و قرار دل
کرتا ہی کسکے آنیکا پھر انتظار دل
وعدونکا اوسکی کرتا ہی کب اعتبار دل
پہلوسی آکی لیگیا کیون کر وہ یار دل

غزل ۹۳

زلفوں سی اپنی کیجی معطر مشام دل
ہووی سحر کبھی تو ہماری بھی شام دل

غیرونکی ساتھ بادہ کشی رہتی ہی مدام
لبریز اپنا بھی تو کرو آکی جام دل

آتا ہی گرچہ آئے دیری نکیجیے
خالی کیا ہی واسطے تیری مقام دل

مین کیا کہون کہ دیکھ کی اوس شہسوار کو
بی اختیار ہاتھ سی چھوٹی لگام دل

مژدہ سنا ہی اوسنی جو آنیکا آپ کی
مہمان کل سی ہو رہا ہی بڑا اہتمام دل

آتی ہو تم تو جاتا ہی دل پیشوائی کو
اور آپنی کبھی نکیا احترام دل

ای دوست کچھ تمھین سی نہین اوسکی بیرخی
اوس بیوفا سی کس کا بر آیا ہی کام دل

ردیف میم

غزل ۹۴ ۱۲

کبھی

کبھی تو وصل کبھی ہین خیالِ یار مین ہم
ہمیشہ رہتی ہین ایسی ہی کاربار مین ہم

یہ جان جائیگی الفت مین شعلہ رویون کے
طپش سے دلکی رہا کرتی ہین بخار مین ہم

نہین ہی دلکو شش و پنج جان دینی مین
ہین دلسی ایک فدائی تیری ہزار مین ہم

فلک کے ہاتھ سے ہین سیکڑون ہی گردش مین
ہین مثلِ دانہ تسبیح کس شمار مین ہم

فراق نی تیری ایسا گرایا کوہِ الم
ہوئی ہین کاہ سے کاہیدہ انتظار مین ہم

جنون سے اپنی پتے ہین جدا جدا ہر جا
ہین قیس دشت مین فرہاد کوہسار مین ہم

عذاب قبر کا ہی نام اوسی خدا جانے
یہان تو نکی جفاونسی ہین فشار مین ہم

نکیون جدائی سی آج اپنا تڑپی روح و جگر
رہی ہین کل تلک ایکجان ہمکنار مین ہم

یہ اپنی نغمہ سے اسمین کہتی ہی بلبل
سدا رہینگی نہ اس رنگ کی بہار مین ہم

پڑا ہی عشق کا اوسنے کیا ہی زندہ بگور
بنی ہی دم پہ پڑے ہین عجب فشار مین ہم

گئی ہی جان ہماری بتون کی الفت مین
نہ خاک چین کبھی پائینگے قرار مین ہم

ہی شکر اسکا زبان ایسی پائی ہی ای دوست
سخن مین طرز مین نامی ہوئی دیار مین ہم

غزل ٩٥ ١١

فتنہ پرداز بہت مونس و غمخوار ہین ہم
ہین بہت دہر مین عیار مگر یار ہین ہم

والہ و شیفتۂ عشوۂ دلدار ہین ہم
دام گیسو کی زمانیمین گرفتار ہین ہم

گھر پہ جاؤ تو ملاقات کہان جلسے مین
پھر کہان ملتی نکلتے سر بازار ہین ہم

سبزہ آغاز ہی کم سن ہین مگر دل کی ہین
رخ پہ اوس گل کی نمایان کچھہ ابھی خار ہین ہم

نظر مہر و وفا کی تو ہی امید بخیر
شکر اسکا ہی کہ وہ بر سر پیکار ہین ہم

ہین زمانیمین بہت یون تو مریض و صحیح
مطب جسمین ہین پر عشق کی بیمار ہین ہم

اس زمانیمین مقرر ہی عبث کسب کمال
جنس اچھی بھی اگر ہو تو خریدار ہین ہم

یون تو انسان زمانیمین بہت ہین لیکن
نکتہ دان اہل ہنر قابل گفتار ہین ہم

یون تو خمخانۂ عالم مین بہت ہین میخوار
نشۂ بادۂ توحید کی سرشار ہین ہم
رنجِ فرقت نے عجب لطف مزا دکھلایا
غم کی دنیا مین بجز اپنی طلبگار ہین ہم

بطرح عشق پہ مایل ہی طبیعت اے دوست
کسکے عاشق ہون کسی دیکھینگے جدا ہین ہم

۹۶ غزل ے

کوچۂ دلدار مین جاتی ہین ہم
اس دلِ غمگین کو بہلاتی ہین ہم
پیچ مین پھر زلف کے آتی ہین ہم
سر پہ اپ کالی بلا لاتی ہین ہم
حالِ دل اپنا سُنا ہر ایک کو
روتی ہین خود اور رُلواتی ہین ہم
وہ لپٹ کر کوئی شب سویا نہ ساتھ
دل مین یہہ حسرت لئیے جاتی ہین ہم
قاصدا کہنا کہ فرقت مین تیری
خونِ دل پیتی ہین غم کھاتی ہین ہم
دیکھکر غیرون سے اوسکا اختلاط
حسرت و غم مین مرے جاتی ہین ہم

دوست کا دل شاد کیجے وصل سے
آخر ابھی کے تو کہلاتے ہین ہم

ردیف نون

غزل ٩٧

٩

لکھئے وہ مطلع نور کا اوس مہوش کی شان مین
مشتری ہو ماہر حُسن کی ہندوستان مین

عشق نے مارا علاج اسکا نہین امکان مین
درد سی بھی دم نکلجائیگا کوئی آن مین

ہی شفق کالی گھٹا مین یہ تماشا ہی نیا
کیا مسی مالیدہ لب ہین رنگ لائے پان مین

تم گئی گھر سی میری یا روح نکلی جسم سی
جانِ جان آنیسی تیری جان آئی جان مین

یک جہان طالب ہی اللہ رے ہجوم عاشقان
گھر کچہری ہو گیا بیٹھا جو وہ ایوان مین

خوبرویان جہان سی خود ہی نفرت ناصحا
دلمین یاد اوسکی ہی کب آتا ہی کوئی دھیان مین

سر چڑھی ہی خوب پھر زلف معنبر آجکل
منھہ لگی ہی پھر لگائیگی یہ اوسکی کان مین

بال ٩

بال سی باریک تھا پایا نہ مضمونِ کمر
چھوڑ دی آخر کو سادی ہی جگہ دیوان مین

دوست چھوڑو ایسی کافر کو کرو یادِ خدا
فرق اوس بت کی محبت سے ہوا ایمان مین

۹۸ غزل ۱۲

پھر دلا ہو غوطہ زن اسکے بحرِ طوفان مین
لا دُرِ شہوارِ مضمون نظم کو میدان مین

مصحفِ رخ پر وہ بالیکا ہی جوبن کان مین
جسطرح جدول طلائی ہو کھنچی قرآن مین

ای طبیبو ہو مرضِ عشق لاحاصل ہی فکر
درد سی دیکھہ دم نکلجائیگا کوئی آن مین

تیرِ مژگان کارگر دلمین ہوا اب ہی یقین
درد سی دیکھہ دم نکلجائیگا کوئی آن مین

عاشقانہ شعر میرے سنکے کہتا ہی وہ شوخ
خوب دیوانونکا لکھا تذکرہ دیوان مین

صحبتِ اغیار کی تہمت کرو خوفِ خدا
افترا سے کیا مزا کیا فائدہ بہتان مین

وہ سکندر ہی کہ جسکا دل ہو مثلِ آئینہ
ہی صفائے باطنی جوہر عجب انسان مین

کبھی عرض حال کتنا بولتی ہی وہ نہین
باتین گویا ہوتی ہین انسان او حیوان مین

خوب جی بھر کر بزیر تیغ جو دیکھا تجھی
بوجھہ تھا گردن پہ دی جان آنکی احسان مین

بال کھولی شبکو اوس مہرو نی تو مینی کہا
لو گہن مین چاند ہی بوسہ دو کوئی دان مین

ہونٹ پر لاکھا جما کر ہنسکے کہتا ہی وہ شوخ
دیکھہ یاقوت و در و نیلم بہم اک کان مین

بھاگتی تھی جسسی وہ ای دوست اب منتی ہین پاس
اُسی نکھین سی ہر گھڑی ہوتی ہین باتین کان مین

۹۹ غزل ۷

ہی آسمان پہ طالع بیدار اندنون
اک ماہرو سی دل ہی گرفتار اندنون

اب دیکھین جان بچتی ہی کسطرح دوستو
پھر ملگیا ہی ایک طرحدار اندنون

پیچیدہ ہی یہ بات کھلیگا نہ اسکا راز
دل اوسکی زلف مین ہی گرفتار اندنون

کیا قصد ہی میری دلکی جلانیکی واسطی
رکھتا ہی ساتھہ یار وہ اغیار اندنون

کیونکر سناؤن حال شش و پنج ہی ہی
نزدیک اوسکی رہتی ہین پیچ و چار اندنون
بادہ کشی ہی شوق نہین اوسکو آجکل
ہی حسن کے نشے مین سرشار اندنون

اے جان حال دیکھو تو بیمار عشق کا
اچھّے نہین ہین دوست کے آثار اندنون

۱۰ غزل ۹

بی آپ وہ آتے ہین نہ بلواتی ہین گھر مین
ہوتی ہی ملاقات کبھی راہگذر مین
ثانی ہی نہین حسن و ملاحت مین تمھارا
اور بانکپن ایسا تو نہین اور بشر مین
کیا چال ہی سینی ہی مین گھر کر لیا جان
دل سی جو نکلتی ہو تو رہتی ہو جگر مین
اوس گل کی جدائی مین لہو روتی ہین آنکھین
اب آنسوؤنکا نام نہین دیدۂ تر مین
تھی کوڑیکی پھلی مگر اب ہو گئی انمول
اوس ترک نے رکھی ہی کٹاری جو کمر مین
کس رنگ سی وہان پھولونکی بدھی کلی اوچھی جو
ہلتی ہی ہوا سی یہ نزاکت ہی کمر مین

یھہ خانہ خراب آپکی فرقت مین ہی بیمار
آؤ تو عیادتکو کسیدن میری گھر مین

گلشن مین وہ کس یاس سی ہر سو نگران ہی
آنکھین تیری پھرتی ہین جو نرگس کی نظر مین

لکھتے ہین ہم ای دوست رخ و زلف کا قصہ
ہو جاتی ہی فرصت جو کبھی شام و سحر مین

۱۰۱ غزل ۱۲

دوش پر کاکل معنبر ہین
یا نکالی پری نے یھہ پر ہین

لاکھون ہی مفلس و تونگر ہین
جب ملے خاک مین برابر ہین

خوبروئی کا ہی غرور عبث
آپ ایسے جہان مین کثیر ہین

اوسکے افشان پہ یھہ کہی پھبتی
چاند کے گرد چھٹکے اختر ہین

کونسی باتین اوسکی یاد کرین
دل مین چبھتے یہی تو نشتر ہین

بگنیا کسی کو قتل کیا
آپ ایسے جو آج مضطر ہین

دیکھنا

دیکھنا آئینہ کا ہے بیگا · خوبرویون کے آپ منظر ہین
آئینہ رویون کی صفائی کیا · یاد رکھنا دل انکے پتھر ہین
کِس سے کِس سے لگائیے دل کو · ایک دل اور ہزار دلبر ہین
یون تو ہین آپکے بہت عاشق · ہم تمہارے ہی بندہ پرور ہین
آئین کسوقت کب ملین صاحب · جب سنو آپ غیر کے گھر ہین

خوبرویون کی کیا کمی ای دوست
ایک سے یک جہان مین برتر ہین

۱۰۲ غزل ۱۴

کیا کہون منھہ سے نکل سکتا نہین · دل کسی صورت سنبھل سکتا نہین
دلمین ہی منھہ سی نکلسکتا نہین · چاہ سے پارہ اُبل سکتا نہین
فرصت ایدل جان کر یادِ خدا · آگیا جب وقت ٹل سکتا نہین

خاک ہو کر دل کو رحمت ہو گئی
اب جلائے سے بھی جلسکتا نہین

اپنی قسمت مین ہی صبر اوسکی جبر
لکھہ گیا جو کچھہ بدل سکتا نہین

کیا کمر کا اوسکی مضمون باندھیے
کوئی پہلو یہان نکلسکتا نہین

وہ خرامان ہو کے بولا ناز سے
کبک بھی یہہ چال چلسکتا نہین

پانی کر لیتا ہی یون باتون مین دل
موم بھی ایسا پگھل سکتا نہین

ہی عجب موزون قد اوسکا کیا کہون
طبع کی سانچے مین ڈھل سکتا نہین

جسکو دیکھو اوسکو دیوانہ کیا
اسطرح جادو بھی چلسکتا نہین

زلف کا مضمون عجب پیچیدہ ہی
شعر چوٹی کا نکلسکتا نہین

لاکھہ پیسی چرخ پر عنبر مہین
یہہ وہ دانہ ہی جو دل سکتا نہین

بولا وہ اپنے نشانی سے کبھی
چوٹ کھا کر صید اچھل سکتا نہین

دل ترا ای دوست کیا فولاد ہی
تاو کھاتا ہی پہ گل سکتا نہین

۶ ل ۱۰۳

۱۰۳ غزل ۹

ہی التماس ایک تمھاری جناب مین
ملتی جو یون نہین تو کبھی آؤ خواب مین

چہریکو کیون چھپاتی ہو جانا نقاب مین
کیا فرق دیکھین تم مین ہی اور آفتاب مین

بو باس جو پسینی مین ہی تیرے اے صنم
خوشبو کہان وہ عنبر و عطر و گلاب مین

قاصد نے چلتی وقت جو مانگا جواب خط
خط لکھو گیا یہ بولا وہ اوسکی جواب مین

یکدن تو میرے گھر پہ قدم رنجہ کیجئے
ارمان ہی یہی دلِ خانہ خراب مین

تنہا نجاو سیر کو ہین دغدغی بہت
گر حکم ہو تو ساتھ چلو ہمرکاب مین

زلفین دکھا دکھا کی نہ اولجھن مین ڈالئے
رکھوگی کب تلک مجھی اس پیچ و تاب مین

گزری جوانی آگئی پیری ہی ہزار حیف
یادِ خدا نہ ہو سکی ہمسی شباب مین

کیون مارتی ہو دوست کو جانا وصال سی
آنا نہین ہی کیا تمھین روز حساب مین

غزل

کہتا ہی کون آپکو اب مہربان نہین
پر کیسے مہربان ہو کہ حسرت رسان نہین

ہمکو نہین تذکرہ ہی تیری بیوفائی کا
وہ کونسی ہی جا جہان نے بھیے بیان نہین

سنکر پیام وصل کو دیتی نہین جواب
کرتی ہو یون سکوت کہ گویا زبان نہین

آئی ہو ایسی وقت مین کیا نذر دون تمہین
دل بھی نہین جگر بھی نہین او جان نہین

رو رو کی دوست تمنی سمندر بنا دیا
آیا جو وہ نظر تمہین خندہ دہان نہین

غزل

یہہ منقش ہی مصرع روز ازل جبین سی مین
دیکھا نہ یار کوئی بھی وقت بیکسی مین

منعم دکھا نہ حشمت گر ہم سی پوچھہ حسرت
جو بوری مین ہی وہ کب فرش مخملی مین

تعوید و نقش کچہہ بھی پر غور سی جو دیکھا
ہین فایدی ہزار دلکی نام یا علی مین

جا کیا

جاتا ہی دیکھنی سی دردِ سر اک جہانکا
صندل مین کب اثر ہی جو رنگِ صندلی مین

وہ سرو قد ہی جسسی گلزار ہی سدا ہرا
پژمردہ گل ہین سارے غنچی ہین سبکی جی مین

انگڑائیان ہی لیتی نیند آرہی ہی صاحب
جلدی بڑہاؤ زیور یہان دم ہی دہگدگی مین

کہتا ہی مجھسی جاؤ دل اور جا لگاؤ
ہین خوبرو ہزارون کیا لعل ہین مجھمین

دیکھو نہ خوش قدونکو ای دوست اسنی بہاگو
دشمن ہزار ہوتی ہین انکی دوستی مین

ردیف واو

غزل

۱۰۶ ۱۱

قتل پر آمادہ بیٹھا تھا ستمگر رات کو
چلگیا تھا باتون ہی باتون مین خنجر رات کو

وہ بھی دن آئے خدا پہلو مین ہو وہ رشکِ ماہ
راہ اوسکی دیکھتی ہین روز اکثر رات کو

ہی شبِ تاریک اندہیرا اور بھی ہو جائیگا
تم نہ کھولو جان جانِ زلفِ معنبر رات کو

لوٹتی کا ٹونپہ ساری شب گذرتی ہی مجھی
خالی پاتا ہون جو اوس گلرو سے بستر رات کو

عطر ملکر شبکو آیا وہ میرا غنچہ دہن
ہو گیا خوشبو سے سارا گھر معطر رات کو

پڑھ کی اک افسون نیا لائی پری کو دام مین
کر لیا باتون ہی باتون مین مسخر رات کو

کٹتی ہی تاری ہی گن گن کر ہمین شبہا مدام
یاد آتا ہی جو وہ ماہِ منور رات کو

کل لڑائی صبر سی تھی فرقتِ دلدار مین
یک اومنڈ آیا تھا غمکا دلپہ لشکر رات کو

یاد آتا ہی لپٹ کر اوسکا سونا جب مجھے
نیند اوچٹ جاتی ہی بیتابی سی اکثر رات کو

وصل کی شب اونکو گھبراہٹ مین گذری صبح تک
مرغ کیا چلاے ہین اللہ و اکبر رات کو

ہوتی ہی شب کونسی ای دوست جو وہ بادہ فروش
ہاتھ سی اپنی پلائی بھر کی ساغر رات کو

١٠٧ غزل ٩

اب نہ ملینگی اوس سی ہم درد و الم جو ہو سو ہو

بیٹھین گے ایک گوشیمین کھا کے قسم جو ہو سو ہو
کہتے ہین تجھسے صاف ہم دیوین گے دم جو ہو سو ہو
عشق مین تیرے دیکھین گی ملکِ عدم جو ہو سو ہو
ہجر مین سر پٹکتے ہین نشترِ غم کھٹکتے ہین
خون جگر کو پیتے ہین کھاتے ہین غم جو ہو سو ہو
کب تلک اوسکے عشق مین جان گنوائین دل جلائین
ابتو یہ دل مین ٹھانی ہی چھوڑینگے ہم جو ہو سو ہو
اپنا نہ وہ کبھی ہوا دل کو دیا غضب کیا
اب بھی نہین گیا ہی کچھہ کھاو قسم جو ہو سو ہو
آج تو ایک بوسہ دو دل کو کبھی تو خوش کرو
کہنا ہمارا مان لو چھوڑو ستم جو ہو سو ہو

وصل کی رات مین بھلا شرم و حیا یہہ تا کجا
خوب مزے اوڑائیے ملکے بہم جو ہو سو ہو
وہ تو ہے مکر مین بھرا سیکھا ہے پیشہ دغا
چال سے ہم بھی لائینگے دیوینگے دم جو ہو سو ہو
دوست کھلا ہے حال سب آئیگا تو جواب کب
بھیجدیا ہے اوسکو خط کرکے رقم جو ہو سو ہو

۱۰۶ غزل ۱۱

داغ دل تازہ دکھا کوئی گلستان مجھکو
جوشِ وحشت نے دکھلا دی بیابان مجھکو
تشنہ ہی رکھتا ہی یہہ چشمۂ حیوان مجھکو
غوطے کھلواتا ہی کیا چاہِ زنخدان مجھکو
دلکو الجھن ہی رہی سیکڑوں کھائی جھٹکے
پیچ مین لائی ہی کیا کاکلِ پیچان مجھکو
بسطرح تولی ہوئی تیغ ادہر آتے ہین
آج آتا ہی نظر قتل کا سامان مجھکو

زلف کو

زلف کو دیکھہ کی سو پیچ اوٹھائی آخر
کیا کہوں دلنے کیا ہی پریشان مجھکو

ہی فقط اوس در دولت کی گدائی کی ہوس
چاہئی تاج نہ کچھہ تخت سلیمان مجھکو

ای فلک ہم بھی ترے مہر کے جویا ہیں مدام
دور مین اپنے نہ رکھہ بیسر و سامان مجھکو

عشق مین سیمتنونکی مری مٹی ہی خراب
خاک کرتا ہی جلا کر دل سوزان مجھکو

لیچل اوس دشت مین اس وحشیکو ای جوش جنون
نظر آئی نہ جہان صورت انسان مجھکو

چھلّے گلرویونکی لیکی گلسی ای کہا گئے
تن نے داغونسی کیا سرو چراغان مجھکو

اسیر پژمردہ ہوئی فرقت دلدار مین دوست
رنگ محبس کا دکھاتا ہی گلستان مجھکو

۱۰۹ غزل ۷

جما کر رنگ بلبلنی نہین چھوڑا گلستانکو
اگر دیکھا ہی شاید اوس حسین کی روی خندانکو

سکندر دیکھتا گر یار کی چاہ زنخدانکو
نجاتا ڈہونڈنی ظلمات مین وہ آبحیوان کو

اگر یکدم بھی دیکھی کوئی جا کر کوی جانانکو
نہ چاہی عمر بھر ہرگز خدا سی باغِ رضوانکو

دکھاہین روشنی اسکو جو وہ یوسف کبھی آئے
عزیز اسواسطی رکھتی ہین دلمین داغِ ہجرانکو

اگر چاہون جلا دون آہ سی یہ خیمۂ گردون
خدانی وہ اثر بخشا ہی میری آہِ سوزانکو

تصور اسقدر ہی ابروی خمدارِ دلبر کا
کہ ہر شب خواب مین ہم دیکھتی ہین تیغِ عریانکو

تیری تقدیر جاگی دوست خود وہ تیری گھر آیا
سلاؤ اپنی پہلو مین نکالو دل کی ارمان کو

ردیف ہائے ہوز

غزل

پوچھو جو لعل و در کو تو بہتر نہ وہ بھیہ
دندان و لعل لب کے برابر نہ وہ بھیہ

اک دل و رنج شوقِ لقاء و فراقِ یار
بوسہ وصال دونون میسر نہ وہ بھیہ

سختی مین سنگ سی بھی ہی بڑھکر دل و جگر
اور غور سی جو دیکھیے پتھر نہ وہ بھیہ

مین نہ

مین تو کبھی نہ دونگا مثال رخ و جبین
ماہ تمام مہر منوّر نہ وہ نہ تھے

ساماں یہان پہ ہو گیا رنج و سرور کا
ہمراہ اپنے آئی تھے لیکر نہ وہ نہ تھے

جلتے ہین لب بھی آہون سی دل بھی ہی کباب
شعلہ فشان تو ہین مگر اخگر نہ وہ نہ تھے

دلسی امنڈ کے بہتا ہی آنکھون سی بحر غم
سیلاب ہین پر ابر و سمندر نہ وہ نہ تھے

زخمی ہین لاکھون ابرو و مژگان کی ضرب سے
کاٹ ایسا اور سروہی و خنجر نہ وہ نہ تھے

بیشک کیا ہی پارس و اکسیر نو خلق
پیدا جہان نہین ابھی میر داور نہ وہ نہ تھے

حور و پری سی دیتی ہین کسو واسطے مثال
اوس مہروش کے نور سی ہمسر نہ وہ نہ تھے

ای دوست فی و شفیق ہین اپنے غشی و یاس
ہٹتے ہین پاس سے کبھی دم بھر نہ وہ نہ تھے

١١١ غزل ١٢٤

آدمیت کچھ نہ پیدا کی کسی نی انکو دیکھ
سیکھتا حیوان بھی انداز ہی حیوانکو دیکھ

بھڑکی تابش تو برقِ شرر افشانکو دیکھہ
ایکدم آگر ذرا میری دلِ سوزانکو دیکھہ

جوشش دریا ہی کیا اسکو نہ دیکھہ ای بحرِ حسن
دیکھہ نیا طوفان ہے اپنی دیدۂ گریانکو دیکھہ

قدرتی خط مصحفِ عارض کا ہی ای ناظرو
کیون تعجب مین ہین حافظ ہوین اس قرانکو دیکھہ

قصر اوسکا کچھہ نہین جنت بڑی ہی زاہدا
برق کی تابندگی اور جوششِ بارانکو دیکھہ

بھتے ہین دریا سمندر غوطی کھاتا ہی یہان
نوحکا طوفان سُنا تھا چشم کی طوفانکو دیکھہ

وصل تو کیسا وہان اپنی رسائی تک نہین
کسجگھہ جا کر پھنسا ہے اس دلِ نادانکو دیکھہ

جسم ہی داغونسی اپنا لالہ زار ای رشکِ گل
سیر کرنی ہو تو آگر اس نئے بستانکو دیکھہ

مردہ دلکو بات کرنیمین جلا دیتا ہی بس
ای مسیحا آنکر اس عیسیٔ دورانکو دیکھہ

فصد مجھہ وحشی کا کھلوانی بلایا اوسنی جب
رگ سی خون جاری ہوا خود نشترِ مژگانکو دیکھہ

نفرتِ خلق اپنا دربان ہے نہین جاسے کام
خود ہی پھر جاتی ہی مخلوق آکے اس دربانکو دیکھہ

کیا طبیعت حقنے دی ہی کیا زبان پائی ہی دوست
آفرین کہتی ہین جو ہر بین تیری دیوانکو دیکھہ

١٢/٦

۱۱۲ غزل ۱۸

یوسف ہو تو نکلو سرِ بازار ہمیشہ
کیون بیٹھتے ہو تم پسِ دیوار ہمیشہ

ہم تیری ہی شیدا رہی اے یار ہمیشہ
تو ظلم و ستم پر رہا تیار ہمیشہ

سب مشغلے بھولی بخدا یاد مین اوسکی
رکھا تو اوسی بت سے سروکار ہمیشہ

اک روز بھی وعدہ کبھی پورا نہین کرتا
دل رکھنے کو کر دیتے ہو اقرار ہمیشہ

یہ عارضہ وہ ہی کبھی صحت نہین ہوتی
اچھے نہ رہے عشق کے بیمار ہمیشہ

ایدل اوسے ہوتا ہی غرور اور زیادہ
الفت کو تو کیون کرتا ہی اظہار ہمیشہ

دل اپنا شگفتہ نہ رہا باغِ جہان مین
کھٹکا ہی کیا ایک نہ اک خار ہمیشہ

کیا اوس سے کہین حال سمجھتا نہین وہ تو
کرتا ہی ہر اک بات پہ تکرار ہمیشہ

مستِ مے عرفان کو غرض خم سے کیا ہی
بی نشہ کی رہتے ہین وہ سرشار ہمیشہ

اکدن بھی صفائی نہوئی لڑتی ہی گزری
وہ ترک رہا برسرِ پیکار ہمیشہ

دیکھو نظر غور سی ابرو مین نہین بال
پڑھتی ہی جوہر سی بھی تلوار ہمیشہ

کب چال سی اونکی نہ قیامت ہوئی پیدا
برپا ہی رہی حشر کے آثار ہمیشہ

وحدت کے گلستان کی ذرا سیر کر اے دل
سرسبز یہی رہتا ہی گلزار ہمیشہ

خواہش ہی جو عقبی کی تو چھوڑ الفت دنیا
رکھہ یاد اُنھی سی سروکار ہمیشہ

کیا جانئے اس درد سی کسکو ہوئی صحت
ہمکو تو رہا عشق کا آزار ہمیشہ

ہی جسمین شرافت وہ تواضع کا ہی خوگر
جھکتا ہی رہا دوحۂ پربار ہمیشہ

دیکھا ہی اون آنکھونکو نظر بھر کے کبھی سے
جاری ہی رہا آنسوونکا تار ہمیشہ

ای دوست کبھی دیتے ہین جان و سپہ نہ دینا
دل لیکی مکرتا ہی وہ دلدار ہمیشہ

غزل ۱۱۳ ۱۲

پھر میکدہ کو جانے لگے بادہ خوار کچھہ
پھر دلکو لطف دینے لگی ہی بہار کچھہ

کسطرح دل شگفتہ ہو کیونکر منائیے
ہم خاک مین بھی ملگئی اور وہ ہوئے نہ صاف
خوب اونکی جانتی ہین تلون مزاجیان
جاتی ہی مفت جان ٹھہرتا نہین ہی دل
کب اوسکو چھوڑتی ہین ہی جان یاکہ جائے
رکھتی ہین صحبتین حبابان ونکو دکھائین ناز
مجمر بنا ہی سینۂ سوزان بھرا آجکل
اوس بادہ کش کا نشۂ الفت جو سر مین ہے
شاید ہوئی ہی بادہ کشی راتکو کہین
آؤ کبھی تو پہلو مین اپنے بھی جانِ جان
ای دوست اونکے کہنے پہ آنا نہ تم کبھی

روٹھا ہوا ہی آج میرا گلعذار کچھ
ایسا ہی اونکو میری طرف سی غبار کچھ
کرتی ہین کچھ تو ہوتی ہین قول و قرار کچھ
ہو انصرام وصل کا پروردگار کچھ
سمجھائے کوئی لاکھ سکھائی ہزار کچھ
کیا اِک مئی بھی پہ اونکا ہی دار و مدار کچھ
اوٹھنی لگی ہین دلسی پھر اپنی شرار کچھ
باقی اوسیکا آج تلک ہی خمار کچھ
آنکھو نسی پایا جاتا ہے اونکے خمار کچھ
تسکین کبھی تو پائے دلِ بیقرار کچھ
معشوق کے سخن کا نہین اعتبار کچھ

١١٤ غزل ١٠

دیکھے اگر نشے مین وہ میخوار آئینہ
حیرت سے بیخودی مین ہو سرشار آئینہ

یکتائی کا غرور یہ جاتا رہیگا سب
بہتر ہی آپ دیکھین نہ ہر بار آئینہ

رہتی ہی آرسی وہان دن رات ہاتھہ مین
آئینہ رو کو کچھہ نہین درکار آئینہ

زلفین سنوارتی ہین وہ آئینہ دیکھکر
ہو کیون نہ بوی مشک سے تاتار آئینہ

دندان ہین دُر صفا ہی دہن اور لب ہین لعل
پیشانی گر حلب ہے تو رخسار آئینہ

آیا جب اوسکے منھہ کے مقابل ہوا خجل
کیونکر رہی نہ پشت بدیوار آئینہ

دانت نے آئینے مین وہ دکھلائی کہتی ہین
دیکھو نہ دیکھا ہوگا گہر بار آئینہ

یکتا ہی وہ نظیر نہین اوسکی شکل کا
کہتا ہی صاف منھہ پہ یہ ہر بار آئینہ

حیرت سے شکل کسلئی ہی روز دیکھتا
رکھتا اگر نہین کچھہ دل زار آئینہ

وہ کسکو دیکھتا ہی سوا اپنے کی دوست
اوسکا وہ عاشق اوسکا خریدار آئینہ

غزل ۱۱۵

۱۱۵ غزل ۱۵

کہتا ہی کون سنبل و عنبر نہ وہ نہ یہ
پر زلف و چشم یار سی ہمسر نہ وہ نہ یہ

گو وصل مین ہی دشنہ و خنجر نہ وہ نہ یہ
ابرو کی اور مژہ کی برابر نہ وہ نہ یہ

ہمرنگ تیری چہرۂ تاباں کی ای صنم
ماہ منیر و مہر منوّر نہ وہ نہ یہ

بڑھکر حضور آپ کی طرز خرام سی
رفتار کبک و فتنۂ محشر نہ وہ نہ یہ

کہتا ہون جبکہ او یہان یا مجھی بلاؤ
کہتا ہی ہنسکی یار مقرّر نہ وہ نہ یہ

پیمان و عہد وصل مین قول و قسم کی ساتھ
پر مجھکو ابتلک بھی ہی باور نہ وہ نہ یہ

موقوف زور و زر پہ ہی ملنا حبیب کا
نزدیک اپنی ای دل مضطر نہ وہ نہ یہ

دل اختیار مین ہی نہ قابو مین یار ہی
تقدیر سی مطیع و مسخّر نہ وہ نہ یہ

مغرور کوئی مال پہ کوئی کمال پر
یان اپنی پاس ای میری داور نہ وہ نہ یہ

بی روی یار و ساقی گلرو ہمین پسند
ہی سیر باغ و گردش ساغر نہ وہ نہ یہ

بوسی کا ہو سوال کہ پیغام وصل کا
کہتا ہی وہ شریر ستمگر نہ وہ نہ یہ

اغیار و یار جمع تھی کل قتلگاہ مین
تھی امتحان مین اپنے برابر نہ وہ نہ یہ

تاب و توان تھی اپنی معاون وصال مین
فرقت مین اب رہا کوئی یاور نہ وہ نہ یہ

ای رشکِ ماہ کیا کہون رخسار و خال کو
ہی ردِّ ماہ و دیدۂ اختر نہ وہ نہ یہ

ایذا رسان ہین اژدر و افعی اگرچہ دوست
گیسو و زلف یار سے ہمسر نہ وہ نہ یہ

ردیف الیاء التحتانی

غزل ١١٦

انتظار آٹھ پہر ہی یہ ہمہ تن کسکا ہی
دوست کیا سوچ ہی یہ رنج و محن کسکا ہی

کل تو وہ آپکا گلگشت گلستان کی لئی
منتظر آج جوانانِ چمن کسکا ہی

آگی یہ ناز و کرشمہ یہ سفّاکی تھی
کسسے تو کہئے یہ سکھایا ہوا فن کسکا ہی

دل پہ میرا

دل نی پہلی کبھی گستاخ ہوا خدمت مین   یہہ بگاڑا ہوا ای مشفق من کسکا ہے
جی مین آتا ہی کہ مین کبک دری سی پوچھون   تونی جو سیکھا ہی یہہ چال چلن کسکا ہے
اپنی گلرو کی سوا گلشن عالم مین بتا   گلرخ و سرو قد و غنچہ دہن کسکا ہے
ہمتو پہلی ہی تمھین دی چکی چاہو سو کرو   دل و جان کسکا ہی سر کسکا ہی تن کسکا ہے
یک سرا ہی یہہ مسافر کی اوترنی کی لئی   دار دنیا مین ہے گھر کسکا وطن کسکا ہے
کجروی آکی ہی خلقت مین ازل سی داخل   دوستو دست بھلا چرخ کہن کسکا ہے
سیکڑون یوسف دل چاہ مین جسکی ڈوبی   ایسا ای خضر بتا چاہ ذقن کسکا ہے

دوستان سُنکی غزل دوست کی کہتی ہین یہی
ایسا دلچسپ بتاؤ تو سخن کسکا ہے

غزل ١١٧

وہ بی نقاب اگر پھر امتحان ہو جای   ضیای رخسی منور ہو مین جہان ہو جای

کبھی تو مورد شفقت کبھی ہم جان ہو جاے
کبھی تو یکنظر لطف مہربان ہو جاے

اگر وہ ناز سے تیغ نگاہ کو پھیرے
گلے ہزاروں کے کٹیں حشر اک عیان ہو جاے

جو دیکھیں صحبت اغیار مین تمھیں صاحب
یقین جانو کہ دل کیوں نہ بد گمان ہو جاے

کبھی تو گھر میرے اے حور وش چلے آؤ
کبھی تو گلشن جنت میرا مکان ہو جاے

جو نکلے سیر کو وہ یوسف اوسکی خواہش مین
ہر ایک پیر زلیخا صفت جوان ہو جاے

جفائیں کرنے پہ آمادہ ہو جو وہ ظالم
زبان ظلم سے بھی شور الامان ہو جاے

ہے اوسکے فضل سے کیسی اے عروج پر قسمت
مین جس زمین پہ رکھوں پاوں آسمان ہو جاے

کیا ہے عشق جو اے دوست انتہا کر دو
فسانہ اپنا بھی عالم مین داستان ہو جاے

۱۱۸ غزل ۹

وہ عشق خام ہے گر دود دل عیان ہو جاے
جلے جو ہجر مین تو آگ مین دھوان ہو جاے

وہی ہی جسم کہ جو خاک تیری راہ مین ہو
وہی ہی سر جو تیرا سنگ آستان ہو جاے

جو شغلِ صید پہ مائل وہ ہووے تیر فگن
کمان فلک سے وہین آکے کہکشان ہو جاے

وہ بادہ کش ہون جو بینی پر آوے اساقی
تو ایک لمحہ مین خالی تیری دکان ہو جاے

ابھی تو کیا ہی پھر ای باغبان جھکنا دیکھ
جو صحنِ باغ مین بلبل کا آشیان ہو جاے

دیا تھا دل انھین اسواسطے کہ رکھوگے
نہ یہ کہ ڈالدو لیکر روان دوان ہو جاے

خدا نے طبع کو دی ہی بلند پروازی
مین جس زمین مین کہون شعر آسمان ہو جاے

کبھی تو وصل کے وعدے سے دل کو قوت دو
کبھی تو رستمِ دستان یہ ناتوان ہو جاے

تم اوسکی پیچھے ہو ای **دوست** جسطرح برباد
کسیکی ایسی بھی محنت نہ رایگان ہو جاے

۱۱۹ غزل ۱۱

ساقیا ابر گھر آ سرد ہوا بھی آئی
دو ذرا مینا ہو کہ قلقل کی سدا بھی آئی

صاف بیجا ہی تجھی زہرہ شمائل کہنا
اوسمین ابتک نہ تیری ایک ادا بھی آئی

نزع مین بھی نہ اوسی دیکھنے پائی یکدم
آئی بالین پہ مسیحا تو قضا بھی آئی

چمن دہر سی جو گل ہوا پیوند زمین
باغ عالم مین پھر اوسکی نہ ہوا بھی آئی

بوسہ مانگا تو کہا اوسنی سب آیا تجھہ کو
آدمیت نہ مگر ایک ذرا بھی آئی

بعد مدت وہ لپٹنے کو جھکی تھی کہ ہی
رحم تو آیا تھا ساتھہ اوسکی حیا بھی آئی

عمر بھر اوسکو پکارا کئی احباب مگر
جو گیا ملک عدم پھر نہ صدا بھی آئی

حسن کا اوسکی زبس شیفتہ یک عالم ہی
وہ جہان آیا وہان خلق خدا بھی آئی

خار غم کیون نہ چبھین دلمین کہ تجھسی ای گل
بو محبت کی عداوت کی سوا بھی آئی

سرمو فرق نہ کچھہ چاند گہن مین پایا
منھہ پہ اوس ماہ کی گر زلف رسا بھی آئی

اوس ستمگار کو بس صاف تو یہہ ہی ای دوست
آئی کس ناز سی گر طرز حیا بھی آئی

١٢٠٠٦

٩ ١٢٠

غزل

او ستمگر نکیا تو نے کبھی شاد مجھے
عمر بھر یاد رہیگی تیری بیداد مجھے

عرض اتنی ہی جواب اسکا ہوا ارشاد مجھے
خوش بھی کیجیگا کبھی یا یونہی برباد مجھے

رہگیا فصلِ بہاری کا زمانہ تھوڑا
پھر رہائی نہوئی دامِ صیاد مجھے

زندگی بھر تو ہمیشہ ہی رہے وہ بھولے
بعد مرنیکے کرینگے بھلا کب یاد مجھے

آپ کیسی ہین سخی رد کئے لاکھوں ہی سوال
ایک بوسہ نکیا پر کبھی امداد مجھے

خاک اوڑانیکو میری بعد لحد پر آئے
یاد آئی میری جب کر چکی برباد مجھے

رگ گردن سے بہا خون مگر تھوڑا سا
تیغ قاتل کی ہوئی نشترِ فولاد مجھے

جب بہار آئی گلستان مین تو صیاد نے آہ
نوچکر بال قفس سے کیا آزاد مجھے

انتہا عشق کی ہمنے بھی وہ کردی اے دوست
قیس و فرہاد کہا کرتی ہین استاد مجھے

۱۳۱

غزل

۱۲

تیری عادت تو ہی جور و جفا کی
لگایا دل بڑی ہمنے خطا کی

نکو بنا قتل کرکے عاشقوں کو
یہہ ادنا طرز ہی اوس کج ادا کی

کیا خون دست رنگین سی جہان کا
قیامت چال سے اوسنی بپا کی

نکیوں پستا رہی دنیا مین دانا
کہ گردون مین ہی گردش آسیا کی

نہ آئی دیکھنے کو جان بلب کے
مریض ہجر کی اچھی دوا کی

بہایا خون تو ناحق عاشقونکا
مگر تجویز بھی کچھہ خون بہا کی

گدا جو ہی در دولت کا اوسکے
نہین خواہش اوسے ظل ہما کی

خودی کے آئینے کو توڑ اے دل
اگر حسرت ہی دیدار خدا کی

نکر ناز اوسکے زلفونتک پہنچکر
شب فرقت بھی ہوتی ہی بلا کی

بڑا مست ساقیا جام و صراحی
چمن ہی اور آمد ہی گھٹا کی

ہمارے خونسی آکر رنگ کھیلو
ذرا مہندی تو کھولو دست و پا کی

لکھے ای دوست تونی ایسے مضمون
سُنی سب جسنے غزل یہ واہ وا کی

۱۲۲ غزل ۱۱

عشق لازم ہی شاعری کی لئے
چاہئے خضر رہبری کی لئے

ہمکو پیدا کیا اطاعت کو
تمکو خوبون کی افسری کی لئے

آئینہ دیکھکر وہ کہتے ہین
جنس اچھی ہی مشتری کی لئے

رہتے ہین وہ ادہیڑبن مین سدا
کاہیکو میری ابتری کی لئے

خضر و الیاس کو کیا پیدا
خدمتِ خشکی اور تری کی لئے

اب وہ ملنا کہان گئی وہ رسم
ہی ملاقات سرسری کی لئے

دل تو خود دی چکے ستمگر کو
فکر ناحق ہی جانبری کی لئے

سرمہ انکھون کو عطر کپڑون کو
عود ہی زلفِ عنبری کی لئے

سچ تو یہہ ہی کہ چاہتا ہی سبھی
آدمی اپنی بہتری کے لئے

بات کیا تھی جو لیلیا بوسہ
تم خفا ہو گئے ذری کی لئے

ہو کے ہشیار بنگنی ای دوست
ایسے دیوانے اوس پری کی لئے

١٢٣ غزل ٩

بنا ہی سامنے عاشق کے کیون تصویر پتھر کی
پرستش ہمکو کروائیگا کیا بے پیر پتھر کی

ہزارون ہون اگر نالے کبھی ہوتا نہین پانی
بتو دل مین تمھارے ہی مگر تاثیر پتھر کی

نہ چہرا کھیچ سکا ایسا کبھی بہزاد و مانی سے

نہ آذر نے کوئی ایسی بنی تصویر پتھر کی
عبث فرہاد نے ہاتھہ اپنے دہوئی جان شیرین سے
بھلا دی فایدہ کیا خاک جوی شیر پتھر کی
مین وہ دیوانہ ہون کی بھاگون اوسکو دشت وحشت مین
اگر لوہی کی ڈالین پا مین یا زنجیر پتھر کی
رہے نزدیک سنگ فرش اوس سے اور مجھے دوری
گھٹون کیونکر نہ غمسے یون بڑھے تقدیر پتھر کی
نہین ہوتا اثر اوس سنگدل کو میری زاری
خبر تو کچھہ تو لے ای نالہ شبگیر پتھر کی
نہ میرے کعبہ دل کو گراتو اے بت کافر
کہ ہندو تک بھی کرتے ہین سدا توقیر پتھر کی

وہ خاک آئیگا تیری راہ پر ای دوست سنگین دل
مٹائی سے کبھی مٹتی نہین تحریر پتھر کی

غزل ۱۲۴ ۱۱

جہان پر وہ ہے دل مائل وہین ہے
سنجی ہے جسجگہہ سائل وہین ہے

پری ہے جسجگہہ عامل وہین ہے
جہان وہ دلربا ہے دل وہین ہے

اوسی سرکا سر رکھہ تو سرو کا
دلا جو کچھہ ہے بس حاصل وہین ہے

ہنرمندونسی کب خالی ہے عالم
کوئی خواہان تو ہو کامل وہین ہے

جو اولجھے بات مین بگڑی ذرا مین
نبھے ایسے سے کیا مشکل وہین ہے

سفر ہم ناتوانونکا نہ پوچھو
جہان تھک کر گری منزل وہین ہے

تجسس ہے عبث گشتیکا قاتل
پڑا ہے خون جہان بسمل وہین ہے

نہ پوچھو حال ہم عاشق تنونکا
جہان دلبر ہے اپنا دل وہین ہے

جو تنہا

جو تنہا بھی کہین بیٹھا وہ اگر — وہین ہی جمگھٹ محفل وہین ہے
پڑے رہتے ہین ڈوبی بحر غم مین — جہان اوبھری ہمین ساحل وہین ہے

ہی جس دفتر مین نام قیس ای دوست
ہمارا نام بھی شامل وہین ہے

۱۲۵ غزل ۷

ہمنے جب بوسی لئی اوس ماہرو کے گال سے — بوی مشک آتی ہی پیہم زلف کے ہر بال سے
گوری گوری گال پر چھوڑی ہین یون زلف سیہ — مار بیٹھا ہو لپیٹ گویا کہ گنجِ مال سے
مار کر ٹھوکر وہ کشتونکو ادا سی کہتی ہین — یون ہی زندہ کرتی تھی مردی مسیحا کس چال سے
زلفین دکھلا کر وہ کہتی ہین کہ یہ ہی دامِ عشق — جو پھنسا اسمین وہ پھر چھٹتا نہین جنجال سے
نوکِ ابروی ہی دمِ شمشیر سی بھی تیز تر — اور کمر اوس یار کی باریک تر ہی بال سے
ہی سپاسِ رب فقیر اپنی ہی کمل مین ہین مست — منعمو ہمتو ہین مستغنی تمھاری شال سے

تو تو ہی ای دوست اوسکی ہجر مین ہان جان بلب
وہان خبر اوسکو نہین افسوس تیری حال سے

غزل

۱۲۶ ے

کیون دلا وصل کی تو کسلئے تدبیر مین ہے
ہوگا حاصل تجھی گر تیری بھی تقدیر مین ہے

خاکپا کی تیری ہون کیون نہ ہوس خواہان
مس کو زر کرتی ہے اکسیر بھی تاثیر مین ہے

مبتلا عشقمین اوس یار کی کیون ہین اغیار
وصل گل کا بھی کہین زاغ کی تقدیر مین ہے

سایۂ ابروے دلدار سی سر کٹتے ہین
ایسی تاثیر بھی دیکھا کسی شمشیر مین ہے

ناصحا ترک تعشق کی نصیحت ہے عبث
دل تو جکڑا ہوا اوس زلف گرہ گیر مین ہے

لطف جو اوس لب شیرین سے ملا بوسونکا
ذائقہ قند مین آیا نہ مزا شیر مین ہے

تا دم مرگ بھی ہر دو نہ رقیبون کو ملین
وصل اور بوسۂ لب دوست کی جاگیر مین ہے

غزل ۱۲۶

۱۲۷ غزل ۷

اللہ ملائی کاش مجھے میری یار سے
دل مانتا نہین میرا صبر و قرار سے

پستان ہین ابھری اتنو گلی سی میری لگو
پھل پاتی ہین سبھی شجرِ میوہ دار سے

دیکھہ ای مسیح حال تو بیمارِ عشق کا
دم آرہا ہی لب پہ تیری انتظار سے

فرقت سے خار آنکھون مین ہی گلشنِ جہان
یارب شتاب وصل ہو اوس گلعذار سے

کس ناز سے وہ کہتی ہین مجھکو شبِ وصال
کس دونگا مشکین تیری مین گیسو کی تار سے

دشمن ہی جسطریق مدارا سے شادمان
کیجے سلوک ایسا نہ اس دوستدار سے

وہ بادہ نوش سے آئے جو ای دوست تیری گھر
پھر ہو مزا جو مست ملے ہوشیار سے

۱۲۸ غزل ۱۱

تیرے آنے کی جانا کیا کہون جو انتظاری ہی

تڑپ ہی سوز ہی آہ و فغان ہے بیقراری ہی
گئے ہو جبسے تم پہلو سے دل بیچین رہتا ہے
ہر اک دن گریہ و نالہ ہر اک شب آہ و زاری ہی
لپٹ کر تیرے سونیکا تصوّر سیمتن مجھکو
کلیجہ ٹکڑے کرتا ہے لہو آنکھون سے جاری ہے
تیرے بیمارِ الفت کا یہہ کھنچا حال اِن روزون
ہر اک منہہ دیکھکر کہتا ہی یہہ شب اسپہ بھاری ہے
مریضِ ہجر کا بچنا بجز وصلت نہین ممکن
کرو مُردے کو زندہ اب مسیحائی تمھاری ہی
اسے کیونکر مٹاوگے کہ خلقت کی زبانون پر
تمھاری بیوفائی اور وفاداری ہماری ہے

[illegible]

پھنسے کیونکر نہ دل اس پیچ مین کیونکر نہ سودا ہو
عجب کافر نے زلفِ عنبرین اپنی سنواری ہی
یہان تو جتنا جی چاہی ستالے ای بتِ کافر
خدا کے آگے وہان تیری ہماری روبکاری ہی
لگا کر تیر مژگان یک نگہہ مین صید کرتے ہو
شکار اس طور سے بھی کھیلتا کوئی شکاری ہی
نکیون مجروح تیرا دل پکڑ کر اٹھّے ای ظالم
تمھاری تیغِ ابرو کا جگر پر زخم کاری ہی
تیری دیدار پر موقوف ہی یہان دوست کا رہنا
وگرنہ جان لو ای جان کہ اب رخصت ہماری ہی

۱۲۹ غزل ۱۴

رکی خنجر گلی پر دستِ نازک سی تو کیا کیجی
بس اپنی ہاتھ ہی سی اپنی گردنکو جدا کیجی
کرم کیجی ستم کیجی وفا کیجی جفا کیجی
تمہاری بسمین ہی جو چاہی ای دلربا کیجی
بڑی ہی بیحجابی کچھہ تو غیرت و حیا کیجی
گلی کوچیمین یون دن بھر نہ آوارہ پھرا کیجی
بتون کی اشتیاقِ وصل مین گہٹ گہٹ کی مرتی ہین
کوئی تدبیر بن پڑتی نہین اللہ کیا کیجی
نہ کہنی سی طبیعت مطمئن کہنی سی ہی رسوائی
عجب مشکل پڑی ہی حالِ دل اظہار کیا کیجی
شکایت غیر کی فرقت کی کاہش وصل کی خواہش
وہ سنتا ہی نہین پھر کسسی عرضِ مدعا کیجی
مجھی جب دیکھتی ہین سب طبیب آپسمین کہتی ہین
غرض ہوتا نہین تشخیص پھر کیونکر دوا کیجی
رقیبونکی جفاکاری کہ دلبر کی دل آزاری
مقدر ہی مقصر ہی کسیکا کیا گلا کیجی
ہماری منتونکو سنکی وہ بت ہنسکی کہتا ہی
تمہاری ہم نہین سنتی خدا سی التجا کیجی
نصیحت کارگر ہوتی نہین بیمار الفت کو
نکلجائی میرا دم حضرتِ ناصح دعا کیجی
کہا کرتی ہو آئینگی کبھی تو اسطرف آو
ہزارون مین بھلا دو چار ہی وعدی وفا کیجی

ٹھیں لیا

تمھیں کیا سوچ ہے اسکا ہماری جان جائیگی
نہ رہجائے کوئی حسرت ستم کیجے جفا کیجے

سنا ہے جان دی اوسنے جو تمپر جان دیتا تھا
اجی خوش ہو جئے مسجد مین شکرانہ ادا کیجے

نہ دینا بدزبان کا جواب اوس دشمنِ جان کو
مناسب ہے یہی دوست بس چپکی بنا کیجے

۱۳۰ غزل ۱۵

شبِ وصلت اگر معشوق سوجائے تو کیا کیجے
کفِ پا ملیے انکھونسے کبھی بوسے لب کیجے

بہار آئی ہے پاسِ صوم اب تا کجا کیجے
لحاظِ محتسب ہے طاق پر رندو رقص مستانہ کیجے

گدائی اوس الف قامت کے درکی اب کیا کیجے
غرض شکلِ قلندر چار ابرو کو صفا کیجے

ہدایت مجھکو فرمائی بتونکی کج ادائی نے
رہ و رسمِ محبت چھوڑئے یادِ خدا کیجے

شبِ وصل اسکے وہ چلا ایسی ہے خاطر پریشانی
گلا مرغِ سحر کا گھونٹئے اور دفن کیجے

کھلے کبتک بلینگی وصل مین دفتر شکایت کے
بہت تھوڑی رہی ہے رات وا بندِ قبا کیجے

جو پہلو سے چلے ہو اوٹھ کے تھوڑا زہر منگواؤ
ہمارے واسطے کچھہ پہلے سامانِ قضا کیجے

تمہارے ظلم کی صدمے دلِ عاشق پہ ہین نازل
بتو پھر خدا غارت نہ گھر اللہ کا کیجے

ہمارا انسے یہان جھگڑے کا دفتر طے نہین ہوتا
مگر تفویض دستِ عادلِ یوم الجزا کیجے

الٰہی گور سے بھی تنگتر ہی منزلِ ہستی
یہی جی چاہتا ہی اب کسیکی دل مین جا کیجے

قفس مین بلبلِ شیدا نے تیری جان دیدی آخر
خبر آہستہ گوشِ گل مین او بادِ صبا کیجے

لڑاتے انکھہ ہو اغیار سے تم عینِ محفل مین
نہین گر شرم مردم سے تو کچھہ خوفِ خدا کیجے

ہین دستاویزِ خونِ دل امیری تیری کفِ رنگین
لہو دام اب نقدِ وصلت سے تم انکا یا بجا کیجے

خرامِ یار کا روزِ قیامت گر تصوّر ہو
تو آگے رب کے عینِ حشر مین محشر بپا کیجے

محبان تو محبانِ دوست کے اشعار کو سُنکر
دلِ دشمن بھی بول اوٹھے کہ بیشک مرحبا کیجے

١٣١ غزل ١١

عرض ہی یہہ جناب باری سے
پھیر دل کو بتون کی یاری سے
زندگی تلخ ہو گئی بخدا
موت بہتر ہی انتظاری سے
اسقدر روئے ہجر جانان مین
بحر جاری ہی اشکباری سے
دل تڑپتا ہی اوسکی فرقت مین
مثلِ سیماب بیقراری سے
چشمۂ چشم طرحِ باران ہی
آنکھہ ہمسر ہی سیلِ جاری سے
ہووے خورشید گر مقابلِ یار
منھہ نہ دکھلائی شرمساری سے
کیون ستاتے ہو قتل کر ڈالو
چھوٹ جاؤن اس آہ وزاری سے
مجھکو کافی ہی ایک تیرِ نگاہ
مارتے ہو عبث کٹاری سے
اوسکی فرقت مین چھٹ گئے سب شغل
ہی فقط کام آہ وزاری سے
جالس مسندِ قناعت کو
کیا غرض ہودج وعماری سے
دوست مشتاق ہی چلو گھر مین
کیون اوترتے نہین سواری سے

١٣٢ غزل ٧

پھر بہار آئی گلونکی تازہ رنگت ہوگئی
پھر ہوا جوشِ جنون زورون پہ وحشت ہوگئی

کل نہین دلکو الٰہی کیسی آفت ہوگئی
آج کسکی چال سی برپا قیامت ہوگئی

ہم یہہ سمجھی تھی کہ ہوگا وصل سی دلکو قرار
بڑہ گیا دیوانہ پن زورون پہ وحشت ہوگئی

عاشقی کا اپنی چرچا جابجا ایسا ہوا
دیکھئے جس جا یہی نقل و حکایت ہوگئی

پوچھتے ہو ہمدمو کیا ہمسے اک مدت کے بعد
چلتے چلتے راہ مین صاحب سلامت ہوگئی

پاس یار رونگا نہین غیرونسی ہی پر اختلاط
مختلف کیا اندنون ہمسی طبیعت ہوگئی

دیکھین اس آغاز کا انجام کیا ہوتا ہی دوست
بیطرح اوس آفتِ جان سی محبت ہوگئی

١٣٣ غزل ١٤

خوشبو جو تیری ای گلِ رعنا دہن مین ہی
نسرین مین گلاب مین نی یاسمن مین ہی

اس بات

اسباب سے زبان بھی عاجز سخن مین ہے
ابتک ہاں ہین کلام تمہارے دہن مین ہے
اوس گل کی بات کرتے مین جھڑتی ہین منہ سے پھول
یہہ بات اور کب کسی غنچہ دہن مین ہے
کہتے ہین نکتہ بین خطِ عارض کو دیکھہ کر
کب شرح ہو سکی جو لکھا اِس متن مین ہے
چکّر مین اہلِ رزق رہین کیون نہ دہر مین
گردش مثالِ آسیا چرخِ کہن مین ہے
گردش بغیر رزق ہوا کسکو یہان نصیب
چکّر مین آسیائی روزی دہن مین ہے
جو آب و تاب ہے دُرِ دندانِ یار مین
الماس مین یہہ آب نہ دُرِّ عدن مین ہے
پہنے ہین گلعذار جو پھولونکی بدّھیان
سب کہتے ہین کہ سرو نمایان چمن مین ہے
شبکو کہان سے تھی بسے ہو جو عطر مین
خوشبو غضب کی آج تمہارے بدن مین ہے
ہر گام پر نہ حشر ہو کس راہ سے بپا
آفت ہے چال مین تو قیامت چلن مین ہے
ایسا جلا کی زار کیا رنجِ یار نے
فانوس مین ہے شمع کہ تن پیرہن مین ہے
ایسا نحیف و زار کیا ہجرِ یار نے
جان اُکطرف کہ تن بھی نہین پیرہن مین ہے

وہ یار جب سے چھٹ گیا دلکو نہین قرار
غربت مین چین ہی نہ مسرت وطن مین ہے

معشوق بھی وہ ڈھونڈ کے پیدا کیا ہی دوست
خوبان دہر سے جو سوا بانکپن مین ہے

١٣٤ غزل ٢٤

پوری ارمان کبھی تو ہون دل کے
سیر کو نکلین آپ ہم مل کے

لگ گیا ہاتھہ دستِ قاتل کے
نکلے ارمان آج بسمل کے

چین آتا نہین کسی پہلو
سخت نالا ہون ہاتھہ سے دل کے

بزم مین وہ جو بے نقاب آیا
اوڑ گئے ہوش ساری محفل کے

ہوا روشن قمر مین ہی اختر
جلوے دیکھے جو عارض اور تل کے

داغ کھاتا ہی دیکھکر لالہ
زخم ایسے ہوئی ہین کھل کھل کے

کوئی زخمی ہی لوٹتا ہی کوئی
رنگ اب ہین یہہ کوی قاتل کے

دور

دور رہتے ہین عاشقِ صادق
قیس آیا نہ پاس محمل کے

رخ تلک پہنچی لبِ بلب نہوے
رہ گئے تشنہ پاس ساحل کے

نہین گردِ ذقن سیاہیِ خط
ہی دہوان گردِ چاہِ بابل کے

روح کو جان سے جدا نسمجہ
ہین یہہ دو ٹکڑے ایک ہی دل کے

ای ستمگر نہ ظلم کر اتنا
جانا اکدن ہی پاس عادل کے

کسکی آمد ہی ساقیا بتلا
رنگ ہین اور آج محفل کے

بوسہ مانگا تو کہتے ہین کہ خدا
کبہی پالے نڈالے جاہل کے

رہروِ راستی ہین ہم لیکن
ہین روادار کون باطل کے

ق

اجتماعِ مخالفین ای دل
عقدے کھولی ہین کیا فضائل کے

دیکہنا اختلاطِ باہم سے
آتش و باد و آب اور گِل کے

اِس جہان مین کہلے ہین کیا گُل
جس سے اوڑتے ہین ہوش عاقل کے

نامرادی اگر نہین منظور
ہو مریدون مین پیرِ کامل کے

ترکِ قربِ رقیب کر ای جان
پھر نجانا قریب اراذل کے

ایصنم بخلِ بوسۂ لب سے
توڑ ہرگز نہ دل کو سائل کے

قاتلا ہون تیرا گریبان گیر
ٹیک دو ہاتھ اور ہون حمایل کے

خندہ وسرخروئی ہی پیدا
صاف زخمونسی تیری گھایل کے

نغمہ سنجی جو دوست کی سن لین
بند ہون چہچہے عنادل کے

۱۳۵

غزل

۱۵

کل تخلیہ مین خوب ہی وہ سیمبر کہلے
دفتر شکایتون کے ادہر اور اودہر کہلے

ہین گوشہ گیر کسیہ ہماری خبر کہلے
گھر ہی حباب وار ہی کیا اوسکا در کہلے

مضمون اوسکا دیکہنہ اغیار پر کہلے
مکتوب اونہین کے ہاتہہ مین ای نامہ بر کہلے

رہنے دی اپنی حال پہ ای بخیہ گر کہلے
مشکل سے بند ہونگے یہ زخم جگر کہلے

تیر نگہ کا کیجئے بخیہ کہان کہان
ٹانکے لگائے دل مین تو زخم جگر کہلے

جو مرگئی ہین حسرت دیدار یار مین
وہ بعد مرگ کیون نہ ہین چشم تر کہلے

ای باغبان سنائو ہمین کیا اپنی داستان
صیاد نے قفس مین بھی رکھا نہ پر کہلے

آئینگے اسکے آگے ہماری فغانین یاد
کمسن ہین کیا ابھی وہ نہین نفع و ضرر کہلے

کچھہ سرگزشت کہیو زبانی بھی یار سے
راز اپنا ای سفیر نہ اغیار پر کہلے

پریونکا سایہ ہو نہین مجھکو خوف ہے
کوٹھے پہ آپ شام کو جائین نہ سر کہلے

دینے کو جان آئے ہین روز ازل سے ہم
سر ہو مہم عشق تو اپنی کمر کہلے

صدہا گمان ہوتے ہین دیہو کی بات ہے
کس سلسلے سے عقدۂ موی کمر کہلے

بلبل نے شاخ گل پہ بنایا ہے آشیان
یارب نہ یہ خبر کہین صیاد پر کہلے

معنی نہون تو شعر وہ ایسا ہے فی المثل
گویا کہ عقدۂ صدف کی گہر کہلے

ای مہربان ہماری بھی کوئی غزل سنو
کچھہ دوست کا بھی تمیہ کمال و ہنر کہدے

۱۳۶ غزل ۱۰۱

دلکو راحت ہو کلیجی سی لگا رہنے دے
سر نہ زانو سی اوٹھا میرے ذرا رہنے دے

وصل کی رات ہی اب شرم و حیا رہنے دے
لب سی لب سینی سی سینی کو ملا رہنے دے

پچھلے باتونکی نکر یاد کہان کی شکوی
وصل کی رات ہی ایجان گلا رہنے دے

طالب دید ہین ارمان ہین ای پردہ نشین
اک ذرا پردہ جھروکی سی اوٹھا رہنے دے

آمد اوس گل کی ہی گلزار کی اوڑ جائینگی ہوش
چو چلی اپنی بس ای باد صبا رہنے دے

یار آیا ہی گھٹا چھائی ہی خالی نرہے
ساقی اسوقت تو ساغر کو بھرا رہنے دے

ہاتھہ کھینچا ہی تیری سینے پہ اک مدّت مین
ای بت انکار نکر بہر خدا رہنے دے

یون تو سب جسم بہایا مگر ای دیدۂ تر
نام الفت نہ میری دلسی مٹا رہنے دے

دیکھہ

دیکھہ پچتائیگا تو چھوڑکی مجھکو نادان
کچھ تو حصّہ سگ جاناں کا بھی اسمین ہوجائے

ہاین تو لاکھون ہی بھلی ایک بُرا رہنی دی
استخوان کوئی بھی ثابت تو ہمارا رہنی دی

دوست سا تجکو نہ ہاتھہ آئیگا دربان کوئی
اپنی در سی نہ ہٹا اوسکو پڑا رہنی دی

غزلیات تمام شد

قطعہ

در مدحِ حضرت بندگانِ عالی متعالی حضور فیضگنجور سلطانِ زمین حکمرانِ دکن میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ و سلطنتہ

از نتیجۂ فکرِ مصنّف

حبذا جاہ و جلال و حشم و فرّ و خدم
شش جہت مین ہی محبوب علیخان مشہور

ہر بشر تابعِ فرمان ہی میانِ عالم
چرخِ چارم پہ عیان جیسی ہی مہرِ اعظم

ذات عالی شہنشہ سے ہے سرسبزی ملک
ہے اسی گل سے گلستانِ دکن رشکِ ارم
ذکر فیض و کرم و جود و سخاوت سُنکر
ہو گیا شرمندہ چھپا قعرِ زمین مین حاتم
نگہہِ مہر سے ہر ذرہ ہے رشکِ خورشید
نظرِ قہر سے مریخ ہے لرزان ہر دم
علم و فضل و ہنر و عقل مین یکتای زمان
نسق و نظم ریاست مین وحیدِ عالم
صولت و معدلت سطوتِ سلطانی مین
خُلق مین حسن مین شوکت مین فرید و افخم
واہ کیا دبدبۂ شاہ ہے ماشاء اللہ
نام سے کانپتے ہین دشت مین سارے ضیغم
جرأت و صولتِ شاہی کا جو مذکور سُنے
لرزہ ہو روح کو ملجای مزارِ رستم
خَلق مین آج یہہ سلطان ہے ایسا فیاض
شغل رہتا ہے سدا بخششِ دینار و درم
حامیِ ملتِ اسلام ہے یہہ ظلِّ اللہ
کفر و بدعت کا ہے دافع یہہ خدیوِ عالم
ہر طرف ملک مین یہہ عدل نے پایا ہے رواج
کہ زمانے سے گیا جور سوی ملکِ عدم
رعب سے نام مبارک کے نہین سر اوٹھتا
سرنگون صفحۂ قرطاس پہ چلتا ہے قلم

ہی یہی دوست کی درگاہ الٰہی مین دعا
دمبدم بڑہتی رہی شوکت و اقبال وحشم

واسطے شہ کی خدایا ہو سدا عیش و سرور
واسطے حاسد بد بین کے رہی رنج و الم

رباعی

دربار شہ دکن کا دربار رہے
سرکار کو عدل سے سروکار رہے
گلزار دکن رہی ہمیشہ سرسبز
جو نخل ہو اس باغ کا بربار رہے

رباعی

در مدح جناب نواب میر لائق علیخان بہادر سالار جنگ
مختار الملک مدار المہام سرکار نظام حیدر اباد فرخندہ بنیاد

از نتیجۂ فکر مصنّف

دیوان کا اقبال فراوان ہووے
ہر وقت زیادہ لطفِ سلطان ہووے

یارب یہہ رہین صدر وزارت پہ جلیس
حکم و حشم و خدم دو چندان ہووے

قطعہ

در مدح عالیجناب نواب میر سعادت علیخان بہادر منیر الملک معین المہام مالگزاری ممالک محروسہ سرکار عالی دام اقبالہ

از نتیجۂ فکر مصنف

روشن رہی جہان مین نامِ منیر ملک
شہرہ ہو جاہ و دبدبہ و احتشام کا

خامہ بھی سرنگون ہی زبان بھی صفت مین لال
المختصر وسیلہ ہی یہہ خاص و عام کا

کھوٹی کھری جدا ہوئی سب انکے ضرب سے
ہر قلب پہ نہ سکہ ہو کیون انتظام کا

ہیبت سے زہرہ آب ہی گردان دہر کا
تھراتا ہی جگر پشن و زال و سام کا

ہین اہلملک انکی عنایت سے بہرہ مند
خالق رہی معین معین المہام کا

پر بخت نارسا کا مین شاکی ہی ہوگیا
ابتک نہ انصرام ہوا میرے کام کا

پردیسی خدمتوں پہ ہوئی ساری سرفراز
نکلا مگر نہ کام ابھی تک غلام کا

اوقات ایسی تنگ ہی قسمت کے ہاتھہ سے
گر صبح کو ملا بھی تو کھٹکا ہی شام کا

ہی شوق عتبہ بوسی کا مدت سے دوست کو
امید ہی کہ حکم یہہ پاوے سلام کا

رباعیات

نامی جو خدای ذوالکرام اپنا ہو
خوش فکری سی دیوان تمام اپنا ہو

اشعار پسند ہون سخن فہمون کے
مقبولِ طبایع یہہ کلام اپنا ہو

رباعی

آکر دنیا مین ہمنے کیا کیا دیکھا
ہر روز نیا ایک تماشا دیکھا

دیکھے چمنِ دہر مین اقسام کی گل
ہر گل مین نئے رنگ کا نقشا دیکھا

رباعی

خار و گل و صحرا نہ گلستان دیکھا
نی کوہ نہ دریا نہ بیابان دیکھا
دیکھا جو بغور دیدۂ دل سے دوست
نور اوسکا دو عالم مین فروزان دیکھا

رباعی

ہر ایک سے کب دادِ سخن لیتا ہون
جو کوئی کہے مین اوسکی سن لیتا ہون
کانٹون کیطرح کھٹکتے ہین لفظ کیک
گلزارِ سخن سے پھول چن لیتا ہون

رباعی

نیرنگ سدا گردشِ افلاک مین ہے
مسند پہ نہ آرام ہے نی خاک مین ہے
اکدن یونہی زندگی تلف ہووےگی
غافل ہشیار ہو اجل تاک مین ہے

رباعی

داغون سے بنا ہے جسم گلشن اپنا
تختہ لالہ کا صاف ہے تن اپنا
ن شعلہ رخون نے وہ جلایا مجھکو
ہے سوزِ جگر سے سینہ گلخن اپنا

رباعی

فرقت مین سدا جان مٹائی ہمنے
اور عشق مین یک عمر گنوائی ہمنے
ای دوست محبت مین بتون کی آخر
پھر تو ہوتی دیکھی اک خدائی ہمنے

رباعی

گل کون ہنسا کہ جو پریشان نہوا
آباد مکان کونسا ویران نہوا
نام اسکا سجاد محسن ہی ای دوست
اک دم بھی یہان عیش کا سامان نہوا

رباعی

عشق خوبان کو ہمنے کر دیکھا
خوبرویون کو عمر بھر دیکھا
چمن حسن مین مگر ای دوست
گل نیا اور نیا ثمر دیکھا

رباعی

داڑھی مین سیاہی سی سفیدی آئی
منہ کالا نہ وسمہ سے کیا کر بھائی

ای دوست شبِ شباب تو سوئی گذری
اوٹھہ صبح نئی ہی سر پہ قیامت ڈہائی

تضمین مصنّف بر غزل داغ

مخمّس

التفات اونکا اندنوں کم ہی
کچھہ مزاج آپھی آپ برہم ہی
خیر اونکی خوشی مقدّم ہی
غم اوٹھائی کیواسطے دم ہی
زندگی ہی اگر تو کیا غم ہی

نکلے اللہ تم بڑے سفّاک
سینہ کیسا کہ دل کیا صد چاک
مجھکو ناحق کیا ہی تمنے ہلاک
کہتے ہو کچھہ کہو کہوں کیا خاک
جانتا ہوں مزاج برہم ہی

خیر مطلب نہیں ہمیں شر سے
کام سب بن گئے مقدّر سے
اپنی قسمت سے آج ہیں بر سے
آئے ہیں وہ رقیب کے گھر سے

اک خوشی ہی تو ایک ماتم ہے

کچھ پریشان ہین کاکلین بھی آج
بن گئی دم پہ کیسا ہی آج
شاید اوجھن کسی سی ہی کی آج
گیا نہ دوستون سی بگڑی آج

دشمنون کا کچھ اور عالم ہے

ہی شگوفہ نیا سنو تو ذرا
وہ جو آئے ادہر سے مین بھی گیا
باغمین صبحدم مثالِ صبا
مجکو دیکھا تو غیر سے یہ کہا

عمر اس نوجوان کی کم ہے

دل لگی غیر سے ہوئی نہ کبھی
حالتِ دل یہ اپنی ہی اب بھی
بسر اک عمر اونکے عشق مین کی
گر خوشی ہی تو وصل کی ہی خوشی

غم اگر ہے تو ہجر کا غم ہی

قول کی میری کرتی ہین رد بھی
بات کی پچ ہی اور ذرا کد بھی

ہوگی آخر کبھی تو آمد بھی
گریۂ بے اثر کی کچھہ حد بھی
ہم ہین اور آج چشم پرنم ہی

پوچھتے کیا ہو مدعا دل کا
کوئی بھاتا نہین تمھاری سوا
نہ کسی سے غرض نہ کچھہ پروا
اک جہان مہربان ہوا تو کیا
مہربانی تیری مقدم ہے

وہ تو صورت سے خار کھائی تھی
رنگ غیرون نی پھر جمائی تھی
دوست نی کچھہ جو گل کھلائی تھی
سنتے ہین داغ کل وہ آئی تھی
بارے ابتو سلوک باہم ہی

ایضاً خمسۂ غزل داغ

جو عشق پختہ ہو تو راز دل اوسکا عیان کیون ہو
مثال ماہی آب ہر لحظہ تپان کیون ہو
ذلیل و خوار کیون ہو تذکرہ ہر جا بیان کیون ہو
جو دل قابو مین ہو تو کوئی رسوائی جہان کیون ہو

خلش

خلش کیون ہو طپش کیون ہو قلق کیون ہو فغان کیون ہو

جو دیکھا غور سے دنیا کو معمورہ ہی عبرت کا
طلسم افسوس کے ہین اور عجایب گھر ہی حیرت کا
کبھی غم کی خوشی ہی اور کبھی ماتم مسرت کا
مزا آتا نہین تھم تھم کی ہمکو رنج و راحت کا
خوشی ہو غم ہو جو کچھہ ہو آکھی ناگہان کیون ہو

ابھی بیٹھی تھی خوش بشاش کچھہ غصہ نتھا اصلا
کسی سے تھی شکایت اور کسی پر لطف کا ایما
جو بیٹھا مین بھی جا کر منہ سے نکلا تھا فقط اتنا
غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہو گئی برپا
یہ پوچھا تھا کہ تم آزردہ مجھسے میری جان کیون ہو

جو کچھہ دہیان آگیا سفاک کو میری محبت پر
تو آنکلا مزار کشتۂ جور و ملامت پر
پڑہا تو فاتحہ پر آگیا اپنی شرارت پر
یہ مصرع لکھہ دیا ظالم نے میری لوح تربت پر
جو ہو فرقت کی بیتابی تو یون خواب گران کیون ہو

یہان تو رنج فرقت کے سدا دن رات سہتے ہین
شناور بحر غم کی لجہ آفت مین بہتے ہین

فغان و آہ لب گریہ و زاری مین ہنسی ہین
نئی تاکید ہی ضبط محبت کی وہ کہتے ہین
جگر ہو تو فغان کیون ہی دہن ہی تو زبان کیون ہو

غلط ہین آپکے قول و قرار اور جھوٹ سر تا پا
کیا وعدہ نہ پورا ایک بھی تمنی قسم کہا کر
زبان پہ ہر گھڑی ایجان ہی لفظ انا نہین بہت
خدا شاہد خدا شاہد ہی کیون کہتے ہو وعدون پر
خدا کو کیا غرض میری تمہاری درمیان کیون ہو

کوئی احباب مین ہمدم کوئی عیّار ہوتا ہی
کوئی دلکو دکھاتا ہی کوئی دلدار ہوتا ہی
انیس انسان کا وحشی نہین ہی یار ہوتا ہی
ہمیشہ آدمی کا آدمی غمخوار ہوتا ہی
یہی بے اعتباری ہو تو کوئی رازدان کیون ہو

ستانا دل دکھانا کونسی مذہب مین ہی شایان
رلا کر کسلئی ہر ایک کو ہوتا ہی یون خندان
یہان ظلم و ستم کسواسطی بنتا ہی کیون نادان
بہت نکلینگی روز حشر تیری جور کی خواہان
ستم کا حوصلہ دنیا مین صرف امتحان کیون ہو

ہمیشہ [illegible]

یہ بشاشی ہے غمسے چھوٹنے اور جان جانیکی
خوشی اسکی کشاکش سے چھٹے سارے زمانیکی
سُنے تو دوست بھی عشرت ہے ایسی کس فسانیکی
نوید جان فزا ہے کیا خبر قاتل کے آنیکی
بتاؤ تو سہی اے داغ ایسے شادمان کیون ہو

ایضاً خمسہ بر غزل داغ

وہ جو آئے جان و ایمان ہمنے یکسہ رکھدیا
سب الگ سامان دعوت ایکجا پر رکھدیا
پاندان بھی ایک گوشہ مین اوٹھا کر رکھدیا
ہمنے اونکے سامنے اوّل تو خنجر رکھدیا
پھر کلیجا رکھدیا دل رکھدیا سر رکھدیا

زاہدا اخلاق پر اپنے نکر غرّہ فری
نام اسکا ہے مروت اسکو کہتے ہین سخی
ایک مدت سے جگھہ اوسکی جو میرے دلمین تھی
قطرۂ خون جگر سے کی تواضع عشق کی
سامنے مہمان کے جو تھا میسّر رکھدیا

کہئے کیا اسکو عجب اوسکی شرارت ہے شدید
وہ بپا کرتا ہے ظالم روز یک ظلم جدید

سوچتا ہی دور کی گو بات ہی وہ ناپدید
سُن لیا ہی پاس جو رونکی پہنچتے ہین شہید

اسلئے لاشے پہ میری اوسنے پتھر رکھہ دیا

ہو سکا مضمونِ طولانی نہ آخر مختصر
دلمین سوچا ہو نہ وہ خاطر پریشان دیکھکر

گذری ساری رات ایسی الجھن مین اور آئی سحر
شوق بھی ہی وہم بھی ہی کیا کرون اے نامہ بر

کل جو لکھا کاٹ کر وہ آج دفتر رکھہ دیا

کیسے کیسے دوست کیجا رہتے تھے صبح و مسا
دوستی و مخلصی کا جنکو دعویٰ تھا سدا

ہی عجب اسکا ہوا یارب یہ کیسا سانحا
زندگیمین پاس سے دم بھر نہوتی تھی جدا

قبر مین تنہا مجھے یارون نے کیونکر رکھدیا

پینا کھانا چاہئے دنیا ہی جائے بے ثبات
پھر کہان ساقی کدہر بزم اور کیجا یار و دوسات

ہوگا جو کچھ دیکھہ لینگے گر گئی ہین اب تو گھات
کل جھگڑا لینگے یہ زاہد آج تو ساقی کی بات

زمین اک چُلو پہ ہمنے حوضِ کوثر رکھدیا

[illegible]

رہتا تھا مجمع پسِ دیوار تھی مسدود راہ
طالب دیدار محو دید تھی شام و پگاہ
مردم آزاری کی چال ایسی چلا ہی کینہ خواہ
دیکھے اٹھو کرین کھاتی ہی کس کسکی نگاہ
روزنِ دیوار مین ظالم نے پتھر رکھدیا

طبعِ رنگین مین جو رشکِ گل کے پایا تھا آج
لا کے گلدستے برابر چن دئے حسبِ رواج
دیکھکر مجکو زراہ مہر ہو کر خوش مزاج
کہتے ہین یہ بو وفا آتی ہی ان سبھون مین آج
دل جو ہمنے لالہ و گل مین ملا کر رکھدیا

کون ہی ہمسا سخت دل ہوگا زمانیمین بشر
سیکڑون کڑیان اوٹھاتی ہین نہین شکوہ مگر
ایک ذرہ جانفشانیکا جو دکھلائین اثر
کعبہ کیسا خلد مین لیجائین تیرا سنگِ در
اتنی محنت ہی کہ یہانسے وہان اوٹھا کر رکھدیا

قلب پر رکھین سدا تعویذ اسکو جان کر
یا تکیہ کرکے اسپر عمر کر دیجے بسر
اور حرم مین لیگئے اسکو تو کیا حاصل مگر
کعبہ کیسا خلد مین لیجائین تیرا سنگِ در

اتنی محنت ہی کہ پہانسے وہان اُٹھاکر رکھدیا

اک نئی افتاد ہی الفت کے بیمارونپہ آج
دل جلونکا حال سب کھُل جائیگا یارونپہ آج
اگ برسگئی فلک سے عشق کی مارونپہ آج
شام ہی سے ہی لوٹتا ہی مجھکو انگارونپہ آج

اسلیے مینے الگ تہ کرکے بستر رکھدیا

چین اک کروٹ نپایا عالم اسباب مین
وصل کیا پہلو مین بھی اسکو نہ دیکھا خواب مین
کی رجوع قلب آخر خودکشی کی باب مین
تیر مژگان کے تصور نے دل بیتاب مین

ایک ترکش رکھدیا اک گنج نشتر رکھدیا

دوستنے مضمون کیا لکھا تہا باشوقمین
فقرہ فقرہ ایک نشتر تھا کتاب شوق مین
بد وخط کو وہ چلا آئی جواب شوق مین
داغ کی شامت جو آئی اضطراب شوقمین

حال دل کمبخت نے سب اونکی منہہ پر رکھدیا

ایضاً

کہین کس سے بنی ہی دم پہ کیونکر ذرا ٹھہرے
کبھی جھجکی کبھی چمکی کبھی مثلِ ہوا ٹھہرے
جو بھولی سی ادھر کل آ بھی نکلی وہ تو کیا ٹھہرے
میرے کوچے مین وہ کر شوخیون سے جا بجا ٹھہرے
بڑھے بڑھکر تھمے تھم کر چلے چلکر ذرا ٹھہرے

ہی علم اتنا کہان مجھ عالمونکی بات پہچانین
کرین رد قول کسکا اور اگر مانین تو کیا مانین
عوام الناس کا کیا ذکر جو دلپر سے اوٹھانین
مسیح و خضر کو یکتا ہین دونون ہمتو جب جانین
جو دل گرتا ہوا سنبھلے جو دم جاتا ہوا ٹھہرے

ہزارون عشق دیکھی اور سنا افسانہ بھی کیا کیا
طریقہ عاشقی کا یہہ نہین دیکھا سنا حاشا
مگر یہہ بات تو کچھہ ذہن مین آتی نہین اصلا
گلہ جور و ستم کا حشر مین پھر عشق کا دعوی
میرا ذمہ تیرے آگے جو کوئی بیخطا ٹھہرے

یہہ لکھنا پڑھنا اور رسل و رسایل تک ہی قاصد
یہی صاف کہہ سنا جو کچھہ احوال ہی قاصد
ہین خوب آگاہ اونسے کب چھپی ہی کوئی شی قاصد
اوڑا جاتا ہی مطلب کیا لکھون خط مین ادا قاصد

پریشانی ٹھہرنے دی تو دل مین مدعا ٹھہرے

جہان مین یون تو کیسے کیسے ناقص و کامل ہین
مگر عیب و ہنر مین چاہیئے چیدہ وہ مشکل ہین
غرض حسن اتمین ہو فرد ہو سب اوسپہ مائل ہین
وہی انسان پورا ہی اوسیکے ہمتو قائل ہین

بھلونمین جو بھلا ٹھہرے برونمین جو برا ٹھہرے

نہ رحمت کا خیال اکدن بھی آیا تجکو رویا مین
ہوا کچھہ بھی نکھائی عمر کھولی ہفت صحرا مین
طمع جنت کی رکھی اور سقر کی فکر عقبی مین
مزا چکھا نہین دنیا کا زاہد تونی دنیا مین

کبھی تو بادہ نوشی کی بھی ای مردِ خدا ٹھہرے

تمنا دید کی اور وصل کی حسرت بھی رکھتے ہین
دلِ خانہ خراب او صدمۂ فرقت بھی رکھتے ہین
دکانِ عشق مین جنسِ غم و کلفت بھی رکھتے ہین
متاعِ شوق بھی ہی مایۂ الفت بھی رکھتے ہین

اگر لیجی تو کچھہ سودا ہمارا آپ کا ٹھہرے

کہا جو دوستون نے وہ کیا منظور ہمنی سب
نکی تردید اونکے قول کی بلکہ کہا سب

[illegible]

تصور کسطرح جائے بہلا دل مانتا ہی کب
تسلی دلکو جو دیتے ہین کیسے لوگ ہین یا رب

جگر ہی جب نہ ٹھہری تو جگر پر ہاتھہ کیا ٹھہرے

یہان تنہائی کی دُہن مین جان سے اپنی گزرتا ہون
ہی گرما گرمی آنے کی مین ٹھنڈی سانسین بہرتا ہون
کب آتے ہین کب آتی ہین اسی حسرت مین مرتا ہون
شب وعدہ جب اونسے شکوۂ تاخیر کرتا ہون

تو کہتے ہین کہ ہم انسان کیا ٹھہرے ہوا ٹھہرے

نظر روز ازل سے ہی تیری بندہ نوازی پر
جو روز بازپرس آئی کرم تیرا ہی ہے رہبر
یہی بس التجا ہی دوست کی کہتا ہی وہ مضطر
قسم ہی اوسکی یہہ مرضی نہین ای داور محشر

کہ مجرم داغ ٹھہری اور دشمن بیخطا ٹھہرے

خمسہ مصنف بر غزل رند

نہ آہ اپنی کچھہ بے اثر جائیگی
کسی دن یہہ تاثیر کر جائیگی
نہ الفت تیری عمر بھر جائیگی
نہ یاد دہان وکمر جائیگی

یون ہی عمر اکدن گزر جائیگی

سواری گر اوسکی ادہر جائیگی
جو بگڑی ہے قسمت سنور جائیگی
کہان تک نہ اوسکو خبر جائیگی
یہی کب تلک چشم تر جائیگی
چڑہی ہی یہہ ندی اوتر جائیگی

یقین تہا ہو صحبت کا گر اتفاق
جدائی نہ پھر ہوگی اسطرح شاق
مگر تہا وہ ناز و کرشمے مین طاق
زیادہ ہوا وصل سے اشتیاق
طبیعت مین سمجہا تہا بہر جائیگی

جو وہ خواب مین یاد آیا کہین
تو رو دیا کیا صبح تک مین حزین
ہوا اوسکی تعبیر سے یہہ یقین
ہوئی پر بھی آنسو بہینگے یونہین
میرے ساتہہ یہہ چشم تر جائیگی

نہین تیرا ثانی تو ہی بے نظیر
حسین کہتے ہین رشک بدر منیر

ہین دام محبت مین تیرے اسیر
چلی جائینگے دم بخود ناگزیر

لئے وحشتِ دل جدہر جائیگی

نہ کیون دل ہو پامال اغیار کے
کہ عاشق ہین کبک اوسکی رفتار کے
ہین قد سے خجل سرو گلزار کے
سمن او گل بہت منہ نہ چڑہ یار کے

یہہ تھوڑی سی عزت اوتر جائیگی

نہ آئیگا وہ غیرتِ ماہتاب
اوسے میری ملنے سے ہی اک حجاب
فقط دیکھے خط اوسکو پہرنا شتاب
نکرنا تو اوس سے سوال و جواب

تیری بات بہی نامہ بر جائیگی

دیکھانا وہ بن بن کے بانکی ادا
وہ عشاق پر کرنا جور و جفا
وہ صورت دیکھا کر جھجکنا تیرا
چھپانا دوپٹے مین منہ چاند سا

نہ عادت یہہ رشکِ قمر جائیگی

خفا آپ کیون ہین یہہ فرمائے　　خیال اور دل پر نہ کچھہ لائے
کہونگا نہ پھر آپ سے آئے　　بس اب آپ تشریف لیجائے

جو گذریگی ہمپر گزر جائیگی

رہیگا سہی منہ بھی فق چند روز　　مگر خون مثالِ شفق چند روز
رہیگا کلیجا بھی شق چند روز　　طبیعت کو ہوگا قلق چند روز

ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی

غزل کیا یہہ ای دوست تحریر کی　　سخن نے نہ کچھہ دل پہ تاثیر کی
گرہ کے نہ مصرع کی تدبیر کی　　پری رندنے کوئی تسخیر کی

پرستان تک یہہ خبر جائیگی

ہی شہرت بھی ای دوست تحریر کی　　سخن مین بھی ہی بات تاثیر کی
ہوا وسکے نہ اخفا کی تدبیر کی　　پری رندنے کوئی تسخیر کی

پرستان تک یہہ خبر جائیگی

خمسۂ مصنف بر غزلِ میر تقی علیہ الرحمۃ

دہنِ خشک و چشمِ تر دیکھو
حالِ زار اپنا سب یہہ دیکھو
اسطرف بھی تو ٹک نظر دیکھو
گرچہ کب دیکھتے ہو پر دیکھو
آرزو ہی کہ تم ادہر دیکھو

جوشِ وحشت مری دیکھاتا ہی
خونِ دل چشم سی بہہ آتا ہی
نہ تو صحرا نہ گھر خوش آتا ہی
عشق کیا کیا ہمیں دیکھاتا ہی
آہ تم بھی تو یک نظر دیکھو

دیکھو گر دیدۂ بصارت ہی
جسکی تکلیف عینِ راحت ہی
عشق میں بھی عجب کرامت ہی
ہر خراشِ جبیں جراحت ہی
ناخنِ شوق کا ہنر دیکھو

ہاتھ دہو کر خوشی سی عشرت کے
پاؤن پڑ ہاکر ہزار راحت کے
صدمے سہہ کر کروڑ آفت کے
دل ہوا ہی طرف محبت کے
خون کے قطرے کا جگر دیکھو

دوست کا حال کیا کرون تحریر
گہہ مسخر ہی گاہ خود تسخیر
کبھی صیاد ہی کہین نخچیر
لطف مجھہ مین بھی ہین ہزارون میر
دیدنی ہون جو سوچ کر دیکھو

قطعۂ تاریخ

وفاتِ تالّی سماتِ وزیرِ آصف مکان آصفِ سلیمان شان جناب نوّاب میر ترابِ العلیخان بہادر مختار الملک سر سالار جنگ مدار المہامِ ریاستِ سرکارِ نظام حیدر ابادِ فرخندہ بنیاد دکن نوّر اللہ مضجعہ

از نتیجۂ فکرِ مصنّف

های افسوس کاندرین اثنا   صدمۂ جان گداز و قلب شکن
یکبیک اوفتاد بر سرِ خلق   یعنی بر ساکنانِ ملکِ دکن
وای مختارِ ملکِ آصفجاه   که باقبال بود صدرِ زمن
از زبانِ قلم بدفترها   وصفِ او را نمی توان کردن
ناگه از جورِ گردشِ گردون   وادریغا که بُرد پیر بکفن
آنچنان روحِ او تنش بگذاشت   بلبلی چون پرد ز شاخِ چمن
ماتمش از زمین مگر بر رفت   که فلک شد کبود پیراهن
هی شبستانِ شهرها شد تاریک   شمعِ خاموش شد بچشم زدن
شد غریقِ محیطِ رنج و الم   عالمی بر سرِ چه مرد و چه زن
شور و فریاد از جهان برخاست   کز زمین شد بآسمان شیون

غیر ازین نیست بر زبانِ جهان
های سرکار و وای سرورِ من
نه دکن سوگوارِ ماتمِ اوست
که غمش شد ز هند تا لندن
نتوانست دید چشمِ فلک
خاک بادا بدیدهٔ دشمن
حسرتا بود ذاتِ فرّخِ او
آفتابی بآسمانِ فطن
در دلِ بخردانِ روی زمین
بود بیدار مغزیش روشن
مثلِ او را به نیکخواهیِ ملک
نتوان یافت در هزار قرن
بود خلقِ بلاد را ملجاء
مردمانِ زمانه را مامن
هم مدار و محیطِ مرکزِ خویش
یعنی ماوا برای اهلِ وطن
شد بپا مردیِ عدالتِ او
از جهان نامِ سارق و رهزن
گرد گردنکشی چو همسیرش
جای شمشیر شد سپر افگن
چون کمر بست بهرِ دفعِ حسود
نی بجا سر بماند نی گردن

پچهین

اینچنین شخص را بسی کم نماند — رد بروی اجل مجالِ سخن
فی الحقیقت بپیشِ تیرِ قضا — چه ضعیفِ کهن چه روئین تن
الغرض بهرِ سالِ رحلتِ او — برگشادم زبان چون سوسن

آسمان گفت دوست را که بگو
رفت دار و مدارِ ملکِ دکن
۱۳۰۰ھ

ایضاً

آوخا دستورِ دلسوزِ دکن سالارجنگ — عازمِ دیوانِ جنّت شد ازین دار الفنا
بلبلِ جانش دمی پرواز کرد از شاخِ تن — گلبنِ عمرش چه شد پامال از دستِ قضا
با پیامِ سرمِ نقلِ مکان پیکِ اجل — دستبسته پیشِ او حاضر شد از نام وبا
گرچه مبذولِ دوا بودند اطبّای فرنگ — سربسر گشتند آخر دستبردار از شفا

بیگمان صفر افزاید ز قضا سر گنگبیز
عمر چون آید بسر کی کار گر گردد دوا
از وفاتش خاست شورِ رمات فوزیاب الدکن
شاطرِ چرخِ مکوکب باخت نردِ دغا
راست گر پرسی چنین نقلِ مکانِ او کی است
گر جهان برداشت دست و در جنان بنهاد پا
در دکن شد عالمی یکسر غریقِ بحرِ غم
در محیطِ ماتمش گردید خلقی آشنا
شد سراسر فرق از این نیخ و قلق روی زمین
گشت پشتِ آسمان از بارِ اندوهش دوتا
بود آن جمشیدِ وقت اسکندرِ عهدِ خودش
سینهٔ بی کینه اش آئینهٔ عالم نما
از ازل بر مسندِ اعزاز بودش مستقر
در جهان از بالشِ اقبال بودش متّکا
نامِ حاتم طی شده در عالم از ایثارِ او
اینچنین کاوس کی میداشت اسبابِ عُلا
دانشِ لقمان بعقلش بود بعد المشرقین
فکرِ معقولش کجا فرهنگِ افلاطون کجا
انقطاعِ ظلم کرد و عدل اسنجیده داشت
زین مَمَر شد در زمانِ او حق از باطل جدا
تیغِ خُلقش تیز در تسخیرِ امصارِ قلوب
حلِّ مشکلها بُدش در جودتِ طبعِ رسا

بدر زادیا

بد ز ادبار و عنا بود افتخار غیبتش
افتقار قربتش اولی بود ز اقبال و غنا

بر زبان نیکخواهانش نباشد غیر این
اوخا افسوس و آها وادریغا حسرتا

شکوهاش گر بد اندیشی کند بیهوده گوست
یادش از شر آورد شخصیکه باشد زاشقا

زنده ماند نام نیکش چون خضر تا روز حشر
چونکه از عین عدالت خورده بود آب بقا

دیدنی بود اندُه شاه دکن ز سیل اشک
چشمه‌ها جاری نمود از عین غم آن بادشا

نی فقط اندوه او بوده است در هند و دکن
بلکه این افسوس شد تا لندن و ترک و ختا

نیست در عالم دلی کز غم نباشد دردناک
آه ازین رنج جگرسوز و ملال جانگزا

بلبلی کو در گلستان نوحه خوانش تا نشد
کیست در بستان گلی تا نیست پیراهن قبا

رحلتش اندر زمانه صاعد و نازل نمود
شور و فریاد از زمین تا آسمان سوز و بکا

شد عزادارش زمانه نوحه خوانش روزگار
غم خورد لیل و نهارش ماتمش صبح و مسا

آب ازین صدمه بود قلب سمک زیر زمین
آفتاب از آتش غم میطپید فوق السما

بهر درِ فردوسِ رضوان را شبی دیدم بخواب
در فراقِ آن بلند اقبال ای وای از دکن
فضل و عدل و تقیّت و نظم و نسق صدق و کرم
۱۳۰۰ھ
خیر و مهر و عزّت و جود و سخا عقل و هنر
۱۸۸۳ع
هم بفرقِ عالمی از فرقت آن محترم
تلخی و شور و تضرّع کلفت و فکر و قلق
۱۳۰۰ھ
تفرقه غم جور و ماتم سانحه شر و فسوس
۱۸۸۳ع
خواستار سالِ هجری و سنش شد گفتا خرد
از دکن نقلِ جنان فرمود سر سالار جنگ
۱۳۰۰ھ
همکلامش گشت عیسی هم ز روی آسمان
دخلِ دیوانِ جنان فرمود دستورِ دکن
۱۸۸۳ع

حالة استغفرت منه قال تالله قد نجی
یکبیک قالب تهی کردند بی چون و چرا
همّت و فخر و دل و علم و عمل قدر و عطا
۱۳۰۰ھ
حلم و خُلق و رفق و شان و عفّت و داد و وفا
۱۸۸۳ع
رونما گشتند یکسر ز آسمان چندین بلا
خیبت و رنج و تاسف گریه یاس و عنا
۱۳۰۰ھ
تنگی و تشویش و تکلیف و خلل فزع و جفا
۱۸۸۳ع
وای سالارِ دکن شد راجع دار البقا
۱۳۰۰ھ
بی سر اغراق میکرد اینچنین هاتف صدا
تخرجه (۱)
آه دستورِ دکن شد داخلِ ملکِ بقا
۱۸۸۳ع
بهر سالِ عیسوی کرد از فلک رضوان ندا

ایضاً

ایضاً

روحِ پاکِ وزیرِ ملکِ دکن
شد بفردوس چون ازین عالم
متبدّل نمود چرخِ دورنگ
صبحِ فرحِ دکن بشامِ الم
بست و نه از ربیعِ آخر بود
شبِ پنجشنبه چون نهاد قدم
اتفاقاً شد از وبا مبطون
در شکم هیضه گشت مستحکم
جلوه فرما رسید دست بدست
شاهدِ مرگ از حجابِ عدم
می شد اسهال و نیز استفراغ
که غذا گشته بود مطلق سم
بر محل گو دوا دوی کردند
هم اطبّا و محرمان و خدم
لیکن از قادرِ علی الاطلاق
حکم شد تا روان بماند شکم
شبِ آدینه قابض الارواح
قبضِ جانش نمود در یکدم
کرد با جان قضا معامله
چون کند آفتاب با شبنم

قفسِ تن گذاشت طائرِ جان	به ارم کرد روحِ پاکش رم
در جهان خاست شورِ شهر آشوب	روز در چشمِ خلق شد اظلم
هدفِ تیرِ صدمه شد دلِ خلق	ہاہم بسرہا فتاد تیغِ ستم
غمِ او خورد دیگ جهان ازحیف	عالمی کرد بهرِ او ماتم
وا دریغا که از وفاتِ او	کار و بارِ زمانه شد درهم
دردکن زانتظامِ او گوئی	تختِ کاؤس بود افسرِ جسم
فی الحقیقت بیمنِ اقدامش	حیدرآباد بود رشکِ ارم
خالقش کرده حاکمِ عادل	خلق ازو بود خوشدل و خرّم
رحمِ عالم بسینه اش مضمر	دردلش بود اتّقاد غنم
زتواضع دوام لیل و نهار	پیش او بود پشتِ گردون خم
قهر در دستِ قدرتش میماند	مثلِ روبه به پنجۀ ضیغم

عدل در عهدش آمده بوجود ظلم زانرو گرفته راه عدم
بسکه هر پیرزال دانستی خویش را در زمان او رستم
بود باذل مگر به تسخیرش نفتاد احتیاج دام و درم
بیدرم خلق چون نگردد رام هر کرا هست دام خلق و کرم
ثبت بذلش بصفحهٔ دهر است طی ازان گشته دفتر حاتم
شد چو سرگرم وصفش از دعوی زانکه قطع شد زبان قلم
چون شود کلک بیزبان گویا که بود در ثنایش نطق ابکم
غالبا ثبت ماند از خیرش نام او در جریدهٔ عالم
الغرض چون ز عقل خیرسگال سنهٔ رحلتش پژوهیدم
طالب سال وسمت را دیده گفت شعری بدیدهٔ پرنم
همسر ذره شد رخ خورشید بسر شادی آمد افسر غم
سنہ ۱۳۱ھ سنہ ۱۳ھ

ایضاً

گئے دنیا سی جو مختار الملک
دلِ عالم کو ہوا رنج و تعب

سر زمین پر فلکِ دون تونی
ہای کسطرح کا ڈہایا یہ غضب

ایسے اشخاص ہون پیدا تا کی
اور نعم البدل اسکا ہو کب

یعنے جو فرد کہ ہو مستثنےٰ
اوسکا دنیا ہی سی جانا ہی عجب

ہای اس شان کا پھر فردِ فرید
پیدا عالم مین تو ہو دیکھین تب

یون تو امکان مین ہی کسکو کلام
پر تیری لاکھون ہی گردشین ہون جب

الغرض دوست نے اپنے دل سے
جب کیا سالِ وفات اوسکا طلب

بلبلِ طبع نے دی یہہ آواز
گل ہوا شمعِ وزارت یارب
۱۳۰۱ھ

ایضاً

گئے جبکہ جنت مین مختارِ ملک
تو غم اونکا دنیا مین گھر گھر ہوا

پکارے شبستان مین اہلِ حرم
کہ شمعِ وزارت مکدّر ہوا
۱۳۰۰ھ

ایضاً

دلا دست بردِ خزانِ اجل سے
ہوا جبکہ پامال باغِ وزارت

یکایک شبستان مین اہلِ حرم نے
کیا غُل کہ گُل ہی چراغِ وزارت
۱۸۸۳ع

ایضا

سوے جنّت چو مختارِ دکن رفت
برامد ز اہل عالم آہ و فریاد

ازانمصراع تاریخش عیان شد
نہان فرخندگیِ حیدراباد
۱۳۰۰ھ

ایضاً

بحکمِ خدا چون وزیرِ نظام
خوشا عازمِ خلد شد بیدرنگ
دلِ خلق پژمرده شد از غمش
شده ماتمش از دکن تا فرنگ
خرد گفت سالِ رحیلش بہ دوست
بجدِّ ارم رفت سالار جنگ
۱۳۰۰ھ

ایضاً

برضای قضا وزیرِ نظام
از دکن شد چو سوی جنت راست
دوست بنوشت بی سر اغراق
رونق از صفحهٔ دکن برخاست
۱۸۸۳ء

ایضاً از نتیجهٔ فکرِ نحیف عاصی سیّد عبد اللطیف عقل شاگردِ مصنف

دریغا که روحِ مدار المهام
ز بستانِ تن شد چو بوی سمن
بفکر سنینش بُدم و گفت عقل
که شد چشمِ رونق ز روی دکن
۱۳۰۰ھ

قطعات تاریخ

جلوسِ میمنت مانوسِ حضرت بندگانعالی حضورِ فیضگنجور سلطانِ زمن حکمرانِ دکن میر محبوبعلیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ الی یوم القیام از نتیجۂ فکرِ مصنف

وہی ہذا

ایکه استقلالِ عالم از وجودِ پاکِ تست
سربسر آبادیِ نیاز او ہمت بپاست

جلوه گر بر تختِ شاہی چون شدی ای ظلِّ ربّ
سایه گستر بر سرِ اقبالِ تو بالِ ہماست

تا جہانست انت تفرّج کامِ دل حاصل کنی
عمر و اقبالِ ترا ہم حافظ و ناصر خداست

واه در اوقاتِ این دو فرقه فرقِ نقیضه ابست
دوستانت در غنا و دشمنانت در عناست

چون کسی پرسد ز تاریخِ جلوست گویمش
زیبِ اورنگِ جلیله شاہِ عالیجاہِ ماست
۱۳۰۱ھ

پادشاہا ہستم از مدّت ترقّیخواہِ تو
زین نظر چشمِ ترقّی از تو گر دارم رواست

در دکن ممتاز سازی دوستا را از دیگران
بس تمنایم همینست و همینم مدعاست

ایضاً

شاهِ دکن بفضلِ الٰهی درین ولا
بر تخت شد چو جلوه نما طال عمره
پرسد کسی ز دوستدعا گو بگو مشیر
اورنگ زیب شد شهِ ما طال عمره
۱۳۰۱ھ

ایضاً

درین زمانِ خجسته چو پادشاهِ دکن
بتخت شاد برآمد بفضلِ ربِّ عباد
صدای فرح ز غبرا رسید تا خضرا
ز آسمان بزمین غلغلِ طرب افتاد
بشادمانی و بهجت زمانه می گوید
نهاد شاه قدم بر سریرِ عدل و داد
۱۳۰۱

ولیک تهنیتاً التماسِ دوست چنینست
جلوسِ شاهِ دکن در حشم مبارکباد
سنه ۱۳۰۱ھ

قطعهٔ تاریخ

تهنیتِ مسند نشینیِ وزارتِ سرکارِ بلند اقتدار عالیجناب نوّاب میر لائق علیخان بهادر
سالار جنگ مختار الملک مدار المهامِ سرکارِ نظامِ حیدرآباد فرخنده بنیاد از نتیجهٔ فکرِ مصنف

ای تا قیامِ عالم در ملکِ آصفیّه بر مسندِ وزارت پر ابتهاج باشی
بر چرخِ داوری چون مهرِ منیر مانی در بزمِ شاهِ گیتی روشن سراج باشی
ای زینتِ وساید باید چو شیر و شکّر هر لحظه با مزاجِ شه امتزاج باشی
اندر جهان بمانی پاشندهٔ زر و سیم گیرنده از زمانه باج و خراج باشی
آنها شعارِ خود هم سازند تا توضع بر فرقِ سرکشانِ عالم چو تاج باشی
کامِ امیدواران از جودِ خود برآری حاجت روای خلقِ با احتیاج باشی
این عرضِ دوست باشد در خدمتت دعاء ای لایقِ وزارت آصف مزاج باشی
سنه ۱۳۰۱ھ
هستم امیدوار این آستان ز مدّت باری نظاره فرما بر من تو کاج باشی

مرکوز خیرخواهت هست اینکه پای تخت
باشد تو نیز آنرا بخشنده تاج باشی

رقعهٔ دعوتِ تسمیهٔ فرزندم برخوردار سید شرف الدین اطال الله عمره

بعنایاتِ خداوندِ سمٰوات و زمین
بطفیلِ نبیِ ختمِ رسل سرورِ دین

باهمدرین ماهِ نکو تسمیهٔ فرزندم
بخوشی و طرب و عیش رسیدست قرین

یومِ یکشنبه بود هجدهم از تاریخش
که پیِ شادیِ این جلسه نمودم تعیین

پس درانروزِ دل افروز براهِ الطاف
بر زمین چون شود از چرخِ برین مهرِ مبین

رنجِ اقدام رود تا بشبستانِ حقیر
تا شود رونقِ اینمحفلِ عشرت آگین

نیز از روی کرم ما حضر اینجا گردد
متناولِ ز طعامِ نمکین و شیرین

رقصِ رامشگرِ نازنده کنی نظّاره
مجلسم را ز جمالت بدهی هم تزئین

دوست تا خوش شود از خلقِ تو دشمن مغموم
داعیِ تو شود از منّت و احسان رهین

سالِ فرخنده مآش دل من تفریحاً
گفت محمود بود تسمیه شرف الدین

قطعهٔ تاریخ

میلاد مبارک نهاد فرزند ارجمند جناب علی محمد صاحب میمن سلمه مسمی محمد یعقوب طال عمره حسب استدعای دوستی ترقیم یافت

کرم گسترم را عطا کرد رب
پسر رشکِ خورشید و بدرِ کمال
که یوسف جمالست یعقوب نام
صفاتش برون از زبانِ مقال
چو خواهی که دریابی اسمِ پدر
علی با محمد کنی اتصال
زهی طفلِ والانسب خوش نصیب
خوشا نیکبخت وهی خوش خصال
شده غلغلِ فرحِ میلاد او
بشرق و بغرب و جنوب و شمال
مشو همسرش ای مه آسمان
که همسرِ گوهر نباشد سفال

به همسنگیش مهر دعوی کند — بود زعمِ باطل خیالِ محال
چنان عقرب رشکِ حسنش گزند — که افتاد زهره برنج و وبال
نه بر مرضیش گر بگردد سپهر — بیابد ز دستِ قضا گوشمال
بفضلِ الٰهی چو گردد جوان — بود پیلتن پیشِ رعبش چو زال
تهوّر شعاریکه پیشش بود — چو سگ شرزه و شیر مثلِ شغال
خدایا ببخشای عمرش طویل — عطا کن باو دولتِ لازوال
الٰهی بدارش بامن و امان — بهر روز و هر هفته و ماه و سال
بمانند آسوده اش خاندان — بصحت بفرحت بمال و منال
غرض بهرِ تاریخ آن باهُش — شدم سر بزانو مثالِ هلال

دلِ دوست ناگاه گفتا چنین
پریروست یعقوب یوسف جمال
۱۲۹۶ھ

ایضاً

سیٹھہ صاحب نے ہماری اندنون اے دوستو پایا فضلِ رب سے وہ لڑکا کہ خوش اسلوب ہے
جشنِ میلادِ پسر کا ہے جہان مین اسقدر زہرہ بھی سوم سما پر وجد پاکوب ہے
مہ جبین و خوش نصیب و مہروش عالی نسب کیون نہو صاحب برادر زادۂ ایوب ہے
روبرو اوسکے بھلا کیونکر ہو مہِ نو کی منزلت جسکی صورت کے مقابل مہر بھی محجوب ہے
دوستو نے تاریخ میلاد اوسکی لکھی ہے مگر مشفقو دیکھو تو اسجا تدخلہ کیا خوب ہے

ہان یہی مذکور ہے جسکی زبان پر دیکھئے
صورتِ یوسف عزیزِ جانِ من یعقوب ہے
۱۲۹۶

قطعہ تاریخ

میلادِ سعادت بنیادِ دختر نیک اختر جنابِ حاجی محمد ایوب صاحب سیٹھہ میمن
مسماۃ صفیہ خانم طال عمرہا حسبِ درخواستِ شفیقی بمعرضِ کتابت درآمد

کرم فرما اخص الحجاج ایوب
که عالیشان و خوش خلق است پرجود
متین و فاضل و خوشخوی و دانا
شجیع و باذل و با حلم و محمود
ز همچشمان بعالم گوی سبقت
بچوگان لیاقت نیک بربود
زهی تاجر خهی قدرش که دارد
زر و گوهر بلا محدود و معدود
به بینی وسعتش کاندر دکانش
بدنیا انچه مفقود است موجود
درین ایام خوش آغاز و انجام
عطا کردش خدای پاک مولود
چه خوش رو دختری کز روی خوبش
سعادت عفت و جاه است مشهود
زبیده خصلت و بلقیسِ ثانی
درازش عمر باد از فضل معبود
هزاران سال ظلّ والدینش
بباد ابر سرش مبسوط و ممدود
محبّانش خوش و خرّم بمانند
حسودش در جهان مطرود و مردود
بگو ای دوست تاریخِ ولادت
صفیه بنت ایوب است مسعود
۱۲۹٦ھ

قطعهٔ تاریخ بازارِ جدید پرکهنی بنا فرموده جنابِ بهاء الدین خان صاحب تعلقدار سلمه الله الغفار حسب استدعای دوستی بسلک نظم در آمد

دریا نوال خان بهادر بهاء دین
روشن چو مهر نامش ز اخلاق در همه جاست

چشم و چراغِ اهل جهانست دین خرد
از چشم زخم بد نظران حافظش خداست

از لطف رعب و بذل و رعیت نوازیش
فرماندهی و تعلقه داری باو سزاست

بازارِ نو بنا چو نموده به پرکهنی
آوازهٔ متانتش از ارض تا سماست

سوقیست طرفه طرز و فضا دار و دلگشا
بستانِ بی‌خزانش بخوانیم اگر رواست

سالِ بناش گفت دلِ دوست اینچنین
بازار پرکهنی چه گرانمایه بی‌بهاست
۱۲۹۶

ایضاً

میرے ممدوح نے بازار بسایا ہے نیا
جسکی خوبی کے جہاں میں ہیں خریدار کہاں

بلبلِ فکر سے جب سالِ بنا کی دریافت
کہا نورستہ یہ گلزار ہی بازار کہاں ۱۲۹۶ھ

ایضاً

تیار ہوا جسدم بازار یہہ عالم میں
فرحت سے کہا رشکِ گلزار اسے کہتے ہیں
تا خبر نے خرد کی یوں تاریخ کہی اسکی
سستا ہے یہاں سودا بازار اسی کہتے ہیں ۱۲۹۶ھ

قطعہ تاریخ

شادی خانہ آبادیِ جناب راجہ نند لال بہادر دام کرمہٗ از نتیجہ فکر مصنف
حسبِ فرمایش عزیزی قلمی گردید

شہا دستت کو بخشید از آئین
بتاکِ چرخِ مینو عقدِ پروین
مئِ عشرت بجامِ ماہ و خورشید
بعالم از خمِ گردون بخشید
صبا را داد اعجازِ مسیحا
عطا فرمود گل را دستِ بیضا

قطعہ

ز لطفِ خاصِ خود ممدوحِ ما را　به فضلِ بذل گرداند یکتا
کسی را چون بنامش احتمال است　بگو ای دوست را چه نندلال است
خوشا نامیکه از افضالِ یزدان　بود روشن تر از مهرِ درخشان
بر آن لفظِ بها در طرّهٔ تمثال　چو سلکِ لعل باشد دُر بدنبال
برِ نام آوران بس نامداری　بباغِ بذل چون ابرِ بهاری
زهی رعبِ مجسّم رشکِ رستم　زهی خُلقِ مصوّر جانِ عالم
شجاعت پیشهٔ نیکو خصالی　متین اندیشهٔ دریا نوالی
ببزم اند چو ماهی میگسار است　ی درگاهِ رزم اسفندیار است
بمعنی اینه راز عشق پرست است　که هر دم حسن را صورت پرست است
وجودِ حسن پیشش ناگزیر است　بعشقش نیک آب و گل خمیر است
الٰهی حسن و عشقش باد دایم　چنینش دولت و اقبال قایم

درین ایّام فرحت زا و غم کاه — تفرّج چون نمود اندر دلش راه
ضمیرش را خیالِ جام و مُل گشت — روانش داد هم ترغیبِ گلگشت
چو شوقِ شاهدانِ شوخ و نارس — کشید از حیدرآبادش بنارس
به راحتها پس از طیّ منازل — در انجا با چشم گردید نازل
دلش پر فرح گشت از فکر خالی — که بودش روز هولی شب دوالی
پس استلذاذهای و دلبرها — نمود آنجا ز حوران و پریها
سپس انس رای با چشمان و همسر — خوشا پیوندِ لاله شد به عبهر
چه یعنی ازدواج از نیک اختر — نمود آن مهربان ماهِ منوّر
در اندم حالِ عشرتها چگویم — بمیدانِ تفرّج چند پویم
چه بنویسم که جای صفحه تنگ است — بل اینجا پای خامه سخت لنگ است
رجوع آرم از اینجا بر دعایش — نگهبانش در جهان باشد خدایش

غرض بعدِ فراغ و کامرانی بتحصیلِ مرامِ زندگانی
از انجا توسنِ خود را عنان تافت بسوی خوابگاهِ خویش بشتافت
چو باز آمد بعشرت آن خوش اقبال بدولتخانهٔ خود فارغ البال
فتاده شهرهٔ اندر زمانه که شمعِ دودمان آمد بخانه
بنامیزد بمقصد کامیاب است علاوه همسرش هم همرکاب است
بفکرِ سالِ عقدِ آن گهرها بیفتادم چو غواصی بدریا
غرض بعد از تجسسهای بسیار ز بحرِ فکرتِ طبعِ گهربار

بر آمد مصرعی چون درِ خوش آبی
قرانِ آفتاب و ماهتابی
۱۳۰۰ه

خدایا در جهان دارش باقبال جوان بخت و جوان دولت چو امسال
دعای دوست باشد در جنابش که دارد دوستانرا خرم و خوش

قطعہ تاریخ

بنای مکانِ عالیشانِ مشفقی محمد علیصاحب دام محبتہ از نتیجۂ فکرِ مصنف

تعمیرِ قصر کی ہی جو اب میرے دوست نے
جسکی صفا پہ صاف ٹھہرتی نہین نگاہ

اوس قصر کی صفت مین ہی قاصر زبانِ کلک
وسعت سے اوس مکان کے گمان بھولتا ہی راہ

احباب سب خرم ہین سبھی انبساط سے
گل کی روش نہال و شگفتہ ہین نیکخواہ

لیکن سموم و صرصرِ حسرت سے منقبض
ہر رنگِ غنچہ ہی دلِ بدخواہِ روسیاہ

مانندِ چشمِ شپرہ دنکو ندیکھے گر
پس اسمین کیا ہی چشمۂ خورشید کا گناہ

قایم وہ تا قیامِ قیامت رہی مکان
اوسکو ہو چشمِ زخم سے اللہ کی پناہ

الحاصل اسکا سالِ بنا دوستو نے کہا
اب خوش بنا مکان محمد علی ہی واہ
۱۳۰۲ھ

اشعار متفرق

غزل

خاکساری اسم اعظم ہی بڑی تاثیر کا
خاک کے چھاپے سے بھی نسخہ ملا اکسیر کا

دیکھکر اوسدم تڑپنا یاس کی تصویر کا
چلدیا صیاد پیچھا چھوڑ کر نخچیر کا

قایل اوس ناوک فگن کا ہوگیا جرّاح بھی
سینۂ مجروح سے نکلا نہ پیکان تیر کا

سرگزشت اپنی لکھی جاتی تھی جب روز ازل
سرنگون ہوتا تھا خامہ کاتب تقدیر کا

صحبت ناجنس سے ہوتا ہی یون دل چاک چاک
ٹکڑے ٹکڑے ہو جگر جیسے نمک سے شیر کا

کیون زبان الجھی نہ اپنی مدح زلف یار مین
ہو نہین سکتا بیان پیچ کی تقریر کا

بعد مدت کے بلایا اوسنے کوٹھے پر مجھے
پھر ستارا اوج پر آیا میری تقدیر کا

ہاتھ روکو ظلم سے دیکھو کہے دیتے ہین ہم
دل دکہانا کچھہ نہین اچھا کسی دلگیر کا

جوہر ذاتی کو لازم ہی صفاے باطنی
جوش زن پانی کبھی دیکھا نہین شمشیر کا

ہمتو جلکر خاک ہوون اوسکا نہ دل تک موم ہو
کیا اثر اولٹا ہی اپنی آہ کی تاثیر کا

کار دنیا تو ہمیشہ ہین یہہ سچا ہون ولا
ہو زیارت کے لئی ہفتے مین اکدن پیر کا

دوست ہمکو بھی پسند آیا یہہ ناسخ کا کلام
آپ بے بہرہ ہی وہ قایل نہین جو میر کا

قطعہ تاریخ تکمیل تدوین طبعزاد مصنف

اندنون اس کمترین خلق نے
طبعزاد اپنا مرتب جب کیا

کی زروی قدردانی و خوشی
دوستون اور منصفون نی مرحبا

پر زراہ رشک نکلی بر سر
دشمنون کے دلسی حسرت کی صدا

گرچہ ہی دیوان یہ اپنا مختصر
پر ہی مضمون مطول سے بھرا

خیر خواہونکا ہو یہہ نور نظر
یا رب اسکو چشم حاسد سے بچا

دلکو فکر سال مطبوعی جو تھی
طبع پر مایل ہوئی طبع رسا

عندلیب فن سی بس دوستی نے
بوستان عشق جہرویان کہا

١٣٠١ھ

قطعۂ تاریخ

اغاز تدوین از جناب منشی فدا حسین صاحب لکھنوی تخلص مشہور شاگرد دبیر اوستاد مصنف

خوب یہہ دیوان لکھا دوست نے
ہر غزل کا یک نیا عنوان ہی

دلسی کیون آشفتہ و شیدا ہو
عاشق و معشوق کی یہہ جان ہی

یہہ مضامین یہہ صفائی یہہ زبان
شعر کیا ہر لفظ مین یک شان ہی

ہی یہان عقل ہلالی چرخ مین
شرم سی مخفی جدا حسان ہی

کہتے ہین شاعر زمین شعر سے
جوہر مضمون کی نکلی کان ہی

فکر تھی مشہور کو تاریخ کی
دی ندا ہاتف نے کیون حیران ہے

کیا بتاون تو ہی خود باریک بین
شاعری مین ہر طرح کا دھیان ہے

لفظ ترکیبی نہ آئے دیکھنا
قافیہ مین نون کا اعلان ہی

مصرع سال اسکا چنکر لکہی ہی
منتخب کیا دوست کا دیوان ہی
۱۳۰۰ھ

قطعۂ تاریخ تکمیل دیوان طبعزاد محمد سرور ولد محمد راجے متخلص بہ سرور شاگرد مصنف

کیا ہوا دیوان مرتب دوست کا
سال تالیف اسکا سرور نی کہا

جو لکہون اسکی وہ کم توصیف ہی
جانفزا یہہ دوست کی تصنیف ہی
۱۳۰۲ھ

قطعۂ تاریخ

طبعزاد مخزن لطف واحسان معدن عنایت بیکران جناب سید حسن مرزا خانصاحب جاگیردار موضع کیسرہ متخلص حسن مرزا

یہہ دیوان دوست کا ہی چشمۂ فیض
مثال گل مہکتا ہی ہر اک لفظ

عجب مضمون کی ہین دریا بہائے
کوئی باغ ایسا گلچین تو دکہائے

شگفتہ

شگفتہ دل ہوئی احباب سارے
جو دیکھا حاسدون نے داغ کہائے

کلام و استعارات و زبان سے
نتایج فکر کے کیا کیا دکہائے

نگاہِ غور سے اسکو جو دیکھے
نہ انکہون مین کوئی دیوان سمائے

حسن مرزا نی بھی دیکھا جو دیوان
مضامین نور کے سب اسمین پائے

لکہا از روی جہد اسکا یہی سال
ریاضِ طبع نے کیا گل کہلائے ١٣٠٢

قطعہ تاریخ طبعزاد سید عباس مرزا صاحب جاگیردار کلیپہ

شاگرد مصنف

خوب یہہ دیوان لکہا دوست نے
کہتے ہین سب یہان عدیم المثل ہی

تجکو غرہ تہا سخن پر سعدیا
دیکہہ یہہ بستان عدیم المثل ہی

سال یہہ عباس مرزا نے کہا
دوست کا دیوان عدیم المثل ہی ١٣٠٢ھ

قطعهٔ تاریخ تکمیلِ دیوان از سیّد عبداللطیف عقل تخلّص شاگردِ قدیم عبدالرّحیم صاحب مرحوم ذهن تخلّص حال شاگردِ مصنّف صاحب

دوستِ دلنوازِ من که بود
پایه‌اش در همه علوم علو
سبقت برده از رسائی طبع
او ز میدانِ شاعری چون گو
بعنایاتِ رب کنون ترتیب
کرد دیوانِ خود بطرزِ نکو
وصفِ او شد بفورِ تصنیفش
در جهان منتشر چو از گل بو
مثلِ پروانه‌های شمع هجوم
کرده خواهندگانش از هر سو
دهنِ دوستان باوصافش
باشد از شکّرِ غلو مملو
چشمِ شبپر نمط ز چشمهٔ مهر
شده زو خیره دیدهٔ بدگو
دستها ز انطباعِ او سرِ دست
یافت بر دستیابیش قابو
سالِ تدوینِ او اگر خواهی
آتشِ عشق و بادِ حسن بگو
۱۳۰۲

قطعه

قطعۂ تاریخ

مترشحِ کلکِ گہر سلکِ کرم گستر نوازش مظہر جناب مولوی معصوم علی صاحب تخلص محشر مہتمم و مالک گلدستۂ عشاق از مقام لکھنو

جنابِ دوست سید خواجہ صاحب
رئیسِ کشورِ معجز بیانی
شرف افزائے اقلیمِ فصاحت
سر آرائے ملکِ نکتہ دانی
نوا سنجِ فصیحِ روضۂ نثر
ترنم ریزِ باغِ شعر خوانی
ضیا بخشِ جواہر ہائے الفاظ
جلا سازِ گہر ہای معانی
ز شہدِ نظم و نثرش چاشنی گیر
شکر گفتاری و رطب اللسانی
منور شد ز نورِ شمعِ فکرش
چراغِ خانۂ گوہر فشانی
بمیدانِ سخن از بہرِ بینش
زبانِ تیز تیغِ اصفہانی
باین شاہِ سخن خسرو بگوید
ق
باقلیمِ سخن شاہِ جہانی

سخن گوئی بتو گشته امانت — بلاغت را توئی بیت الامانی
بفیضِ بخشش و الطاف و احسان — ندارد همتِ والاش ثانی
گدارا کاسه گردد کانِ گوهر — کفِ جودش کند گر دُرفشانی

پے ابقاے نامِ نامی خود — رقم زد صورتِ خوش مثلِ مانی
خوشا شکلیکه مقبولِ جهان شد — بحسنِ صورت و شیرین بیانی
ببین آن شکلِ گلزارِ خیالات — که در دنیا ندارد مثل و ثانی
سوادش رو کشِ زلفِ حسینان — بیاضش نورِ صبحِ زندگانی
چه باشد جدولش در باغ اوراق — بجنّت حوض کوثر در روانی
براوراقش عجب نقش و نگار است — سزد گر گویمش ارژنگِ مانی
ز رشکِ بندشِ مضمونِ تازه — کهن گردید دیوان فغانی
فتد اندر مصائب چو نثر صائب — چو باشد نغمه زن اندوست جانی

نویدی یافت چون از وی نویدی — بدست آورد با خردی کلانی
ز نورش انوری گر دید انور — چو از خورشید ماهِ آسمانی
کلامش را چو زهره مشتری شد — بجان مخفی و عصمت در نهانی
ق
بمیدانِ سخن فردوسیِ وقت — اگر اسپِ فصاحت در جهانی
رکابت بوسد و احسنت گوید — عفاک اللہ خوش رستم عنانی
چو کردم فکر بهرِ سالِ تاریخ — ملک فرمود با صد مهربانی

بگو محشر سنِ آغازِ تصنیف
روانِ گلشنِ شیرین بیانی
۱۳۰۰

قطعه تاریخ

منظومهٔ کمترین و نحیف عاصی سید عبد اللطیف عقل تخلص عفا عنه

شفیق و دوستم خواجه میانست — دُرِ دریای والا دودمانی

سریرآرای ملکِ علم و دانش
طرب افزای بزمِ نکته دانی
هژبرِ بیشهٔ فضل و شجاعت
نهنگِ بحرِ عالیخاندانی
بهارِ گلبنِ باریک بینی
نهالِ گلشنِ شیوازبانی
گلِ نورستهٔ گلزارِ بینش
خوش آوا بلبلِ شکّرفشانی
ایا هستی تو در فضل و بلاغت
حکیمِ اوّل و سحبانِ ثانی
تو هستی درّة التّاج فصاحت
توئی اورنگ زیبِ شعرخوانی
هماره در زمین شعر و اشعار
مضامینت نماید باغبانی
همیشه طایرِ مضمون بذهنت
همی ماند چو مرغِ آشیانی
کنی از صارمِ کلکِ جهانگیر
بمیدانِ سخن کشورستانی
نه چون سازند افکارِ بلندت
باورنگِ سلیمان همعنانی
کلامِ تست ضربِ رایج الوقت
که اقلیمِ سخن را قهرمانی

ق

تو چون از خوانِ پر الوانِ دیوان / نمودی عالمی را میهمانی
خلایق را ازان شهدِ گلوسوز / رسیده نوبتِ عقد اللسانی
کلامت بر زبانِ نکته چینان / نماید کارِ تیغِ اصفهانی
تو پیشش بر زبان دانی چه نازی / مکن ای مدعی این لن ترانی
نه زو گوی سبق بُرد از طاقت / چه ایرانی و چه مازندرانی
ز مضمونهای اشعارِ تو شاد است / روانِ شاعرانِ باستانی
غزلهای تو گر حافظ شنیدی / بیادِ خویش بنهادی زبانی
حزین مسرور گشتی از کلامت / بشهرِ خویش سرخوش دهقانی
هم از آوازهٔ نظمِ بلیغت / فغانے نماست در گورِ فغانی
بود حسان ز تو ممنونِ احسان / مرید تست پیرِ دهقانی
بعلم و فضل و خلق و جود و شفقت / کنم چند انکه وصفت به ازانی

بگوید خلق دیده روی خوبت   که سرِّ خلق را خود ترجمانی
بود حلقه بگوشِ حضرتِ تو   نوازش لطف و احسان مهربانی
ببذلِ بیحدی دریاے زخّار   بحسنِ خلق بحرِ بیکرانی
گلے از گلبن اشفاق هستی   بباغِ دوستی سروِ روانی
بشرقِ سینۂ اخلاص مندان   نماید مهرِ تو ریشه دوانی
نماید قابضُ الارواحِ حسرت   ببالینِ عدویت نوحه خوانی
بلطفِ عیش برخوردار باشی   زباغِ پر بهارِ نوجوانی
خدا دارد ترا خرّم بعالم   شود از خلقِ بدخواهِ تو فانی
بفضلِ خالقِ ارض و سمٰوات   درین ایّام با صد کامرانی
چو تدوینِ کلامِ خویش کردی   که ماند تا ز نامِ خود نشانی
بجا کردی که زیرِ چرخِ دوّار   کسے را نیست عمرِ جاودانی

چو نام اوست گلزارِ خیالات   بود اسبابِ فرح و شادمانی
زهی گلزارِ بیخاریکه تا حشر   مسلّم ماند از بادِ خزانی
غرض تاریخِ آغازِ کلامست   زنامش خود برآوردن توانی
پس اکنون سالِ انجامش بگوئی   هویدا گلبنِ باغِ معانی ١٣٠٢ھ
وگر تکرار و تحقیقش نمائی   بگو- تحقیق بستانِ معانی ١٣٠٢ھ
مکرّر چون کنی تفتیش گویم   که- جسم و پیکرِ شکّر فشانی ١٣٠٢ھ
زروی دوست هم مسموع گردید   که گفتا- رونقِ ارتنگِ ثانی ١٣٠٢ھ
الا ای دوست دیوانِ عزیزت   چو شد مطبوع بهرِ دلستانی
تفوّق مطبعِ ملکِ دکن یافت   زبس بر چاپهٔ هندوستانی
بخطِ خوشترش قرطاسِ مطبوع   سبق برده است بر بردِ یمانی
زشرمِ صفوتِ گلکاریِ او   شده غرقِ عرق ارژنگِ ثانی

شدند احقر بچشمِ نکته سنجان   دواوینِ قدیم و باستانی
برای سالِ ختمِ طبعش ای عقل   بگوئی - حاصلِ باغِ معانی ۱۳۰۳ھ
مکرّر چون دلم دریافت سالش   بگفتم - شوخیِ شیوا زبانی ۱۳۰۳ھ
چو شد خود دوستم مستفسرِ سال   بگفتا مصرعِ کامل بخوانی
لهذا امتثالاً گفتم او را   توانی معدنِ گوهر فشانی ۱۳۰۳ھ
دگر گفتم سرِ اعدا بریده
بهارِ دوحۂ باغِ جوانی ۱۳۰۳ھ

ایضاً

بلطفِ ایزد دیوانِ وسیع الطبع   خوشا ز مطلعِ مطبع چو مهر کرد طلوع
بخوانی ارچه گلستانِ بیخزانش سزاست   کدام نکته درو نیست از اصول و فروع
هم از بلاغتِ او فاضلانِ شهر و دیار   نموده خم سرِ تسلیم از خضوع و خشوع

ثنای او متحتّم بنکته سنجانست
چنانکه حاسد را حرف گیریش ممنوع

زهی خجسته کتابیکه در تعرض او
زبان حاسد بد بین چو کلک شد مقطوع

دلا تفرج قلبست غایتش دانی
که این حدیقه پی انبساط شد موضوع

بود نصیب حسودان او پریشانی
خداش دارد دایم بخاطر مجموع

لباب دولت دنیا مگر بود مخزون
ورا که عارف و عامی همی خرند بطوع

بفور طبع شده منقسم بهفت اقلیم
ازان ز دست بدست است از کیمیای شیوع

بگفت عقل چنان سال انطباع او
کلام دوست بپیرایه طبع شد مطبوع
۱۳۰۴

کنون کنی بدعا ایدل اختتام کلام
چنانکه قطعه بوصف کتاب اوست شروع

هماره جاهش محکوم باشد او حاکم
زمانه تابع فرمانش باشد او متبوع

ایضاً

مشفقی و دوستم خواجه میان | کان سراپا هست مغز و نیست پوست
فاضل و عالی خصال و نکته سنج | با دل و دریا نوال و نیکخوست
کرد تدوینِ غزلهای خودش | غلغلش در باغِ عالم چارسوست
سرخرو هستند احبّا زین نوید | دشمنانِ نکته چینش زردروست

سالِ تاریخش نوشته کلکِ عقل
فرح افزا طبع شد دیوان دوست
۱۳۰۳ھ

ایضاً

چو شد طبع تصنیفِ خواجه میان | بجان شد خریدار خلقِ خدای

خرد گفت تاریخِ طبعش بعقل
بود در روشِ گلشنِ دلگشای
۱۳۰۳ھ

ایضاً

دوستِ من آنکه نامِ نامیش خواجه میانست
یافت از کلکِ گهر سلکش چو دیوان اختتام

گشت آن مطبوعِ طبعِ خلق بعد از انطباع
شهرهٔ وصفش شده تا شهرهای روم و شام

زین نمط از مطلعِ مطبع بر آمد بعدِ طبع
می بر آید از سحابِ تیره چون ماهِ تمام

شد سوادِ چشمِ حور العین مدادِ این بیاض
چاپِ او چون گوهرِ غلطان نشست بر سنگِ رخام

آنچنان چاپیکه مثلِ انطباعش تا کنون
نامده باشد بچشمِ گنبدِ آئینه فام

گر کنی نظارهٔ دیوانش اینجا شد خموش
بر کلامِ دوست هرگز نیستت جای کلام

بهر سالِ اختتامِ انطباعش گفت عقل
طبعزادِ دوست شد مطبوعِ عالم والسلام
۱۳۰۳

قطعه تاریخ طبع ریخته کلک گوهر سلک عالیشان رفیع المکان
جناب شیخ منوّر جهان صاحب دام افضاله داروغهٔ تعمیرات مدار المهام سرکا

یافت دیوانِ دوست چون تکمیل
طبع گشته ز مطلعِ مطبع
خوش کلامیکه تا کنون بجهان ها
بتماشاے آن گلِ خوبے
نگر از نیشِ رشکِ او حاسد
ز حروفِ سیاه خطِ خوشش
ریخته همچو ژالهٔ نیلم
ها نهر گویا بگلشنے ست روان
نقشش از رنگ دیده از غیرت
کرده گلکاریش نظر مانی
کاش بهزاد این زمان میبود

شاد دلهای منتظر گردید
یکبیک چون هلالِ عید دمید
ها هیچکس مثلِ او ندید و شنید
نیکخواهش بخویشتن بالید
وای بر خود چو مار می پیچید
که بقرطاسِ صاف هست و سفید
بورقهاے پاکِ مروارید
کاتبش جدولے بر آن چه کشید
کلک بشکست و پشتِ دست گزید
حسرتش در جگر چو خار خلید
دستِ نقاش تا که می بوسید

الغرض ہر کسی ز من ہر دم
سنۂ انطباع می پرسید
من ہم از طبع عالی خویشم
متقاضی شدم ببحثِ مزید
پس ز روی امید بلبل دل
بہ ہزاران سرور و فرح و نوید
بہ منوّر جہان بلغت کہ گوی
گشت مطبوع گلشن امید ۱۳۰۳

ایضاً

بتدوینِ اشعار خواجہ بیان
چہ سلکِ گہرہای مقبول سفت
منوّر جہان سالِ تاریخِ او
بشد گلشنِ عشق مطبوع گفت ۱۳۰۳

قطعۂ تاریخ

طبعزادِ سعادت نہاد اخی تودد بنیاد محبت فرمای فرید ابو سعید صاحب متخلص سعید

حبّذا این زمان برادرِ من
کرد تدوینِ طبعزادِ خودش
بهرِ قفلِ قلوبِ منقبضان
سرخرو دوستان شدند از آن

از عنایات و فضلِ ربِ مجید
که بود مثلِ سلکِ مروارید
شعرِ او زنبساط هست کلید
وز دلِ بدسگال خون بچکید

شد چو جویای سالِ او خلقی
دوست دیوان نوشته - گفت سعید
۱۳۰۲ھ

قطعهٔ تاریخ

چکیدهٔ قلم محبت رقم تاانس مظهر محمّد سرور صاحب تخلص سرور

چونکه دیوانِ دوست شد ترتیب
بخصوصش زمانه شد جویان
سالِ تاریخِ او بگو سرور
بوستانِ سرورِ گلرویان
۱۳۰۲ھ

قطعهٔ تاریخ

از جناب مولوی سید عبد الکریم صاحب ولد سید راحت علی صاحب سونگھڑوی الکٹکی البنگالی

بنای طبع زادِ دوست ایدون
چو شد تعمیر با صد کامرانی
ز ارض آوازهٔ اوصافِ او شد
بگوشِ ساکنانِ آسمانی
کلامِ دوست یعنی گشت مطبوع
بطبعِ پاک و صاف شائگانی
حسودانش همه پابندِ رشک اند
رفیقانش بفرح و شادمانی
تسلسل دوستداران راست دایم
هم از دورِ مدامِ ارغوانی
مگر از رنجِ حسرت بوده باشد
که شد روی حسودش زعفرانی
چو فکرِ سالِ ختمِ طبعِ دیوان
شدم ناگه سروشِ آسمانی
بمن از راهِ الطاف و عنایات
نموده این چنین مژده رسانی
کریما گوی سالِ ختمِ طبعش
که قصرِ کشورِ شیوا زبانی
۱۳۰۳ھ

قطعهٔ تاریخ طبع از شاعر شیرین مقال ناظم نازک خیال جناب مولوی حافظ محمد احمد رضا صاحب آزاد [illegible] متوطن ٹونک

سیدم خواجه که مخدوم من است — لطف فرما و محب جانی
کرد تصنیف کنون دیوانی — شد ازو لطفِ سخن ارزانی
فکرِ سالش چو شد آزاد بمن
گفت هاتف — سخن لاثانی
۱۳۰۲ھ

ایضاً منه از صنعِ تخرجه بابت طبعِ دیوانِ موصوف

چونکه دیوان دوست شد مطبوع — گلِ رخِ خود ز غیرتش بنهفت
کرد وصفش دلم که ای آزاد — دولتِ بیزوال باشد مفت
سالِ او خواستم ز غنچهٔ دل — او نخستین مثال گل بشگفت
سرِ اعدا بریده من بعدش
طبع شد گلشن لطافت گفت
۱۳۰۳ھ

خمسہ مصنف

بر غزل مشہور صبا صاحب لکھنوی استاد مصنف

خمار آنکھون مین ہی اوسکی نگاہِ ناز پرور کا
رخِ رنگین سے جسکے گرد ہی رتبہ گلِ تر کا
لبِ لعلین پہ دھوکا صاف ہی یاقوتِ احمر کا
تصوّر آنسوون مین ہی دُرِ دندانِ دلبر کا
بنے تارِ نظر رشتہ نکیونکر سلکِ گوہر کا

وہ سنگین دل ہی کچھ مجھپہ نہین افسوس کھاتا ہی
فلک بھی سختیِ ایّام پر آنسو بہاتا ہی
ہر اک ضربت نئی انداز کی ہر روز کھاتا ہی
کڑی کہتی ہین کیسکو یہہ نئی چوٹین اوٹھاتا ہی
گمان ہو شیشۂ دلبر نکیون اوس بُت کو پتّھر کا

کبھی صورت نہ دیکھی عشق کے ہاتھون سی راحت کی
سدا لیل و نہار اسنی بپا آفت پہ آفت کی
کہونگا پھر کہانی دوستون سی شبہاے فرقت کی
شبِ وصلِ صنم کی صبح نی برپا قیامت کی
ستارہ صبح کا مجکو ہوا خورشید محشر کا

تصور میں دُرِ دندان کی مدّت تک بہت روئے
صبوری کو مگر ای دوست تم رست کہتے تھے
بنائیں اشک کی لڑیاں کہلے عقدے یہ مطلب کے
ملا ہی بوسۂ دندانِ جانان ضبطِ گریہ سے
کیا جب خشک دریا تب پتا پایا ہی گوہر کا

خزان کہتی ہی رنگ دہر کو پہچان ای گلچین
بجا صیاد کی کاوش یہ کہنا مان ای گلچین
بہارِ باغ ہی دو روز کی مہمان ای گلچین
گئی ہی جان اسکی عشق گل مین جان ای گلچین
کفن بلبل کو دینا چاہئی پھولون کی چادر کا

گہن جب گہیر لی مہتاب کو گم کیون نہ طلعت ہو
مسافر کو بہلا اندہی کنوئین پر خاک راحت ہو
قرین ظلمت جب پہنچی نور کی کیونکر نہ عبرت ہو
تری چاہِ ذقن پر دیکہکر خط کیون نہ حیرت ہو
اوتارا منزلِ بے آب مین دیکھا نہ لشکر کا

ہر اک کو کب بہلا ملتی یہ راہ عشق ہی زاہد
جو رشد دل مین کرتی ہین وہی ہی یہ راہ طرز زاہد
نہین کچھ یہ خلق جہانی سے ہاتھ آتی ہی شی زاہد
سینہ دلمین ہو کیونکر جلوۂ معشوق ای زاہد

گزر ہوتا نہین ظلمات مین خورشیدِ انور کا

خیالِ یار مین یون تو سبھی زرات رہتی ہین
جو عاشق ہین وہی کرتی ہین ضبطِ اندوہ سہتی ہین
اوبھرتی ڈوبتی ہین لجۂ آفت مین بہتی ہین
اری دیوانو غل کرتی ہو کیون عشق اسکو کہتی ہین

نہ قمری کی گلے سے طوق بعدِ مرگ بھی سرکا

بھلے کا اور بُرے کا حال کیا اچھا بُرا ٹھہرے
بھلا در اصل وہی جو بھلا پیشِ خدا ٹھہرے
تامل سے جو دیکھا تو نتیجہ بھی کم سوا ٹھہرے
تیری آنکھون مین یکسان نیک و بد دونون سدا ٹھہرے

انہین پلون مین وزن اوترا برابر آہن و زر کا

خیالِ وضع رہتا ہے سدا اربابِ ہمت کو
وہ دشمن سے بھی کم کرتی نہین خلق و مروت کو
سمجھتے ایک ہین ہر حال مین ایذا و راحت کو
حذر احسان سے رہتا ہے ہمیشہ پاک طینت کو

نہین ہوتا کبھی بار ان سے دانہ سبز گوہر کا

سخن سنجانِ معنی ہین جو اربابِ فصاحت مین
سخن کو تولتی ہین خوب میزانِ عدالت مین

سنا یہ دوست نے اونسی سخنگوئی کی نسبت مین | کہ کیون طیب رطب اللسان اہل سخن ہون تیری مدحت مین
جہان مین عرف ہے مشہور تو مداح حیدر کا

قطعۂ تاریخ تعمیر مجدّدہ مکان عالیشان مصنف و جناب شیخ منوّر جہان صاحب برادر مصنّف دام فضلہ طبعزاد جناب حضرت مشہور صاحب مصنّف لطفہ استاد دام

بنا نمود منوّر جہان چہ قصر وسیع | صفات او است برون از احاطۂ تحریر
عجب سلیقہ شعار و متین و منتظم اند | نمود رشک ارم قصر کہنہ از تدبیر
دران چہ حوض مصفّا وسیع کرد بنا | بگو کہ چشمۂ کوثر بارض شد تعمیر
ضیائے نقش طرازی و رفعتش دیدہ | رود سپہر بگردش مدام مہر منیر
چنان بنائے مکان با مکین مبارک باد | شود اضافۂ تنخواہ و منصب و جاگیر
بحقّ پنجتن پاک و چاردہ معصوم | مدام میمنت او را کند خدائے قدیر
چہ خوب سال بنایش رقم زدہ مشہور | مکان کہنہ و عالی بطرز نو تعمیر

١٣٠٣ھ

قطعات تاریخ

میلاد سعادت بنیاد مهر سپهر شرافت ماه سمای نجابت گوهر کان ارجمندی جوهر آئینه بخت بلندی دُرّة التاج کامگاری وسطة العقد نامداری بدر برج کمال دُرّ دُرج جمال مهر طلعت ماه جبین برخوردار نیک کردار میان **سیّد شرف الدین** اطال اللہ عمره وزاد قدره خلف الصّدق جناب معلّے القاب مصنّف ہذا الکتاب مجمع اخلاق منبع اشفاق کرامات آثار عنایات آیات زمن **سیّد خواجه میانصاحب** تعلقدار جاگیرات حیدرآباد دکن تخلّص **دوست** از نتیجهٔ فکر نحیف عاصی سیّد عبد اللطیف عفا عنه

ستایشها و منّت مر خدا را
که طوطی زبان را کرد گویا

بگلها آب و رنگِ تازه در داد
بر آنها بلبلان را کرد شیدا

بزهدان نطفه را روی پری داد
دگر رجحان بر غلمان و حورا

صدف را دُرِّ انور در شکم داد — بمطلبِ مخلصم طفلی چه بهتا
ق
زهی مهوش که دارد حسنِ یوسف — برو عالم فدا مثلِ زلیخا
لبِ شیرین اگر وقتِ تکلّم — بجنباند چو طوطیِ شکرخا
نماید سلکِ دُرِّ دَر کانِ یاقوت — بماند معدنِ لعلِ گهرزا
تعالی الله اقبالش که در حسن — گرفت از ماه رو از مهر سیما
مسیحا وار در گفتار جانبخش — نماید حشر از رفتار برپا
وجودِ نازکش از عینِ خوبی — بچشمِ دوستان چون جان در اعضا
بعالم شهرهٔ از وصفِ آنماه — چه هند و سنده و چه ترک و بخارا
چنین طفلی بعالم دیده باشی — تو خود منصف شو ای حاسد خدا را
نخواهی یافت در عالم مثالش — اگر یابی مگر یابی هم اورا
برای سالِ میلادش چو گردید — دلم در ساحتِ اندیشه پویا

بیان

بگفتا عقل فکرم را که گوئے
در آمد شاد شرف الدین بدنیا
۱۲۹۶ھ

ایضاً

بباغِ تمنّای خواجه میان — گلی تازه از فضلِ یزدان شگفت
زهی طفلِ عالی نسب خوش نصیب — بتحسین طاق و بتعریف جفت
ز دل باد کش کن هوا خواهِ او — چو در مهدِ راحت بآرام خفت
بجای قدم ننهدن آن نورِ عین — که جاروبِ مژگان چو آنجا نرفت
ق
به بدخواهِ او گوی کز خوشدلی — چه اندر ظهور و چه اندر نهفت
بدست آر نقدِ نکوخواهیش — که اینجا متاعِ گرانست بسفت

چو شد عقل را فکر تاریخ سال
دلم ـ طفل خواجه میانست ـ گفت
۱۲۹۶ھ

ایضاً

مخلصم خواجه میان را داد خالق چون پسر
شادمانی رو نمود و گم شد از گیتی غمی

بعدِ میلادش پس از سه سال از لطفِ خدای
دخترِ نیک اختری کرد از برادر همدمی

در بیانِ مدحتِ آنها زبانم قاصر است
وصفِ شان چند آنکه گفتم شد بهر کیفش کمی

در ثناشان بقدر اگر گردید کلکم تر زبان
گر دهانش میچکد حینِ خموشی هم نمی

هان بهر یک دوستانش گوی کاندر راهِ صدق
میفزا اخلاص گر در نیکخواهی محکمی

هم با عدایش بگو تا بگذرند از ناکسی
آدمی نهشت گو آید براهِ مردمی

سال آن هر دو بلند اختر چنین بنوشت عقل
آفتابِ برتری و ماهتابِ خرمی
۱۲۵۶ ۱۲۹۹

قطعات

تاریخ میلادِ خجسته بنهاد آفتاب فلک نجابت و بختیاری ماه آسمان شرافت و

نادر

نامداری نخت جگر و قرة العین برخوردار میان خورشید احمد حسین طال عمره
خلف الرشید عالیجناب معلی القاب تلطف فرمای محبان خلوص آثار مصنف
کتاب هذا سید خواجه میانصاحب تعلقدار جاگیرات طبعزاد سید عبد اللطیف عفا عنه

خداوند عالم بخواجه میان
عطا کرد از لطفِ فرخنده نور عین
چو جو تاریخ گردید عقل
فلک گفت - خورشید احمد حسین
۱۳۰۱ھ

ایضاً

دلا غلغلِ جشنِ میلادِ پور
بکاشانهٔ مخلصم بیکرانست

زهی طفلِ فرخ رخ و مهروش
کزو داغ بر دل مهِ آسمانست

خوشا صورتِ او که اقبال و جاه
زپیشانیش آشکار و عیانست

غرض بہرِ تاریخش احباب را   ز فرح و طرب گفتگو در میانست

پژوہیدم از عقل چون سالِ او

بگفتا — ولیعہدِ خواجہ میانست

۱۳۰۱ھ

ایضاً

اندنون خواجہ میانصاحب کو   رب نے فرزند عطا فرمایا
چہرے مین غیرتِ ماہ انور   مہر بھی جسکی ہی صورت پہ فدا
حسنِ صورت مین ہی بیعیب و نظیر   حسنِ معنی مین بھی ہی بے ہمتا
حسن معنی کی یہ معنی ہی جناب   یعنے اقبال مین ماشاءاللہ
بخشے اللہ اوسے عمرِ خضر   رہے سرسبز بباغِ دنیا
والدین اوسپہ رہین سایہ فگن   اور اونپر بھی رہے ظلِّ خدا
سرخرو دوست رہین اونکے سبھی   شمع سان جلتی رہین سب اعدا

الغرض سالِ تولّد کے لئے متجسس جو ہوئی عقل رسا

چرخ چارم سے مسیحا نے کہا
ہی یہہ خورشید حمل نو پیدا
۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ

تہنیت اجلاس عالیجناب معلی القاب نواب مکرم الدولہ بہادر بر مسند صدر المہامی مالگزاری از نتیجہ کمترین ونحیف سید عبد اللطیف متخلص عقل برای یادگار درین دیوان مشفقی مکرمی واستادی قلمی گردید

صدرِ آفاق و مصدرِ اکرام
داردش جاودان خدا مسرور
رام گشتہ زخُلقِ او خلقے
عالمی شد زجودِ او معمور
ابرِ احسان مکرّم الدّولہ
لطف فرمائے عاجز و رنجور
معدنِ فیض و مخزنِ افضال
منبعِ علم و حلمِ نا محصور

کرمت ظاهرست چون خورشید — رحمِ عالم بسینه ات مستور
ماهِ تابانِ آسمانِ هستی — مهرِ هستی که عینِ عالمِ نور
شاد باشند خیرخواهانت — همه اعدای جاهِ تو مقهور
وقت خوش آنکه پیشِ تو باشم — روز آن به که بگذرد بحضور
میکند جلوه مصرعِ تاریخ — طورِ تو شیخ گر شود منظور

عقل روز و شب است شاکرِ تو
تو هم از لطفِ خود کنش مشکور

ایضا

بتهنیتِ عیدِ اضحیٰ برای نوّابِ ممدوح

بحمدِ الله و افضالِ حبیبش — که آمد عیدِ اضحیّه بعالم
خلایق جمله چه ادنیٰ چه اعلیٰ — بدورِ فرخت مسرور و خرم

بعهدِ عدل مهدت هست بیشک خلایق ز انقلاب چرخ بیغم
بمن فرما کنون الطاف و اکرام که حالم بسکه گیتی کرد برهم

بگفتم از سر امید تاریخ
مدار دولت و صدر مکرّم
۱۲۸۶ھ

قطعات تاریخ

ولادت باسعادت برخوردار سعادت آثار محمد حسین خان بهادر طال عمره فرزند دلبند عالیجناب نوّاب پیر سبحان خان بهادر دام اقباله حال مددگار کوتوال صاحب اندرون بیرون بلده از نتیجهٔ فکر نحیف عاصی سیّد عبد اللّطیف عفا عنه برای یادگار درین دیوان مندرج شد

بعد از ثنائے داورِ دادارِ انس و جان گویم باعتقاد مدیحِ خدایگان
مجموعهٔ مکارمِ اخلاقِ بیحساب دیباجهٔ محاسنِ اوصافِ بیکران

ابریست در سخاوت و بحریست در کرم
پیریست حسب رای و لیکن بود جوان

داراست در شکوه چو لقمان بفطنت است
کسرای وقت باشد و حاتم زمان

رستم برزم حملهٔ او چون نگه کند
از دست جای تیر بترس افگند کمان

بیند چو گرم تازی اسپش بمعرکه
روئین تن از نهیب کند منعطف عنان

افزون بود محامدش از حوزهٔ قلم
بیرون بود فضائلش از حیطهٔ زبان

فرزند نیکبخت مبارک لقاش داد
بعد از دعای خلق خداوندِ دو جهان

خورشید منظری که ز انوارِ روی او
دارد بسینه داغِ حسد ماهِ آسمان

یارب نگاهدار تو این ماه روی را
اندر حصارِ امنِ خودش نیک شادمان

ز انعامِ لطفِ خویش رسانش بهر کمال
بر صدرِ عز و جاه دهیش جای جاودان

سرسبز و سرخرو چو گل و گلبنش بدار
همواره در فضای گلستانِ کن فکان

عمرِ خضر حوالهٔ او کن بفرخی
فضلِ فضیل ساز نصیبش بهر زمان

جستم چو سالِ خیرِ مآلِ ولادتش
آمد ندا مرا ز سروشی بگوش جان
کاعداد جمع کن ز بر و بینات را
از نامِ او که هست محمد حسین خان
ماهست از تاثیرِ برکاتِ وجودِ او
این نکتهٔ غریب که شد بر دلم عیان
آورده است عقل به پیشِ تو تهنیت
افتد اگر قبولِ تو خود دولتیست آن

ایضاً

مظهرِ لطفِ پیر سبحان خان
که بشهر است نامی و مشهور
حق بایشان بفضلِ خود داد
پسر نیک بارخِ پر نور
بر جمالش نظر چو می افتد
می شود رنگِ مهوشان کافور
این دعا هست بر زبانِ جهان
یارب از چشمِ زخم دارش دور
نیک خواهانِ حضرتش بادا
احمر اللون ز انبساط و سرور

یادا هدلے جاه و حشمتِ او
در غم و حزن و هم الم رنجور
چون فتادم بحرِ فکرِ سنش
بزدم دست و پاے نا مقدور
بسکه تاریخ عیسوی ز سروش
گشت مسموع - غیرتِ مه و هور
۱۸۷۲ع

ایضاً هجری و عیسوی

پیر سبحانخان بهادر بفضلِ کردگار
چون عطا تابنده رو طفلی بشبلِ ماه گشت
صورتاً هجری و معناً عیسوی آمد سنش
بود مولد یکهزار و دو صد و هشتاد و هشت
۱۸۷۲ع

ایضاً

پیر سبحانخانِ عالیشان
گر خرد سرورِ زمانه بود
داد خالق کنون پسر او را
که بهر جاے زو فسانه بود

از خرد سالِ عیسوے جستم
کرد القا چراغ خانه بود
۱۸۷۲ع

قطعه تاریخ

میلاد نیک نژاد سعادت قران نجابت قرین برخوردار رشد آثار میان محمد ظهور الدّین طال عمره خلف جناب محمد حسین صاحب مهتمم کوتوالی ادام لطفه

بمحمد حسینِ عالیشان
دایما هست فضلِ ربِّ مجید

مثلِ او در جهان بخلقِ حسن
فلک از چشم مهر و ماه ندید

حبذا کو بپای عقلِ رسا
تا باین پایهٔ رفیع رسید

سرخرو خیرخواهِ او بادا
بدسگالش سیاه رو چو یزید

الغرض کرده در شبستانش
مه لقائی طلوع چون خورشید

شهرتے شد که در وجود آمد
خلف الصّدق یعنی پورِ رشید

از عنایاتِ ربِ دو اشن باد
شب شبِ قدر روز روزِ عید

سایهٔ والدینِ او بادا
برسرش جاودان طویل مدید

بهر تاریخ و سجع آن مولود   سر فکرت بزانوم چو خمید
ناگهان گفت ملهمم که بگو
ز محمّد ظهور دین جاوید
۱۲۹۸ھ

ایضاً

بالطاف فرمای ما ذو الجلال   عطا کردند فرزند یوسف جمال
ز رشکش بود مهر در اضطراب   که طالع شده غیرتِ ماهتاب
چه بندم بوصفش کمر برمیان   که گردید کلکم بریده زبان
غرض بهر تاریخ میلاد او   نمودیدیم چون از خرد گفتگو
بگفتا سن عیسوی بر محل
که - پیداست خورشید برج حمل
۱۸۸۰ء

ایضاً

عطا

عطا کرد ایزدِ پاک اندرین سال   بمهد و جسم جگر بندِ خوشقبال
قلوبِ اهلبیت و والدینش   شده زین شادمانی خرّم و خوش
بفکرِ سال بودم بلبلِ هوش   بگفت از من که کن گفتارِ من گوش

چو میخواهی که تاریخش بدانی
گلِ باغِ مراد - آنرا بخوانی
۱۲۹۶ھ

ایضاً

باشفاق فرمای ماذوالمنن   عطا کرد از فضل خود نورِ عین
چو خواهی که تاریخش از رهِ هوش   برآری بالفاظِ با زیب و زین
(۵)

پس از صنعت بیّنات و زبر
بگو - نورِ چشم محمّد حسین
۱۲۹۶ھ

قطعات

تاریخ تولد فرزند بخت بلند برخوردار میان شیخ صالح عبّادی طال عمره خلف الصالح جناب شیخ عبدالرحمن صاحب عبّادی مهتمم کوتوالی سلمهما الله

از نتیجهٔ فکر مصنف

چو در دولتسرای عبدِ رحمن
یکایک شد مهِ امید طالع

جهانرا از سرِ نو خرّمی شد
که گر دید این هلالِ عید طالع

عزیزی کز علوِّ احتشامش
ز بس بر خویشتن بالید طالع

منجم از فرح شد نیک بیخود
خوشش در زایچه چون دید طالع

برشکِ طلعتش بودند گریان
ببختِ دشمنان خندید طالع

ببزمِ دوستان ناهید پاکوب
هم از خورم دلی رقصید طالع

شدم در فکر سالش سر بزانو
فلک گفتا - ز بس خورشید طالع
۱۲۹۹ھ

ایضاً

ایضاً

هشتم صاحب از عطای خدا
پسری یافت همچو صورت بدر
سال میلاد بگو ای دوست
خلف الصالح عزیز القدر
۱۲۹۹ھ

ایضاً

حبذا نور چشم محمد وسیم
کز وجودش بعالمی شادیست
سال او دوست اینچنین بنوشت
ولی خاندان عباسیست
۱۲۹۹

ایضاً

چون خداداد عبد رحمن را
خلف نیک مشتری طالع
مشتهر شد در اغنیای عرب
سال او ــ صالح غنی طالع
۱۲۹۹

ایضاً

اندنوات پیری خوش اخلاق کرمفرما کو
بخشا خلاق جہان نی پسر احسن جناب

نہین کس شہر مین ہی وصف کا اوسکی شہرہ
عرب و شام و بدخشان عجم و ترکستان

داغ رشک اوسکا فقط ماہ کی دل پر ہی نہین
بلکہ ہی مہر فلک آتش حسرت مین تپان

حسن پایا وہ خداداد کہ ماشاءاللہ
صدقی ہین حور جو اوسپر تو ہین غلمان قربان

صوری و معنوی اوصاف سے ہی وہ موصوف
اوسکا اقبال ہی اوسکی ہی جبین سے تابان

اوسکی احباب سبھی خوش رہین اعدا مغموم
اوسکو اللہ رکھے مہد امان مین شادان

سال میلاد مین کلک خرد دوراندیش
جستجو کرنی لگا اور رہوا سرگردان

کوبکو غلغلہ اوٹھا یہہ جہان مین ناگاہ
آیا آیا خلف الصالح عبد الرحمن
۱۲۹۹ھ

دوست را خلعت حسنت عطا کرد فلک
احسن اللہ علینا و علیکم بالشان

تاریخ عیسوی

در این اثنا کرم فرمای مارا
عطا فرمود رب طفلی مہتا

صحیح

صلا حسن از جبین چون گشت مفهوم بنام شیخ صالح گرد موسوم
زهی گر دید پیدا آن نکو چهر که باشد بر رخش شیدا مه و مهر
بعشقِ روی آن مهرِ درخشان بگردش دایما گردونِ گردان
خزف همسنگ پیشش دولت و مال غلامِ زر خریدش هست اقبال
ز رویش طاقتِ جسمیست روشن مگر خواهد شدن مثلِ تهمن
فقط تفریحِ میلادش کجا نیست که عالم را سرور و شادمانی است
بر والد گهی آن طفلِ خندان چو پیشِ ماه باشد نجم رخشان
گهی اندر کنارِ مهرِ مادر در آغوشِ صدف چون طفلِ گوهر
خداوندِ دو عالم خورم و خوش بدارد در میانِ والدینش
کنون در لجّهٔ فکرت فتادم که تا تاریخِ سالِ عیسوی هم
بکف آرم چو در زین بحرِ زخّار که باید گفتن آنرا دُرِ شهوار

فلک گفتا که هست این طفل گویا
هلالے در مه و خورشید یکتا
١٢٩٩

ایضاً

درین ایام صاحبزادهٔ ما
که دایم بر سرش ظلِّ خدا باد

زبطنِ مام تابید از سرِ اوج
چو خورشید حمل در حیدراباد

باقبالش ز حق بادا اعانت
هم آمین از ملک از ما دعا باد

دعائے عیسوے تاریخِ میلاد
بگو روشن چراغ مدعا باد
١٨٩٢

ایضاً هجری و عیسوی

شیخ صالح چو در وجود آمد
رفت یکسر ز عالمی شومی

از رخش چشمِ دوستان روشن
لیک بدخواه راست محرومی

هر کہ دیدش بر آمد از دہنش
ہست پیدا - سعادتِ ازلی
۵۸۳

۱۸۸۴ع

چہ عراقی چہ شامی و رومی
بر سرِ - نور چشم مخدومی
۱۲۹۹ھ

سال ہجری و عیسویش را
بچہ صنعت ببین کہ شد مومی

قطعات تاریخ

رحلت مسماة چاندبی مرحومہ غفر اللہ لہا از نتیجۂ فکر مصنف

چون بیست و سوم ماہِ صیام
چاندبی شد جرعہ کش از جوی خلد

سالِ ترحیلش چنین رضوان بدوست
گفت - روی چاندبی شد سوی خلد
۱۳۰۰ھ

ایضاً

آہ در بیستِ و سوم از ماہِ صوم
چاندبی شد سوی جنت از خوشی

از درِ فردوس زد رضوان ندا
شد بسوے خلد روحِ چاندبی

ایضاً

چونکه در بست و سوم مه صوم
چاندبی رخت هستیش بربست
از فلک آمد این ندا کای دوست
برجِ جنت مکانِ چاندبی است

متفرقات

اگر ابر اراذل بر سرِ مزرع گهر بارد
افاضل را نشاید تخمِ امید اندر آن کارد
که نخلش دوست غیر از بارِ حسرت بر نمی آرد
دو نان از منتِ دونان سنان بسینه میدارد
سنان بر سینه اولیتر نه از دونان دو نان خوردن
بقانع خاک سوزان لذت خاگینه میدارد
مگر بر سفرهٔ ارذل مزه یخنی نمیدارد

دل من باید شعر شاعر دیرینه میدارد
دونان از منت دونان سنان بر سینه میدارد

سنان بر سینه اولیتر نه از دونان دو نان خوردن

کسی از جوع گر زخمی عیان بر سینه میدارد
نسازد غم که لطف رب نشان بر سینه میدارد

تفش باد آنکه طعن ناکسان بر سینه میدارد
دونان از منت دونان سنان بر سینه می دارد

سنان بر سینه اولیتر نه از دونان دو نان خوردن

ز ناکس خواهش احسان سنان بر سینه میدارد
بخوانش نعمت الوان سنان بر سینه میدارد

ز دستش شربت حیوان سنان بر سینه میدارد
دونان از منت دونان سنان بر سینه میدارد

سنان بر سینه اولیتر نه از دونان دو نان خوردن

قناعت عیش و عشرت برتر از شاهنشهی دارد
ز قید بندگی آزاد چون سرو سهی دارد

ولیکن طاعت کم ظرف قهر ایزدی دارد
دونان از منت دونان سنان بر سینه می دارد

سنان بر سینه اولیتر نه از دونان دو نا خوردن

کسی گر زاتش فاقه چو مجمر سینه میدارد
بماند سرخرو کو چون گل تر سینه میدارد
که چشم از سفلگان صد نیشتر در سینه میدارد
دونان از منت دونان سنان بر سینه میدارد

سنان بر سینه اولیتر ز از دونان دونان خوردن

سراسر نصرت دونان سنان بر سینه میدارد
یقیناً الفت دونان سنان بر سینه میدارد
مقرر نعمت دونان سنان بر سینه میدارد
دونان از منت دونان سنان بر سینه میدارد

سنان بر سینه اولیتر نه از دونان دونان خوردن

سینه ناز بر سیم و زر و پشمینه میدارد
بدست خویش گویا بوزنه آیینه میدارد
ولی عاقل بمالش خواهش قلبی نه میدارد
دونان از منت دونان سنان بر سینه میدارد

سنان بر سینه اولیتر نه از دونان دونان خوردن

شعر

سخنان طرب فزای دوست
هاهم بدشمن فتد پسند نکوست

قطعهٔ تاریخ

وفات تحزن آیات پیر و مرشدی مقبول بارگاه صمد حضرت
سید شاه محمد عرف سید شاه صاحب میاں قدس سره

واحسرتا دریغا که درین زمانه — بر بستر لحد چون خوابید شاه صاحب
از انبساط خاطر رخش ز قصر تن شد — حور و قصور جنت چون دید شاه صاحب

تاریخ رحلت او هاتف به دوست گفتا
اکنون بسوی جنت گردید شاه صاحب
۱۳۰۳ھ

ایضاً

وا دریغا که ازین جای فنا — هادی ما ره جنت چو گرفت

گفتم این سال وصالش ای دوست
پیر ما ہاے بفردوس برفت
۱۳۰۳ھ

ایضا

حذر کن دلا زین مقامِ فنا که اینجا هر انکس که آمد برفت
چو گریان بزاید بخلق آدمی ولی شاد خندانش باید برفت
هر انکس که دل بست اندر جهان باندوه و افسوسِ بیحد برفت
ز اقوال و افعالِ بد از جهان دریغا که غمگین نشاید برفت
ازین جای ویران مبارک کسی که با توشه و زادِ زاید برفت
پس امسال ها دتّی بن الغرض ازین پیشطاقِ زبرجد برفت
شد اندر لحد جسمِ پاکش ازان سرِ مرقد از فرقِ فرقد برفت
نمیرفت جانِ عزیزش بخلد مگر بهرِ عیشِ مخلّد برفت
بخلق امد از کلمهٔ لااله باخر هم از قولِ اشهد برفت
چنان کامده بود بس همچنان بقلب و زبان موکّد برفت

چو میخواهی ای دوست تاریخ او
بگو سوی جنت محمد برفت
۱۳۰۳

ایضاً

درین ولا چو میان شاه صاحبِ اقدس
وفات یافت کز ان در جهان ملالش هست
مثالِ خویش خودش بود ذاتِ او لیکن
کنون بخلق کجا ثانی و همالش هست
بجورِ عین بود اختلالِ روحش را
فنای جسم ازین ها مگذر وصالش هست
ز فوتِ او شده غمگین زمانه سرتاسر
بپا کنِ المِ عالم ارتحالش هست
غرض که طبع بتاریخِ رحلتش ز خرد
بگفت اگر تو علمِ حسابِ سالش هست
بگوی صوری و هم معنوی تو تاریخ
ولی بصنعِ جدید از تراخیالش هست
چه یعنی هم سنه عیسوی و هجری نیز
بهم سند چو در مصرعی کمالش هست

بگفت دوست زبانِ الم بر آورده
هزار و سه صد و سه سال انتقالش هست
۱۸۸۶ ع

غزل در طرح

اک ہیچا ہو جو مارے تاؤ کے
ڈھنگ نکلیں اوس سے کیا برتاؤ کے

منقری صحبت مین پھر آنے لگی
آئے پھر نزدیک دن بھکاؤ کے

قتل کے میدان کو دیکھو ذرا
کیا نظارے کرتے ہو چھڑکاؤ کے

غمزہ و ناز و کرشمے چھوٹے
ہو چکے اب دن تمھارے چاؤ کے

دل کے لہروں سے ہلی جاتی ہین ہم
ہین کچھونی پر جھکورے ناؤ کے

کس طرح مشکل عجب بسر کارنے
قافیہ رکھکر روی پر واؤ کے

اونسے کچھہ اس ڈھب کی ہی گتھی پڑی
جو نہین آثار کچھہ سلجھاؤ کے

دلکی باتین جانتے ہین خوب ہم
یہ کرشمے ہین فقط دکھلاؤ کے

ہمنے زخمی اچھے ہی دیکھے نہین
آجتک تیغ نگہ کی گھاؤ کے

اس غزل مین دل لگی ای دوست کیا
قافیے ہین طبع کی اوگتاؤ کے

تقریظ

ریختۂ کلک گہرسلک

کاملی کز اثر دانشش او روشن شد　　انچه بر خلق جہان بد ز حقایق مستور
فکر بکرش تتق سر قضا را محرم　　دل پاکش نظر لطف خدا را منظور

مولانا الاعظم قدوۃ افاضل الامم کاشف المشکلات العقلیۃ فاتح المغلقات النقلیۃ مخزن النفائس من مباحثات الفروع والاصول مظہر الغرائب فی مناظرات المعقول والمنقول اکمل ہداۃ الایام ینبوع الکشف ومنبع الالہام افصح البلغاء ابلغ الفصحا اعلم الفضلاء افضل العلما

زُبدَةُ اَماجِدِ النُّقَبا قُدوَةُ اَعاظِمِ النُّجَبا مَلاذُ
سادَاتِ الخافِقَینِ خُلاصَةُ وَدائِعِ اِنّی تارِکُ
فیکُمُ الثَّقَلَینِ مُقتَدَی السّادَاتِ مَلجاءُ
اَربابِ السَّعادَاتِ مُبادِرُ مَحافِلِ البَحثِ وَ
التَّعلیمِ مُبادِرُ مَضامِینِ التَّلقِینِ وَالتَّفهیمِ
مَولانا مَولوی سَیِّد عَبدُ الکَریمِ صاحِب
سَلَّمَهُ اللّٰهُ الوَاهِبُ

سپهر سیادت سما سعادت
در بحر احمد گل باغ حیدر
باجداد او عز بطحا و یثرب
باسلاف او فخر محراب و منبر

اَفاضَ اللّٰهُ عَلیٰ کافَّةِ
العُلَماءِ الاَنامِ نَتائِجَ اَنفاسِهِ وَاَضاءَ مَصابِیحَ
قُلُوبِ عُظَماءِ الاَیّامِ بِلَوامِعِ اِقتِباسِهِ

وفی ھذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی شرف الادم بالنطق والحکم وعلم بالقلم علم الانسان
مالم یعلم۔ والصلوات الزاکیات علی من ذہب فقصب السبق
بانا فصیح العرب والعجم صاحب التاج والبراق والمعراج
والعلم۔ کریم السجایا جمیل الشیم نبی البرایا شفیع الامم
وعلی حضرت اخیہ باب مدینۃ العلم والحکمۃ المحکم احب الخلق
الی الحق من ہذہ الامم ومولی کل مسلم ومسلمۃ بلطف الاعم
سیدنا ابی تراب ابی الحسن المعظم والمحترم وعلی آلہ واصح

الذین مصداق اشداء علی الکفار رحماء بینهم علیهم سلام

اما بعد بر ضمایر اولی العلم و فضل و هنر و اصحاب
بلاغت و براعت پرور که قلوبشان مقتبس اشعهٔ فیوضات
ایزدی و بطونشان مستوفی پرتو لمعات سرمدی است
مخفی و محتجب مباد که دیوان بدیع البیان **دوست**
بصد تمنای دلی و دعای سحری از مکمن بطون بمنصهٔ ظهور
جلوه افروز شده کلام المشهور و مشهور الکلامش پایهٔ شرف
شعر را از فرش تا عرش بسته و عذوبت بیانش قیمت
شکر از تبسم غنچه دهنان شکسته قلت الفاظش از کثرت
معانی تضعیف بیوت شطرنج را دو اسپه مات داده و فور
مطالعه دور غزلش بشائقین چون تسلسل وعدهٔ پیمان شکنان

کارهای امروزه را بفردا گذاشته بیت الشرف مطلع غزلش
نیّرین مضامین تازه و علوین صنایع بی اندازه را لمطلع الفجر
از افق بیاض دمانیده و بشادابی زمین مقطعش هزار صدهزار
زهرخند تختهٔ زعفرانی باغ کشمیر زده - عصمتیان نکات
عباراتش هُنّ قاصرات الطرف لم تمیسهن انس قبلهم ولا جان
و لذّت وصال خلوتیان اشاراتش بوسه بر زنخ سادهٔ
سبزپری ناٹک حید علیخان - در شیشهٔ الفاظ لال پری معنی را
چون حضرات مغان اسیر کردن از کیفیّت ابداع ا
و از کنایه اش بالتّصریح فیل را یاد دهند
از کرشمهٔ اختراع او - خندهٔ نمکینش کرو
نمک پروردهٔ خوان ملاحت اوست و چین جبیه

موجی از بحر لطافت او۔ ازچه روست که دانۂ انارین
پسته لبان مدام روپوش ست آرے گونۂ سرخی از
رنگین کلامش دزدیده اند۔ سبب چیست که شکر لبانِ
ترش رو بوسه را با دشنام ارزان میفروشند شاید ذایقۂ
گلوسوز آب تیغ حسن ادایش چشیده اند۔ وجه تشبیهش
آئینۂ خیال را کالبدر عن الشمس بذ وجهتین مستقبلی۔ واز
کمال تشابه بمشبه به چون روح بکالبد همشکلی۔ چون
ہ ما تیغ مهند در قبضه گرفت۔ سوادِ اعظم
پسیر از قبضۂ تصرف بدر رفت۔
نش آتش ست لاکن بیتے غزل پرکنش
ت۔ اگرچه گویا گوے سبقت بگویائی ربوده

ما

تار شعاعی آفتاب باخورست و مُرکبش از دودهٔ شعلهٔ طور
مانی به نهر جدولش از خطاے فاحش دلو شکسته و چشم
مست نیمخواب دزدیده نگاهان بیاضی از صبح بیاض او
دزدیده ۔ دامن بیضاویش بر صفحهٔ بیضا بر وند روشن
دست بگریبان بیضا و بمقابلهٔ سرکشی کششش کمان واہمہ شکسته
و صدتا ۔ حلقهٔ دورش تاج حضور فغفور و نقطه اش کوه نور
سیّما باصلاح و تصحیح سالک مسالک ادب عارج معارج
فضل رب لوذعی و عالم یلمعی ۔ یکّه تاز میدان سخن پروری
مسند آرائے دیوان شاعری ۔ منبع فیوضات کسبی و وہبی
محقق دقایق نظری و عملی ۔ غواص قمقام حقیقت ۔ صمصام
مسلول طریقت و معرفت ۔ نسیم بلاگردان فصاحتش

میر ابجد خوان مقالات پر بلاغتش - خمیرش قدردانی ع
ضمیرش نفع رسانی طلبا - رب الفصاحت و البلاغت
الفائق علے امرألقیس و ابن مراغه - المتحلی بالصفات
البهیه الحائز لکل فضیلت ادبیه - شمس سماء المعالی
زینة الایام و اللیالی - الاجل الاکرم الصفی الافخم
مستغنی عن التعریف و المذکور استاذ الاساتذه المتخلص
مشهور لا زال محروسا عن الآفات الدهور که مرجع سخن
و ماب اهل این فن را باستانهٔ فیض کاشانهٔ اوست چنانچه
رفته رفته بهندوستان رسیدم خال خال اساتذه را بر چیدم
لاکن سوای استادش احدی را تفضیلے و ترجیحی نمیدهم
مزیّب و مزیّن شده - الصلا الصلا بیا بابا انگور بخور شائقین را

بر بشهر و امصار این نوبر بیبها و خریدهٔ رعنا را صفت
چه باید گفت - بنقد جان ارزان خریده در چارسوے
بردند و می برند - المدام المدام قدح کشان جام جمشیدی را
که جرعهٔ راحتش بروح و روان نیرزد گنج شایگان بیعانه داده
خریده اند و میخرند - الحق کسیکه نخرید چه خرید و آنکه ندید چه دید
هرچند تقریظ دیوان هذا را شاید - اما حلوا خوردن را روئی
باید - عبدالکریم تو کیستی و چه کسی و چرا راه خطامی پوئی
و در کسوت خودنمائی این چه لاف سرائیست - توبه توبه
استغفرالله هوش دار گوش گمار - گوهر یکان بخشیدن
و دُر بدریا سپردن - تخت طاؤس را از خذف آراستن
و تاج کاؤس را از صدف پیراستن خلاف دانشوری است

تو خود جاهلی و هیچمیرزی و کجمج زبانی و بیخردی و ذرو

کارت دعاگوئیست نه تقریظ نویسی ؎ آلهی در جهان

باشی باقبال جوان بخت و جوان دولت جوان سال -

بارالها تا بسیط آباد زمین و زمان بفحوای جَعَلَ الْاَرْضَ

فِرَاشًا از هفت خرگاه افلاک بقنادیل شمسین و چهل چراغ

ثوابت و سیّار روکش خورشید رخان اسبرن - و خجلت ده

مهوشان جرمن ست با دعیات ماثوره ربّ اشعث

مدفوع باالابواب و مجرّدان طلل گزین باریاب حضرت

وهّاب جلّ صمده که اگر شمهٔ ازان برتبهٔ اجابت رسد وافی و

کافی ست - عرائس تمنّا و ابکار مدعای آن شهامت و

عوالیمرتبت و فطانت و معالیمنزلت فارس مضمار شوکت

یالت درة التاج عظمت و بسالت مرتقی مدارج اعتلاء
مهبط فیوضات حضرت جل و علیٰ بوسمهٔ اقبال و غالیهٔ اجلال
و گلگونهٔ حسن و جمال و سرمهٔ حق بینی و حق پسندی و طلق عزت
و دانشمندی و سفیداب صدق و صفا و حنای دسترس مدعا
و نورتن عیش و نشاط و خلخال مسرت و انبساط و علیبند حفظ
الٰهی و کجکلاه سرافرازی نامتناهی هر هفت و مزین شده
بدار الامارهٔ فرخنده بنیاد حیدرآباد صانه الله عن الشرور
و الفتن و الفساد بخطبهٔ قاضی الحاجات و سامع المناجات
بشهادت شاهدین بالغین قضا و قدر بآغوش ایجاب و
قبول و دوشادوش خوش اسلوبی حصول باد و یوماً فیوماً
از خلف الصدق فتح صدر جهان و شبستان دوران منور و درخشان باد

109688

بحرمت النبی وآله الامجاد — آمین ثم آمین

قطعهٔ تاریخ

چند پرسی ز بلند بستم
مستم و شیشهٔ می در دستم
گفتگوئے چو تباریحم نبود
سخن دوست دل افزا گفتم

* * *

والسلام

Allama Iqbal Library
109688

الحمد لله والمنه هذا دیوان تفریح بنیان بتاریخ ہشتم ذیقعده الحرام ۱۳۰۳ھ در مطبع سلطانی واقع حیدرآباد فرخنده بنیاد دکن مقام الکل گوڑه عقب بازار اکبر جاه باهتمام عاصی سید عبدالمجید خان عفا عنه مالک مطبع مذکور صورت اختتام پذیرفت

آمیز

ه می در دست

دل افزا گفتی

یان بتصحیح

واقع حیدرآباد

جاه باهتمام

درت اختتام پذیرفت

دیوان فصاحت نشان لطافت عنوان من تصنیف عالیجناب سید خو

گلزار خیالات نسیم

تعداد غزل

تعدا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل

کسی سے کب بھلا شمہ بیان ہو اوسکی قدرت کا | دو عالم مین ہے جلوہ چار سو خالق کی د
پر جبریل کلک خامہ ہو قرطاس ید بیضا | رقم جب بھی نہ کچھ ہو وصف اوس
ہوے مجذوب سالک عقل فہمین سب سراسیمہ | نہ پایا راستہ اہل طریقت نے حقیقت
صفت فردوس کی ہو کیا نظر کی ہے سبب رشک گلشن | کہان اوسکی کدورت اور کہان نور اوسکی طلعت
تجلی گاہ عالم کسکے جلوہ سے فروزان ہے | وہ دیکھے جسکی آنکھوں مین تجلی ہو بص

ہر چند دیوان

کبک دری س

A
IQBA
UNIVE
HEL
F